ان اللہ ...

مجاہدین مراقش

محمد وقار اللہ مجددی
ذخیرہ لاہور

با تصویر

یعنی

سرزمین مراکش میں یورپی سیاسی پیچیدگیوں کا کچا چٹھا حکومت شریفیہ کے انحطاط اور آویزش ہسپانیہ و ریف کے اصلی اسباب اور جدید جنگی ساز و سامان سے آراستہ لکھوکہا ہسپانوی عساکر کے مقابل مٹھی بھر مجاہدین ریف کی جہد حریت کی ہوشربا داستان

معہ

اصلی تصاویر میدان جنگ۔ نقشہ جات مراکش و ریف و مکتوب ہائے سیدی محمد بن عبدالکریم و مجلس انتظامیہ جمہوریہ اسلامیہ ریف بنام مصنف جو پہلے کبھی شایع نہیں ہوئے۔

مصنفہ

ملک عبدالقیوم بی۔ اے (علیگ) بیرسٹر ایٹ لا

سابق ایڈیٹر مسلم سٹینڈرڈ و آنریری سکریٹری ادارہ استجبارات اسلامیہ لنڈن
ممتحن سول سروس کمشن و لکچرار کالج علوم شرقیہ یونیورسٹی آف لنڈن
و مشاور اعزازی وفد ریف در لنڈن ۱۹۲۲ء

ملنے کا پتہ:۔ ملک عبدالقیوم بی۔ اے (علیگ) بیرسٹر ایٹ لا گوجرانوالہ۔

مطبوعہ فیروز پرنٹنگ ورکس بیرون شیرانوالہ دروازہ سرکلر روڈ لاہور باہتمام۔ ایم۔ عبدالحمید منیجر

(تحریر نمودہ نور الٰہی خوشنویس گوجرانوالہ)

135495 ا

تہدیہ

الیٰ

مجاہدین مرکش

لٰکِنِ الرَّسُوْلُ

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ ز وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

Marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
دیباچہ مُصنّف	۶
تقریب۔ اثر خامہ گوہر بار ظفر الملت مولانا ظفر علی خان صاحب مدیر روزنامہ زمیندار۔	۸
مقدمہ	۱۱
باب اوّل مختصر تاریخ مراقش و ریف	۲۸
باب دوم۔ مراقش میں یورپی سیاست کی ابتدا۔	
فصل اول۔ برطانیہ و مراقش کے ابتدائی تعلقات	۳۶
فصل دوم۔ فرانس اور مراقش کے ابتدائی تعلقات	۳۸
فصل سوم۔ ہسپانیہ اور مراقش کے ابتدائی تعلقات	۴۱
فصل چہارم۔ جرمنی اور مراقش کے ابتدائی تعلقات	۴۲
باب سوم۔ مراقش میں یورپی سیاسی پیچیدگیوں کی داستان۔	
فصل اول۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں کی قرار داد ۱۹۰۴ء اور اسکی خفیہ دفعات۔	۴۴
فصل دوم۔ برطانوی اور فرانسیسی قرار دادوں کے خلاف جرمن احتجاج تحریک میثاق الجزیرہ۔ حکومت شریفیہ کا انحطاط۔	۴۷
باب چہارم۔ سیاست ہسپانیہ و ریف۔	
فصل اول۔ جنگ ہسپانیہ و ریف کے محرک اسباب	۵۵
فصل دوم۔ قابینہ ہسپانیہ و عہد نظامت پریمو ڈی ریویرا۔	۵۹
فصل سوم۔ لشکر ہسپانیہ میدان جنگ میں۔	۶۴
فصل چہارم۔ ہسپانوی فوج کے شعبوں کی تنظیم۔	۷۰
باب پنجم۔ جنگ ہسپانیہ و ریف	
فصل اول۔ جنگ ۱۹۰۹ء تا غایت ۱۹۲۰ء۔	۷۸

Marfat.com

فصل دوم۔ جنگ ۱۹۲۱ء لغایت ۱۹۲۵ء	۸۸
فصل سوم۔ قیام جمعیت اسلامیہ محمدیہ رلیف۔ جنگ وادی القرط۔ بعض انگریز رضاکاروں کا معقول انعام کے وعدوں پر عساکر ہسپانیہ میں شمولیت۔ قائد رسولی اور اس کی گرفتاری۔	۹۰
فصل چہارم۔ آویزش رلیف و فرانس۔	۹۸
باب ششم۔ وفد سیاسی رلیف در لندن۔	
فصل اول۔ اسلامی آزادی کے متعلق مدبرین یورپ کے ارادے	۱۰۳
فصل دوم۔ راقم الحروف کی دعوت پر ادارہ استخبارات اسلامیہ لندن میں وفد رلیف کا ورود۔	۱۰۶
فصل سوم۔ اعلان مجاہدین رلیف	۱۰۸
فصل چہارم۔ وفد رلیف کا جمعیت اقوام کے نام محضر نامہ۔	۱۱۰
باب ہفتم۔ موجودہ نظام جمہوریہ رلیف اور اس کا مستقبل۔	۱۱۴
باب ہشتم۔ مراقش و رلیف کے متعلق۔ یورپی سلطنتوں کے خفیہ و دیگر معاہدات	
فصل اول۔ عہدنامہ میڈرڈ ۱۸۸۰ء مراقش کے متعلق پہلی بین الاقوامی قرارداد۔	۱۲۹
فصل دوم۔ عہدنامہ برطانیہ و فرانس قرار یافتہ اپریل ۸ ۱۹۰۴ء معہ خفیہ دفعات	۱۳۲
فصل سوم۔ عہدنامہ فرانس و ہسپانیہ قرار یافتہ اگست ۱۹۰۴ء معہ خفیہ دفعات	۱۳۳
فصل چہارم۔ خفیہ عہدنامہ برطانیہ و فرانس قرار یافتہ یکم ستمبر ۱۹۰۵ء۔	۱۳۵
فصل پنجم۔ یثاق الجزیرہ۔	۱۳۷

Marfat.com

فہرست نقشہ جات۔ مکتوبات و تصاویر

		صفحہ
۱	وفد ریف ادارہ استخبارات اسلامیہ لندن میں۔	۱۰
۲	سیدی محمد بن عبد الکریم صدر جمہوریہ اسلامیہ ریف کا مکتوب شکریہ مصنف کے نام و ترجمہ	۱۰
۳	نقشہ مراکش	۲۷
۴	نقشہ ریف	۵۴
۵	سیدی محمد بن عبد الکریم صدر جمہوریہ ریف۔ الفانسو شاہ ہسپانیہ۔ مارکوئیس پریمو ڈی ریورا صدر قابینہ ہسپانیہ۔ قائد رسولی۔	۵۵
۶	سیدی محمد بن عبد الکریم و سیدی عبد الکریم والد صدر جمہوریہ ریف۔	۷۸
۷	سیدی محمد بن عبد الکریم کا مکتوب مدیر مسلم سٹینڈرڈ کے نام و ترجمہ۔	۷۷
۸	جنگ کے خلاف اعراب طنجہ کا مظاہرہ۔	۸۸
۹	اسیران جنگ شیوخ ریف کے کٹے ہوئے سر جو ملیلا کی دیواروں پر رکھے گئے تھے۔	۱۰۳
۱۰	اسیران جنگ ہسپانوی سپاہی جن کے ساتھ مجاہدین ریف نے انسانیت کا برتاؤ کیا	۱۰۶
۱۱	اراکین مجلس انتظامیہ جمہوریہ اسلامیہ ریف۔	۱۱۴
۱۲	مکتوب مجلس انتظامیہ ریف بنام مدیر مسلم سٹینڈرڈ و ترجمہ۔	۱۱۲
۱۳	سیدی محمد بن عبد الکریم و سیدی محمود بن عبد الکریم سالار مجاہدین ریف جنرل اور کرنیل نوار و جنہوں نے دس ہزار ہسپانوی لشکر کے ساتھ ہتھیار ڈال دیئے	۱۲۴
۱۴	اعلان صدر جمہوریہ ریف عالم اسلام کے نام۔ و ترجمہ۔	۱۲۸

Marfat.com

دیباچہ

مجاہدین مراکش کی جہد حریت کیا ہے؟ ایک مٹھی بھر قبائل کی سرفروشانہ کوشش کے کیا محرکات ہیں؟ اور جو اہم نتائج محاربہ ہسپانیہ و رلیف سے کارزار مراکش میں نمایاں ہو رہے ہیں۔ ان کی کیا حقیقت ہے؟ اس کتاب کے مختصر بیانات میں ان سوالات کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ قطع نظر اور امور کے اخباربین ناظرین کو کم از کم اتنا تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مجاہدہ رلیف اس بات کی ایک روشن دلیل ہے کہ اس گئے گذرے زمانے میں بھی مسلمین عالم میدان عمل میں ایسے ہیٹے ہنیں رہے۔ کہ ان کا نام زندہ اور منجہد قوموں کی فہرست سے ہمیشہ کے لئے کٹ چکا ہو۔ آج کل کے واقعات صاف ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ جہاں کہیں مسلمانوں نے اتحاد واخوت و وتعاون باہمی کے اصولوں کو سمجھا۔ اور پھر ان پر عمل کیا تو ہر قسم کی مشکلات ان کے سامنے ہیچ ہوئیں۔

قبل از جنگ عظیم کیا کسی کو یقین آسکتا تھا۔ کہ ہزاروں میلوں کے فاصلے پر افریقۂ شمال کی گھاٹیوں میں ایک ایسی جماعت مسلمین بھی ہے۔ جو اعلےٰ سے اعلےٰ سازوسامان اور بہترین نظام کا مقابلہ کرکے ایک دنیا سے اپنی حریت۔ اپنے شرف اور اپنی معاملہ فہمی کا اعتراف کرانے والی ہے۔ مجاہدین رلیف کی جدوجہد اور ان کی کامرانی ایک شمع نور ہے۔ ایک آیۂ من اللہ ہے جو اسلامی قوموں کو اپنی بے بسی اور بے سروسامانی پر آنسو بہانے کے بجائے میدان کوشش میں مردانہ وار ہاتھ پاؤں مارنے کی دعوت دیتی ہے۔ تاکہ اسلامی گھرانے کے دور افتادہ افراد اپنی اپنی جگہ اس دنیائے جدید میں اپنی حفظ بقا

Marfat.com

کے لئے حالاتِ مقامی کے مطابق تجاویز سوچیں۔ اور باہمی مشورے سے ان پر عامل ہوں۔

گو "مجاہدین مراکش" دراصل علمبرداران حریت افریقہ شمالی سے اردو دان اصحاب کا تعارف کرانے کے لئے لکھی گئی ہے۔ مگر اس میں الجزائر تیونس۔ مصر اور مغرب الاقصےٰ کے مماثل حالات و سانحات کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ اور حکومت مخزن یعنی حکومت مولائے مغرب اور مغربی قوا کے سیاسی تعلقات کی ابتدا سے لیکر محاربات جاریہ تک کے تمام واقعات اور امکانات پر بالتفصیل بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں پہلی مرتبہ وُہ تصاویر اور مکتوبات شائع کئے گئے ہیں۔ جو راقم کو براہِ راست ارکین وفد ریف حکومت وصدر جمہوریہ ریف سے ملے اور اس سے پہلے کسی مغربی یا مشرقی اشاعت میں شائع نہیں ہوئے۔ ان خصوصیات کے اعتبار سے یہ کتاب اردو زبان میں معاملات مغرب الاقصےٰ پر اپنی قسم کی پہلی اشاعت ہے اور امید واثق ہے ناظرین اس کے بیانات کو محض سطحی نظر سے نہ پڑھینگے۔ بلکہ اہل ریف کے محرکات غیرت و صداقت سے اثر پذیر ہو کر ہندوستانی خطہ، دنیا کی امنیت از جنگ پر پرُ ور شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے قومی اجزا کی تنظیم کر کے شاہراہ مقابلۂ پرُامن پر ثابت قدمی و ہمت کے ساتھ گامزن ہونگے۔

آخر میں میں سیدی عبدالکریم بن الحاج علی البقیوی اور سیدی محمد بن محاو بوجبار ارکین وفد ریف۔ جناب منشی محمدؐ دین صاحب فوق مدیر اخبار کشمیری اور جناب ظفر الملت مولانا ظفر علیخان صاحب کی اعانت کا اعتراف کرتا ہوں۔ جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب میں مدد دیکر اور ایک عالمانہ تقریب تحریر فرما کر اس ناچیز کو ممنون فرمایا۔

گوجرانوالہ۔

خادم اسلام
عبد القیوم ملک

تقریب

از خامہ گوہر بار حضرت ظفر الملت مولانا ظفر علیخان صاحب مدیر روزنامہ زمیندار

حامدا و مصلیا

جنگ یورپ کے آغاز پر جب حکومت ہند کی مصلحتوں نے مجھے کئی سال کیلئے کرم آباد میں نظر بند کر دیا تو ایک دن گوشہ تنہائی میں بیٹھے بیٹھے بے اختیار میری زبان پر چند اشعار جاری ہوگئے جنہوں نے کچھ دیر میں ایک قصیدے کی شکل اختیار کر لی جس بیاض میں یہ قصیدہ درج تھا وہ تو آگے چل کر زندان منٹگمری میں میری پنج سالہ اسیری کے دوران میں میری دوسری قلمی یادداشتوں کی طرح ضائع ہوگئی لیکن اشعار ذیل ابھی تک ذہن میں محفوظ ہیں۔

کوئی دن جاتا ہے پیدا ہوگی اک دنیائے نو
خون مسلم صرف تعمیر جہاں ہو جائیگا

ان ستاروں کے عوض ہونگے نئے انجم طلوع
اُن دنوں رخشندہ تر یہ آسماں ہو جائیگا

پھر نئے محمود ہونگے حامئ دین مبیں
بچہ بچہ غیرت الپ ارسلاں ہو جائیگا

پھر تجلی زار وحدت ہوگی دنیائے عرب
ذرہ ذرہ اُس کا مہر خاوراں ہو جائیگا

سربلند اسلام ہوگا کفر ہوگا سرنگوں
حق عیاں ہو جائیگا۔ باطل نہاں ہو جائیگا

یہ اشعار اگر کسی مجلس میں ان دنوں دُہرائے جاتے جبکہ اسلام حیات و ممات کی کشمکش میں مبتلا تھا اور دنیا مسلمانوں کی آنکھوں میں تو پے در پے مصیبتوں اور پے در پے تباہیوں کے باعث تیرہ و تار ہو رہی تھی تو سننے والے یقیناً انہیں مجذوب کی بڑ سمجھتے لیکن وہ جن کا ایمان غیر متزلزل ہے جانتے ہیں کہ ان اشعار میں محض ایک ازلی و سرمدی حقیقت کا اعادہ کیا گیا تھا اور اس سیزدہ صد سالہ صداقت کی شرح کی گئی تھی کہ خدائے بزرگ و برتر اپنے رسولؐ اور اس کی امت کے ناموس کا خود محافظ ہے اسلام فنا ہو جانیکے لیے نہیں بلکہ زندہ رہنے اور کائنات کو زندگی بخشنے کے لیے آیا ہے ظاہر بین بعض دفعہ سمجھتے ہیں کہ کشتی ڈوب گئی لیکن انکی آنکھ جھپکنے سے پہلے سمندر کے تمام تہ نشین خزانوں کو سمیٹتی ہوئی وہ پھر اچھل آتی ہے۔

اس طرح "ڈوبنے" اور آنکھ جھپکنے سے پہلے اچھل آنے کا ایک محیر العقول منظر سفینہ اسلام گذشتہ چند سال میں پیش کر چکا ہے۔ محاربۂ فرنگ کا طوفان آتش و خون چار سال کے ہولناک اور قیامت خیز تموج و تلاطم کے بعد تھما تھا۔ تو دنیائے اسلام کی سیاسی قوت کا نام و نشان تقریباً ناپید نظر آتا تھا۔ اور اس کی جگہ خون مظلومیت کے چند دھبے کہیں کہیں دکھائی دیتے تھے جن کی سرخی دشمنان اسلام کی اڑائی ہوئی گرد نا انصافی اور غبار انانیت میں مستور تھی۔ لیکن یکایک غیرت حق کو حرکت ہوئی۔ دوبارہ سفینہ اچھلا اور اس رنگ میں اچھلا کہ ساری دنیا مبہوت ہوگئی۔ دولت بہیہ افغانستان نے امیر امان اللہ خان غازی کی سرپرستی میں ایک ایسی کروٹ لی کہ دشمنان اسلام مدت مدید سے اس آزاد و غیور اسلامی مملکت کے پاؤں کے لیے جو بیڑیاں طیار کر رہے تھے وہ کٹ کٹ کر ان دشمنوں کے نامراد دامنوں میں گر پڑیں۔ ایران آقائے رضا خان کی رہنمائی میں اس جوش حریت و آزادی کے ساتھ سرگرم عمل ہوا کہ روس و برطانیہ کے قرنہا قرن کے معاندانہ منصوبے آپ ہی نقوش بن گئے عرب کی سرزمین سب سے بڑھ کر باہمی افتراق کا مرکز بنی ہوئی تھی لیکن مشیت ایزدی نے نجد کے بے آب و گیاہ صحرائے عرب کے اجڑے ہوئے چمن کی بہار کا ایسا سامان فرمایا اور سلطان ابن سعود غازی کے مجاہد بازوؤں میں وہ قوت پیدا کر دی کہ اس غازی کی ایک ہی ترکتاز سے غدارانہ بغاوت اور وہابیت پرستی کی تمام جڑیں منقطع ہوگئیں اور یورپی استعمار پرستوں نے اُس مقدس سرزمین میں مسلمانوں کو قومی و دینی حیثیت سے بے دست و پا بنانے کے لئے جو دام پھیلائے تھے وہ پارہ پارہ ہو کر رہ گئے ترک غازیوں نے بستر نزع و احتضار سے اٹھ کر زندگی تازہ اور حیات نو کا ایسا ثبوت پیش کیا کہ دشمنوں کے تمام قزاقانہ و قابو جویانہ عزائم گرد و غبار بن کر اڑ گئے۔ اور تھریس و اناطولیہ کے خون مظلومیت کی شفق سے جمہوریہ ترکیہ کا آفتاب جہانتاب اس شان اور اس طمطراق سے درخشاں ہوا کہ یورپ اب تک اسلام کی شان جلالی کے اس کرشمے کی تحیر زائی سے دم بخود ہے۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور حیات تازہ کے یہ تمام کارنامے بجائے خود ایسے قلیل الوقوع اور نادر الوجود ہیں کہ ہر نتیجہ کے

Marfat.com

لئے مادی اسباب اور ہر معلول کے لئے مادی علل کی پیش روی کی خوگر آنکھیں اُنکی کنہ تک پہنچنے سے عجز کا عملی اعتراف کر رہی ہیں۔ لیکن ان سب سے بدرجہا حیرت انگیز واقعہ مجاہدین ریف کی کامیابی و کامرانی ہے جسکی نظیر و مثال اسلام کی تاریخ عروج و ارتقا کے صرف چند ابتدائی اوراق ہی میں مل سکتی ہے۔ ورنہ دنیا کی ہر قوم کی سرگذشت اور اُسکی سرگذشت کے ہر ورق اور ہر صفحہ کا دامن مجاہدانہ اعمال کے ان شاہوار موتیوں سے یکسر خالی ہے جو جانبازان ریف کے سروں پر نثار ہو رہے ہیں۔ دو سو میل طویل اور پچاس میل عریض ایک علاقہ ہے۔ جو اصطلاح حاضرہ کے مطابق تمدن و تہذیب سے بالکل ناآشنا ہے۔ اس میں ساز و سامان حرب کا کوئی کارخانہ نہیں۔ مال و دولت کا کوئی خزانہ نہیں۔ کوئی کثیر التعداد فوج نہیں۔ موجودہ زمانہ کے فنون حرب کے ماہرین نہیں۔ چند لاکھ مجاہدین کی ایک بے سرو سامان آبادی ہے۔ اس آبادی کا ایک غیور فرزند چند سو ہمراہیوں کو لے کر یورپ کی ایک بہت بڑی طاقت کے سیلاب استعمار کی روک تھام کے لئے چٹان کی طرح جم جاتا ہے۔ نمرود کے ساتھ مچھر کے اس داعیہ جہاد و دفاع پر مہذب دنیا ہنستی ہے۔ مگر آج وہی مچھر ہسپانیہ کی ساری قوت و طاقت کو خاک میں ملا کر فرانس جیسی عظیم ترین فوجی طاقت کو پے در پے شکستیں دے رہا ہے اور اس کی ایک ایک حرکت نہ محض میڈرڈ۔ نہ محض پیرس۔ نہ محض لندن۔ نہ محض روما بلکہ یورپ کے ہر قصر اقتدار اور ہر حصار استعمار میں تزلزل پیدا کر رہی ہے۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا جو دور گذشتہ چار پانچ سال میں ہماری آنکھوں کے سامنے سے گذرا ہے۔ اس کا ایک پہلو صدیوں تک زمانے کے لئے مشیت ایزدی کی محیر العقول کارفرمائیوں کا خاص نشان بنا رہے گا۔ مگر غازی محمد بن عبدالکریم امیر جمہوریہ ریف اور ان کے بلند منزلت رفقائے کار کا مجاہدہ حریت و آزادی شاید قیامت تک عدیم النظیر اور فقید المثال بنا رہنے کے لئے خاص طور پر منتخب ہو چکا ہے۔

میرے عزیز دوست جناب ملک عبدالقیوم صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا نے جو زمانہ قیام لندن میں مسلم سٹینڈرڈ کے صفحات کے ذریعہ سے اپنے قلمی جہاد کی بدولت ساری دنیائے اسلام سے خراج امتنان و تشکر وصول فرما چکے ہیں۔ ذیل کے صفحات میں اس مجاہدہ حریت و آزادی کی سرگذشت مرتب فرمائی ہے یقین ہے کہ جناب ملک صاحب کا یہ قلمی جہاد بھی ان کے سابقہ جہاد کی طرح مسلمانوں میں خاص مقبولیت و محبوبیت حاصل کرے گا۔ اور ہر مسلمان کو اس کتاب کے ایمان افروز مطالعہ سے آشکارا ہو جائیگا۔ کہ خواجہ بدر و حنین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا اور مجاہدین مقدسین "یرموک" و "قادسیہ" کی اولاد آج بھی ویسے ہی مناظر پیش کر سکتی ہے جنہیں دنیا تیرہ سو سال کے قدیم افسانے سمجھ رہی ہے۔ مسلمان اگر مسلمان بن جائیں تو وہ کائنات ارضی کی ہر فضا میں پرچم توحید کی سربلندی کے ضامن و کفیل بن سکتے ہیں۔ جناب ملک صاحب نے غازیان ریف کی یہ سرگذشت اس لئے مرتب نہیں فرمائی۔ کہ مسلمانان ہند اسے اپنی ملت کے ایک حصہ کے عروج کی تاریخ سمجھ کر اپنی الماریوں کی زینت بنا لیں۔ حقیقی مقصد یہ ہے کہ وہ اس مجاہدہ سے حقیقی عبرت حاصل کریں۔ جان لیں کہ مسلمان کی شان کیا ہوتی ہے اور وہ کس طرح ساز و سامان سے یکسر بے پروا ہو کر اپنی جان مقاصد مہمہ حریت و آزادی کی خاطر لڑا دیتا ہے۔ اور اس دنیا کا سب کچھ قربان کر ڈالتا ہے۔ مگر اپنے مقصد سے ایک لحظہ کے لئے غافل نہیں ہوتا۔ اور اس عہد میں ریف کا جہاد اس حقیقت کا بہترین عملی مرقع ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مسلمانان ہند اسکے مطالعہ سے پورے طور پر مستفید ہونگے۔ اور اپنے اندر بھی وہ بلند پایہ اسلامی اخلاق و خصائل پیدا کرینگے۔ جنہوں نے مصر۔ ترکی۔ افغانستان۔ عرب۔ ایران اور سب سے بڑھ کر مراکش کے مجاہدین کو اوج شرف و عزت اور قلعہ نصرت و کامرانی پر پہنچا دیا۔ آمین ثم آمین۔

ظفر علی خان

لاہور

۱۵ر جولائی ۱۹۲۵ء

Marfat.com

سیدی امیر محمد بن عبد الکریم کا اصلی مکتوب شکریہ مصنّف کے نام

الحمد لله وحده وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

حضرة الفاضل المحب سيد عبد القيوم ملك مدير جريدة اسلام الستاندارت السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

وبعد فما انبعث عليه من الثناء عليكم والشكر لكم على ما

ربح يتمولنا من الاعتناء والسعي المتين في اعانة سفرائنا

[illegible] فلا نتعهد بعد ذلك فنستدل الله ان يتيبكم ويرزقكم القوة

على الثبات بالاعمال الصالحة ويعوضكم خير الجزاء آمين

اجدير ١١ شعبان عام ١٣٤١

وسلام

خديم عبد الكريم

الخطابي

ترجمہ

الحمد للہ وحدہٗ ۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحابہ وسلم۔

حضرت الفاضل المحب سید عبد القیوم ملک مدیر جریدۃ اسلام سٹانڈرڈ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اما بعد ۔ بسبب ان خبروں کے جو ہم کو پہنچیں ۔ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ آپ نے ہمارے معاملات پر احسن توجہ کی ۔ اور آپ نے ہمارے سفرائے کی نہایت کوشش سے اعانت کی ۔ اللہ آپ کے کاموں کو آسان کرے ۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے ۔ اور نیک اعمال پر ثابت قدم رہنے کی طاقت عطا فرمائے اور آپ کو اچھا اور نیکی والا اجر مرحمت فرمائے۔

مجریہ ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۴۱ھ

محمد بن عبد الکریم الخطابی الریفی۔

وفد ريف اداره استخبارات اسلاميه لندن مدير
عبدالقيوم ملک

سدي عبدالكريم بن حاج علي البقيوي　　　　سدى محمد بن محماد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

مجاہدینِ رلیف (مراکش) کی جہدِ حریّت ایک ایسا عظیم الشان واقعہ ہے جس کی مثال چھوٹی اور کم بضاعت قوموں میں تو خیر دُنیا کی پرعظمت قوموں اور طاقتوں میں بھی مشکل سے ملیگی۔ تاریخ اُمم کی داستانوں کو اُٹھا کر پڑھیئے۔ قوموں کے قیام عروج و ترقی کے سانحات کا مطالعہ کیجئے اور پھر اُن اسباب کا اندازہ لگایئے جن کے بل پر ان قوموں نے ان کے برگزیدہ افراد نے ابنائے ملّت کی آزادی اور ان کے معاشرتی اور سیاسی استقلال کے لئے حیرت انگیز کارہائے نمایاں سر انجام دیئے۔ داستانِ آزادیٔ سوئٹزرلینڈ کا وہ کارنامہ دیکھیئے جس کے ذریعہ سے ولیم ٹیل ابو الحریت سوئٹزرلینڈ نے آسٹروی استبداد کا خاتمہ کرکے محض اپنے قلیل التعداد ہموطنوں کی مدد سے ایک عظیم الشان سلطنت کے مقابل ایک آزاد اور قومی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اسی طرح تاریخ یورپ کا وہ واقعہ لیجئے جبکہ ایک غریب اطالوی نے جس کا ذریعہ معاش صابون سازی تھی اسی سلطنت آسٹریا کے نظام استعماری کا مقابلہ کرکے اپنے چند ہزار "سُرخ پوش" نوجوانوں کی سرفروشانہ یادری سے اپنے وطن کو از سرِ نو تاج آزادی پہنایا۔ اور پھر اس حیرت انگیز داستانِ تہوّر

وشہامت کو سُننے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ کس طرح ایک مٹھی بھر یونانی نوجوانوں نے درّۂ تھرما پلی کو اپنی سپر سینہ سے بند رکھا۔ اور دشمنانِ ملّت و وطن صرف اس وقت اس دشوار گذار رستے میں سے گذر سکے۔ جبکہ "بہادرانِ تھرما پلی" ایک ایک کر کے ناموس اور غیرت کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھ چکے۔ اور پھر اس سے بڑھ کر ان واقعات اور ہوشربا سانحات کو دُہرائے جو ہماری نظروں کے سامنے سرزمین اناطولیہ میں ہُوئے اور ہو رہے ہیں۔ اور ان سب حالات کا مقابلہ اُس فوق العادۃ اظہار جرأت و تمکنت سے کیجئے جو مجاہدین ریف کی جانبازیوں سے پیدا ہو رہا ہے۔ تو ناظرین کے لئے جنگِ مراکش کی حیرت انگیزی کا ثبوت پیدا ہونا نہایت آسان ہو جائیگا۔

یوں تو اعراب مراکش اور اُن کے سردار بطلِ حریّت سیدّی امیر محمد بن عبد الکریم صدر جمہوریہ ریف کے کارنامے زبان زد عوام ہو چکے ہیں۔ مگر ہندوستانی مسلمانوں میں تعلیم اور معلوماتِ عامہ کی یاس انگیز کمی کے ہوتے ہوئے سوائے معدودے چند اخباربین اصحاب کے لکھوکھا ابنائے ملّت کو اس کا صحیح طور پر علم نہیں۔ کہ آیا ریف مراکش کا ایک حِصّہ ہے۔ یا ایک آزاد خطہ۔ کئی ایک اس مجاہدے کی صحیح جزویات سے ناواقف ہیں۔ اور ایسوں کی تعداد تو سب سے زیادہ ملے گی۔ جنہیں اس امر کا علم ہو کہ اہلِ ریف گو بظاہر اہل مراکش ہیں۔ مگر ان کا تعلق مہمانِ چند روزہ سلطنت مغرب الاقصیٰ سے نہ حالت اسبق میں کچھ رہا اور نہ آئیندہ کوئی صورت اختیار کر سکیگا۔ میرے ان بیانات کے محرّک وہ معاملات اور حالات ہیں۔ جو گذشتہ دس سالوں کے اندر دورانِ جنگ و بعد جنگِ عظیم افریقہ شمال پر وارد ہُوئے۔ بالخصوص وہ حقایق جن کا تعلق موجودہ حالات

Marfat.com

سے ہے جن میں راقم الحروف کو بواسطہ خدمت اعزازی لبلسلہ ادارت استخبارات اسلامیہ لندن انگلستان شرکت و تعاون کی سعادت نصیب ہوئی۔ تاکہ مسلمانانِ ہندوستان اپنی عالمگیر برادری کے دُور افتادہ گھرانوں کی جدوجہد سے آگاہ ہو کر اخوت اسلامیہ کے رشتوں کو جو اس گئے گذرے زمانے میں بھی کمزور نہیں ہوئے اغیار کی دست بُرد سے محفوظ رکھیں۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کارنامہ شجاعت کا جو مجاہدین رلیف سے سرزد ہو رہا ہے اصلی راز کیا ہے اور وہ کیا جوہر ہے جس سے ایک قلیل التعداد اور قلیل البضاعت جمعیت الناتان ایک ایسے عمل تعاون و تنظیم کی اہل ہو سکی کہ جس کے حالات سُن سُن کر اہل مشرق نہیں۔ بلکہ اہل یورپ انگشت بدندان ہیں۔ اس کا جواب امیر عبدالکریم کے اس مختصر بیان سے پیدا ہوتا ہے۔ جس سے اُس لئے ان خبروں کی تکذیب کی تھی کہ اہلِ رلیف عنقریب حکومت ہسپانیہ کی اطاعت قبول کرنے والے ہیں۔ امیر نے فرمایا۔ "ہم اہلِ رلیف جن کا بچہ بچہ اپنی اسلامی معاشرت اور اسلامی حریت قائم رکھنے کے لئے جان جائے مگر آن نہ جائے کا عہد کر چکا ہے۔ اب اہلِ ہسپانیہ کے اس پروپاغاندہ سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ جو ہماری جماعت میں ہسپانوی ہوائی جہازوں کے ذریعے سے کیا جاتا ہے۔ حکومت ہسپانیہ ہمارے قبائل کو لاکھ عیاری سے مال و دولت کا لالچ دے مگر اس کا مدعا حاصل نہ ہو گا۔ شاید انہیں اس بات کا علم نہیں کہ مجاہدین رلیف کا مقصدِ اولین یہ نہیں کہ ملک میں یورپی نما حکومت کا دور دورہ ہو۔ اہلِ رلیف اہلِ یورپ کی طرح "متمدن" کہلائیں۔ مگر ہمارا اصلی اور ابدی مقصد یہ ہے۔ کہ رلیف کی سنگلاخ پہاڑیوں کے رہنے والے اس کے صحراؤں میں اپنی

بکریوں اور اپنے اُونٹوں کے ریوڑوں کو لئے پھرنے والے کسی غیر کے محتاج نہ ہوں۔ کسی کے زیرِ اثر نہ ہوں۔ اور ان کی حکومت ریفی اور اسلامی ہو۔ ہماری جہد جہد حرّیت ہے۔ اور بس"۔ ناظرین کو معلوم ہو یہ بیان لفّاظی نہیں بلکہ اس کے لفظ لفظ میں وہ حقیقت بھری ہوئی ہے۔ جس کی تصدیق میدانِ ریف کی شبانہ روز خونریزی بہم پہنچاتی ہے۔ مگر کیا یہ حقیقت محض ایک مقامی جذبہ ہے۔ جس کا اظہار صرف اہلِ ہسپانیہ کا جور وجفا کرا سکا؟ حالاتِ حاضرہ دنیائے مشرق کا غائر مطالعہ نہ سہی سرسری مشاہدہ کیجئے تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ وہ جذبات جو اہلِ مراکش کی جانبازی کے محرک ہیں اہلِ ترکی۔ اہلِ مصر۔ اہلِ ایران۔ اہلِ افغانستان اور وسط ایشیا کی موجودہ کشمکش کے ذمہ دار ہیں۔ اور یہ حقیقت وہ شعاع امید ہے جو دنیائے مسلم کی آئندہ زندگی کی جان ہے۔ دس سال ہوئے دنیا کی عرض وطول میں خون کی ندیاں بہ گئیں۔ مغربی نظام سیاست و اقتضا و کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ جب اس میں ایک مرتبہ برہمی ہو جائے تو نہ صرف ان کو لے ڈوبتا ہے جو اُس کے موجد ہیں بلکہ اس دنیا کو بھی جو بوجہ عدم تنظیم حفظ ذات مغربی زندگی کے تاثرات سے محفوظ نہیں۔ جنگ ختم ہوگئی اور جب دعاوی و اعلاناتِ دورانِ جنگ پر سے پردۂ تزویر ہٹایا گیا تو حقیقت نظر آنے لگی۔ اہلِ یورپ نے مللِ مشرق کو جسدِ بے جان تصوّر کیا اور اپنے معلومہ طریقِ عمل سے اس پر جرّاحی کرنا چاہی۔ لمبی چوڑی دستاویزات تیار کی گئیں۔ جنکو عہد نامجات بین المللی قرار دیا گیا۔ ان کی تصدیق میں فرہنگ سیاست سے نئے نئے محاورات اور الفاظ لئے گئے۔ اور صفحۂ قرطاس پر کوئی ایسا ملک نہ رہا جس پر کسی نہ کسی وضع کے یورپی نظامِ استعماری کو نافذ کرکے اہلِ ملک کو

Marfat.com

حریت اور شرف سے عاری نہ سمجھا گیا ہو۔ مگر یہ کاغذی حقیقت چند دن بھی قائم نہ رہی اور اگر ایکطرف اہل ترکی نے اپنے جذبہ وطنیت کی استواری کا ثبوت غیر معمولی قومی ایثار سے دیا تو اہل مصر اور اہل ایران نے باوجود کم مائیگی اس امر کو منقبن کر دیا کہ طلوع عہد جدید جس کا پروپاگانڈہ انہیں مغربی سلطنتوں نے دوران جنگ اس قدر شدت سے کیا تھا۔ فی الحقیقت ایک صحیح امکان تھا جس کی ابتدائی صورت پیدا ہو چکی تھی۔ اس سے بڑھ کر جو امر اسلامی ممالک کی جہد حریت سے ظاہر ہوا وہ یہ تھا۔ کہ قبل از جنگ جبکہ ان میں سے بعض حصص کے آپس کا نظام کسی نہ کسی صورت پر قائم تھا۔ تو ان میں وہ مظاہرات پیدا نہ ہوئے جو یورپی سلطنتوں کی کامل فتح و نصرت کے دوران عمل میں آئے۔ اور ان کا آپس کا تعلق تعاون بھی قائم نہ رہا۔ ان حالات سے ایک امید افزا خیال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آخر وہ ساعت آن پہنچی جبکہ مغربی ممالک کی چیرہ دستی ہی اشرقی اقوام کی حرکت اور متجدد زندگی کا باعث ہو۔ مجاہدہ ریف اس ہمہ گیر رَو کا عکس ہے۔ جس کا اثر اسلامی جماعت پر ترکستان سے لیکر کانگو اور چین سے لیکر مراکش تک پڑ رہا ہے۔

مجاہدۂ ریف کی کامیابی کا دوسرا راز یہ ہے کہ جہاں اہل ریف حریت اور شرف اسلامی کے جذبات سے اسی قدر متاثر ہیں جس قدر اہل افغانستان یا اہل ترکی انھوں نے اپنے اس عمل کی تنظیم میں ممکن العمل پہلو کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اصول اتحاد مسلمین کیسا ہی درخشندہ اور خوش آئیند کیوں نہ معلوم ہو یہ واضح رہے اسکی عملی صورت صرف اسی وقت پیدا ہوگی جبکہ تقسیم عمل کے ضروری مسئلہ کو بھی ہاتھ سے نہ دیا جائے۔ بالخصوص ایسے حالات میں جو دنیائے حال پر وارد ہیں۔ جس میں بیشتر حصص عالم اسلام پر اجانب کا اختیار

ہے۔ اور جو بچے کھچے ابتک غیر اسلامی اقتدار سے مصئون ہیں وہ صرف اسی طریق سے قائم ہیں کہ محض اپنا وجود محفوظ رکھ سکیں بالفاظِ دگر اہلِ ریف نے جہاں اپنے مجاہدے کو جہاد فی سبیل اللہ گردانا وہاں یہ بھی شائع کردیا کہ انہیں دیگر دولِ مغرب سے پرخاش نہیں جوان کے دعوائے آزادی کے مقر ہیں انہوں نے یہ کہا کہ اہلِ ریف جو مسلمان ہیں کسی غیر اسلامی اقتدار کے ماتحت نہیں رہ سکتے کیونکہ ایسا فعل ان کے صحیح عقائد کے خلاف ہوگا اور نہ وہ اپنی جہد میں کسی ایسی جماعت سے عملی امداد حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جنکا تعاون ان کے اپنے خصوصی حقوق کی تائید نہ کرسکے۔ ان کی خواہش صرف ایک ہے کہ حکومت ہسپانیہ ان کے اسلامی ملک پر سے اپنا سیاہ پرتو ہٹالے۔ اور اگر ان سے کسی قسم کی مدارا کی متوقع ہو تو صرف ان شرائط پر جو معزز اور سرفراز قومیں باہم کیا کرتی ہیں۔ یہ اصول صرف ہماری جنگ کے محرک ہی نہیں بلکہ ہماری جماعت کے مذہبی اور روحانی عقائد کی جان ہیں اور اس کے ثبوت میں ہم اہل ہسپانیہ کے سامنے ان خندقوں کو پیش کرتے ہیں جس میں وہ ہمارے مردوزن کی لاشوں کو دیکھینگے جو جان کی پرواہ نہ کرکے ناموس کی خاطر اس دنیا سے گذر گئے۔ کسی مادی امید سے یہ حرارت پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ ان کا ایثار حریت وطن و ایمان کی قیمت تھی۔ جو انہوں نے بخوشی ادا کردی۔ مسلمانان ہندوستان جن کا قابل رشک شغفِ اسلامی اور فوق العادہ جوش و خروش حالات سے ناواقف الناس کی نظروں میں کیسا ہی مسرت انگیز کیوں نہ ہو مگر ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جو افراد اپنی حریّت و شرف ذات کے قائل نہیں غیر اہم جذبات نہیں بلکہ کلیات میں حقیقی طریق پر دوسروں کے معاون نہیں ہوسکتے بنابریں اہل ریف نے مسلمانانِ افریقۂ شمال کے موقر جذبہ ہونے کا ثبوت سب سے

پہلے اپنے جذبہ وطنیت سے دیا۔ کامیابی کے سب سے بڑے ذمہ دار وہی حالات ہو سکتے ہیں جبکہ ہر ایک فرد اور ہر ایک ملت فرداً فرداً اپنی حریت، عزت اور طاقت کا سامان پیدا کر کے اپنی ملت اور اس سے بڑھ کر عالم اسلام کی باعزت رُکن ہو۔ ترکی اور افغانستان کی جہد آزادی کا اصلی راز اسی اصول میں مضمر ہے۔ پس یہ واضح ہوا کہ اس دنیا میں حریت اسلامی ایک عالمگیر مسئلہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جزوی اور مقامی مسئلہ بھی ہے اور جو قومیں تقسیم حدودِ عمل کے اصول پر عمل پیرا ہونگی وہی آخر میں کامیاب بھی ہونگی۔ حُبِ وطنیت حُبِ ایمان ہے اور جو افراد اتحادِ مسلمین کو بغیر اصلاح حالاتِ مقامی ممکن سمجھ سکتے ہیں انہیں یا تو حقیقت معاملات کا علم نہیں یا وہ ان سے اغماض کرتے ہیں اہل رِیف نے اگر اپنی اسلامیت کو اپنی جد وجہد کی رُوح قرار دیا تو انہوں نے اسے اس طریق سے دنیا پر ظاہر کیا کہ اس سے ان کے حُبِ وطن کا بھی پتہ چلتا تھا۔

اخباری خبروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چند جرمن سپاہی اور افسر جو اندلس میں ہسپانوی افواج میں ملازم ہوئے رفتہ رفتہ رِیف مجاہدین سے جا ملے اور اب ہسپانویوں سے برسرِ پیکار ہیں۔ ناظرین اس انکشاف سے یہ نہ سمجھنے لگیں کہ فداکارانِ ریف کے کارنامے جرمن یاوری کا نتیجہ ہیں۔ یہی خیال ایک وقت میں یورپ میں جاگزین تھا کہ غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا کی زیر کمان افواج میں چند منتخب جرمن ماہران جنگ بھی لڑ رہے ہیں۔ مگر جونہی مغربی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تو حکومت مجلس کبیر نے فوراً اس کی تکذیب کر دی اور یہ اعلان کیا کہ افواج ترکی میں کوئی جرمن کیا کوئی روسی بھی موجود نہیں جس کی شرکت کا زیادہ احتمال ہو سکتا تھا۔ علیٰ ہذا یہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اسوقت مجاہدین ریف کی صفوں میں کوئی غیر ملکی اور یورپی سپاہی ایسا موجود نہیں جس

Marfat.com

کی اعانت کو مجاہدین کے زرین کارناموں کا سبب ٹھہرایا جا سکے۔ یہ یاد رہے کہ حکومت ہسپانیہ کے عساکر کی تعداد جو اس وقت ریف میں افواج ملی سے برسرپیکار ہیں کسی طرح سے تین لاکھ سے کم نہیں بحری عملہ اس کے علاوہ ہے۔ اب اگر اس ملخ کے مقابلے میں چند اجنبی ریفیوں کی امداد پر آمادہ ہوں تو اس کا اثر مجموعی حالات پہ کچھ نہیں پڑ سکتا۔ اہل ریف کا اوّلین دعوٰے یہ ہے کہ وادیٔ ریف اغیار کے وجود سے پاک ہو تاکہ دنیا میں کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ باشندگان ریف ایک نیم وحشی اور غیر مسلم سلطنت کے غلام ہیں۔ ایسا دل و دماغ رکھنے والے انسانوں سے یہ توقع رکھنا کہ ان کی فوق العادت شجاعت اور ان کی بے نظیر جانفروشی محض اسلئے ہو کہ بجائے ہسپانویوں کے کسی دوسری مغربی طاقت کا اقتدار قبول کریں۔ قرین قیاس کیا بلکہ قرین عقل بھی معلوم نہیں ہوتا۔

اہل ریف کی سرفروشانہ حُبّ وطن کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان ممالک میں جہاں مذہب جمہور اسلام ہے اور ملک پر کسی طرح کی مستقل غیر اسلامی حکومت کبھی قائم نہیں ہوئی۔ عوام اپنی اسلامیت اور وطنیت کو قریب قریب ایکدوسرے کا مترادف خیال کرتے ہیں۔ یہ مصیبت اسوقت شروع ہوتی ہے جبکہ حرّیت ملی کا خاتمہ ہو چکا ہو اور لوگ تسکین قلب حاصل کرنے کے لئے مذہب کو غیر از وطنیت سمجھ کر ظاہری ادائیگی فرائض دینی کو ہی مقصد حیات سمجھ بیٹھے ہوں مگر ان ممالک میں جہاں کے لوگ مُسلمان ہیں اور حکومت اسلامی ملکی اور قومی ہے وطنیت اور اسلامیت کو واحد وجود سمجھا جاتا ہے اور سیاسی آزادی کو اس کی رُوح رواں قرار دیا جاتا ہے۔ تو گویا ان کے نزدیک اگر یہ سیاسی آزادی نہ رہے تو نہ وطنیت ہی محفوظ رہی اور نہ مذہب بنابریں اہل ریف کا اسلام وطن ہے اور وطن اسلام۔ اور وہ اپنی سیاسی آزادی کے کھوئے جانے سے اسی طرح مشوش ہیں جیسے وہ شخص جسے بجبر مرتد کرایا گیا ہو۔ اور

Marfat.com

حقیقت بھی یہی ہے۔ کوئی مذہب چہ جائیکہ اسلام قومی غلامی کا حامی نہیں ہوسکتا! اور اگر ہے تو وہ انسانوں کے دل و دماغ اور انسانی عقل کے اعلےٰ معیار سے گرا ہوا سلسلہ روحانیات ہے۔ حیوانوں کے لئے موزوں ہو تو ہو مگر انسانوں کے لئے بالخصوص ایسے انسانوں کے لئے جنکی زندگی کا بہترین اور اولین مقصد یہ قرار پاچکا ہو کہ "تخت یا تختہ" یہ نصب العین ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ہاں متغیر حالات زندگی کے ماتحت چندے کوئی اس برکت سے محروم ہو جائے تو خیر مگر یہ مستقل طریق زندگی کبھی قرار نہیں دیا جاسکتا اہل ریف کے مجاہدے کی بھی اولین اور بہترین غائیت یہی ہے کہ وہ حکومتِ ہسپانیہ کے استبداد میں گرفتار ہو کر ہمیشہ کے لئے نعمت آزادی۔ حریت قومی اور شرفِ اسلامی سے محروم نہ کر دیئے جائیں۔

بعض ناظرین مدعیانِ اتحاد عمومی بین المسلمین شائد اس وطنیت طرازی سے خائف ہوں جیسا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی احتجاج برخلاف وطنیت ترکی سے ظاہر ہے مگر مصیبت یہ ہے کہ وطنیت پرستی کوئی بالکل نیا جذبہ نہیں بلکہ افریقۂ شمالی میں اسکے ناخوش آئیند اور شدید طور سے پُرخطر امکانات تو ایک صدی قبل سے شروع ہو چکے ہیں۔ ناظرین جنہوں نے تاریخ فرانسیسی تسخیر الجزائر و تیونس پڑھی ہے اس امر کو خوب جانتے ہیں کہ حکومتِ فرانس کی استعماری کامیابی اور امیر عبد القادر مرحوم و مغفور کی شکست کا پہلا سبب اسی اتحاد بین المسلمین کا عدم وجود تھا۔ حکومتِ فرانس نے ۱۸۳۰ء میں الجزائر پہ فوج کشی کی مگر اس زمانے کی ہمسایہ مسلمان ریاستیں کچھ ایسی خوابِ خرگوش میں مبتلا تھیں کہ عربانِ الجزائر نے ایک نہیں کئی کوششیں اپنے بچانے کی کیں اور اکیلے ایک منظم سلطنت کے ساز و سامان کا مقابلہ کیا مگر نہ مراکش سے امداد ملی اور نہ اہل تیونس نے کسی قسم کی اعانت کی۔ اس عدم رواداری کی اصلی وجہ یہی تھی کہ عام مسلمین اخوتِ اسلامیہ کے زرّین اصول کو ہاتھ سے دے بیٹھے تھے۔ اور کسی کو اس امر کا احساس تک نہ ہوا کہ

اگر آج الجزائر کا خاتمہ ہوا تو کل تیونس اور مراکش کی باری آنے والی ہے۔ تسخیر الجزائر کے بعد فرانس نے تیونس پر ہاتھ صاف کیا۔ اور مراکش کے شدید مذہبی تعصب کے خوف سے پہلے مصر کو نگلنا چاہا۔ اب انیسویں صدی کا وسطی زمانہ گذر چکا تھا۔ اور نہر سویز کھد چکی تھی۔ اور نہر سویز کی آمدنی اور جدید ذرائع فلاحت پر عمل کرنے سے مصری خزانے بھرپور ہوئے۔ خدیو وقت نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ دل کھول کر اصراف کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ مصر ایک خوشحال ملک سے نادار دیوالیہ ہو گیا۔ اور کیا چاہیئے تھا۔ بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔ قوائے یورپ بالخصوص فرانس و انگلستان نے خطیر شرائط پر قومی قرضے دیئے اور نہر سویز کے محاصل کا پٹہ اپنے نام لکھوالیا۔ اب مصر کی تسخیر میں دونو حکومتیں رقیب ہو بیٹھیں۔ فرانسیسی میجر مارچانڈ نے قصبہ فشوڈا کے قریب کیمپ لگایا۔ اور جنرل کچنر کمیدان افواج انگلستان کے مقابلے طرح جنگ ڈال دی۔ ہاتھا پائی ہوا چاہتی ہی تھی کہ معاملہ سالاران افواج کے ہاتھوں سے نکلکر ماہرانِ سیاست کے سپرد ہوا اور بعد طویل بحث مباحثہ قرار یہ پایا کہ فرانس مراکش میں اپنی توقعات کی تکمیل کرے اور مصر دولتِ انگلستان کے لئے چھوڑ دے۔ بالفاظ دیگر ایک مصیبت ختم ہوئی تو دوسری شروع ہو گئی۔ الجزائر اور تیونس کا معاملہ صاف ہوا تو مراکش پر فرانسیسی دانت گڑ گئے۔ بری مثال کا نتیجہ ہے کہ جب ایک شخص اس کا مرتکب ہوتا ہے تو اسکے ہم چشم اور پڑوسی بھی اسی طرح کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اگر فرانس اور انگلستان نے مصر و ریاست ہائے بربر پر اپنا قبضہ جمالیا۔ تو اطالیہ نے بغیر حیلہ و حجت طرابلس پر حملہ کر دیا اور ان تمام واقعات کا نتیجہ یہ نکلا کہ حکومتِ ہسپانیہ ایک ضعیف ناتوان قوم کی تخریب آزادی کے درپے ہے۔ تو گویا یہ معلوم کرنا مشکل نہیں کہ جہد آزادی کا وہ رقت انگیز کارنامہ جو ایک مختصر جماعت سے ریف کی سنگلاخ گھاٹیوں میں ظہور پذیر ہو رہا ہے اسی ایک صدی پہلے کے تخم بد کا ثمر تلخ ہے۔ اب اگر یہی اسلامی ریاستیں جو کسی زمانے میں ایک ہی نظام خلافت

Marfat.com

سے وابستہ تھیں ایکدوسرے سے علیحدہ ہو کر فکرِ فردا سے غافل نہ ہو جاتیں تو قیاس غالب ہے نہ الجزائر عربی الجزائر فرانسیسی بنتا نہ ٹیونس پر غیر اسلامی سیادت قائم ہوتی۔ نہ مراکش کا دستور سلطانی معرضِ خطر میں آتا اور نہ آج امیر عبدالکریم کے بے سروسامان مجاہدین کو محض توکل علی اللہ ایک جری اور باساز وسامان عساکر مغربی کا سامنا کرنا پڑتا۔

مگر یورپ کی حکمت عملیوں کا کسی کو علم نہیں۔ کیا عجب ہے یہی مصیبت مسلمانوں کے مستقبل کے سامان پیدا کر رہی ہو۔ بالخصوص جبکہ بعض یورپی خود اس امر کے معترف ہوں کہ "یورپی چیرہ دستیوں کا سلسلہ جس سے تمام دنیائے اسلام ایک ایک کر کے اپنی آزادی سے محروم کی جارہی ہے۔ آخر اپنا رنگ لائے بغیر نہ رہیگا۔ آج ایک حقیقی جہاد کے تمام مصالحہ جمع ہو رہے ہیں اور یورپی قوموں کو اپنی امپیریل ازم کی حدبندی کرنی چاہیئے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلامی عمل احتجاج ہر لحظہ ترقی پر ہے اور حال کے واقعات نے مسلمانوں کی قوتِ مدافعت کو وہ چند بڑھا دیا ہے۔ اور سالہائے سابقہ کے واقعات نے اسلامی جذبات میں نمایاں تغیر پیدا کر دیا ہے"

اسی طرح ایک مصری عالم شیخ یحییٰ صدیق جو "چودھویں صدی کا احیائے مسلمین" کے مصنف ہیں اور فرانس کی مشہور درسگاہ ٹولوس سے سند لیکر مصر میں جج کے عہدے پر فائز رہ چکے ہیں فرماتے ہیں۔

"ان مدعیانِ تہذیب یعنی اقوام مغرب کی حالت ذرا ملاحظہ ہو جو آئے دن نئی نئی اختراعات اور نئے نئے سامان سے اپنی جنگی قوت میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ ان کا کوئی عہدنامہ دیرپا نہیں۔ اور ان کو اپنے کسی قول و فعل پر ثبات نہیں۔ یہ آج ان تیاریوں میں مصروف ہیں جو کسی آنے والے زمانے میں دنیا کو قتل و غارت کے گڑھے میں دھکیل دینگی۔ اور انسانی کوششوں کے ثمرات کو سیاہ کھنڈر بنا کر چھوڑینگی۔ مستقبل خدائے قہار کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اور اسکی ذات غیر فانی ہے۔ میری رائے میں

یورپ کی روح خشک اور بوسیدہ ہوگئی ہے۔ یورپی قومیں جو اپنے آپ کو ہمارا راہنما تصور کرتی ہیں۔ اپنے انتہائی مدارج تک پہنچ چکی ہیں گذشتہ تین صدیوں کی فوق العادت جدوجہد نے ان کے قوا چور کر دیئے ہیں بالفاظ دیگر ان کی زندگی کے آخری مدارج آن پہنچے۔ امر مناسب ہے کہ اب یہ اپنی جگہ کسی ایسی قوم کے سپرد کریں جو ان سے قوی تر اور بہترین روحانی مصالحہ سے آراستہ ہو۔ آج ان قوموں کو ایکدوسرے کے وعدوں اور پیمانوں پر ایک منٹ کا بھروسہ نہیں اور یہ اپنی باہمی کدورتوں اور کاوشوں کو بہزار کوشش مٹانے سے معذور ہیں"۔

135495

"مشرقی اور مغربی باہمی تعلقات نے مشرقی قوموں کے لئے دونوہی طرح کے نتائج پیدا کئے یعنی مفید بھی اور مضر بھی۔ وہ مادی نقطہ نظر سے تو مفید ثابت ہوئے مگر اخلاقی اور ذہنی نقطہ نگاہ سے ان کا اثر نہائیت ہی بُرا واقع ہُوا۔ زمانہ دراز کی جنگوں اور اپنے عہد امتیاز کی آسائش پسندی سے مسلمانوں پر بے حرکتی سی طاری ہوگئی تھی مگر اسے ان کی موت نہیں کہا جاسکتا۔ یہ مادی بے بسی مغربی توپوں کے گولوں کا نتیجہ ہے۔ سالوں کے مغربی استبداد نے ان کے معنوی اتحاد کو متزلزل نہیں ہونے دیا"۔

"اس چودھویں صدی میں ہم ایک نئے اور خوش آئند مستقبل کی دلہیز پر کھڑے ہوئے ہیں۔ مسلمانانِ عالم ایک نئی روح سے متحرک ہو رہے ہیں۔ اور ہر جگہ عمل تنظیم اور ترتیب کی ضروریات پر زور دیا جارہا ہے۔ ہم سب سیاحت کے خواہشمند ہیں تجارتی تعلقات پیدا کرنے اور دنیاوی جدوجہد اور مشکلات کا سامنا کرنے سے نہیں گھبراتے فضائے مشرق سے ایک نئی قوت کا وجود پیدا ہو رہا ہے اور اس کا نام رائے عامہ ہے"۔

"اے اخوان المسلمین! اُٹھو!! جاگو!!! ایکدوسرے کی دستگیری کرو۔ ایک دوسرے کا سہارا بن جاؤ۔ یورپ کا استبداد ہی ہمارا موجب فلاح ہوگا۔ اور یورپ کا تعلق خواہ وہ آج کیسا ہی تلخ معلوم ہو۔ ہماری ترقی اور احیا کی بنیاد ہوگا۔ یہی تاریخ کی

شہادت ہے۔ شدید مخالفت کے باوجود خدائے برحق کے اٹل قوانین کی تکمیل ہو رہی
ہے۔ دن بدن یورپی اقتدار گھٹتا جا رہا ہے۔ ایشائی دروازے یورپی اختلال پر تنگ
ہو رہے ہیں۔ کیا یہ علامات آنیوالے انقلاب کا پتہ نہیں دیتیں۔ خوش آمدید اے عہدِ جدید!٭

گو بظاہر یہ امکانات جن کا مندرجہ بالا نوٹ میں ذکر کیا گیا ہے کیسے ہی متیقن
کیوں نہ ہوں اس میں کلام نہیں کہ مجموعی حالات میں تغیر صرف اسی وقت پیدا ہو سکیگا۔
جبکہ مسلمانانِ عالم اطراف سب کے سب اپنی اپنی جگہ پر اس عہد جدید کے استقبال
کی تیاریاں کریں۔ حالات مابعد جنگ سے کم از کم اتنا تو پتہ چل رہا ہے کہ کسی نہ کسی
قسم کا ولولہ دلوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ اب یہ ایک معمہ ہے کہ باوجود اس ہیجان
کے جسکی علامات اور سانحات ہمارے گرد و پیش ظاہر ہو رہے ہیں کیوں اس سے
وہ نتائج پیدا ہونے کی صورت نہیں بندھتی جیسی کہ اسی قسم کے مظاہرات کی یورپ
میں ہوتی ہے۔ اس کا جواب صرف ایک جملے میں دیا جا سکتا ہے۔ یعنی مادی سازی
و سامان کی کمی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے یہ مادی ساز و سامان کی کمی کیونکر پیدا
ہوئی۔ کیا ممالک اسلامیہ کو قدرت نے اس مطاع سے مالامال نہیں کیا۔ جس
سے قومی ثروت پیدا ہو۔ کیا ان میں فنِ زراعت پر عمل نہیں کیا جاتا۔ کیا وہاں کے
لوگ کسی قسم کی کسبِ معاش نہیں کرتے۔ کیا ان کو خدا نے ہاتھ پیر نہیں دیئے۔ کہ
ان کو مثل دیگر افراد کام میں لاکر اپنی زندگی کا اور ملکی اور قومی زندگی کا اثاثہ بہم پہنچائیں
اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں تک قدرت کا تعلق ہے ان ممالک اسلامیہ میں نہ صرف مادی
ساز و سامان پیدا کرنے کے اسباب کی فراوانی ہے۔ بلکہ بعض مقامات اور حالات میں
یہ ممالک خاص پیداواروں کے لئے ممتاز ہیں جو اور ممالک بالخصوص یورپ میں پیدا
ہی نہیں ہوتیں۔ اور بعض میں بوجہ اقتصادی اور صنعتی معاملات سے لاپرواہی ان سے

٭ نوٹ۔ ملاحظہ ہو "مسلمانوں کا دورِ جدید"۔ مولفہ ملک عبد القیوم صفحہ ۶۵-۶۹-

پورا پورا فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ غور کیجیے کہ ممالک یورپ میں نہ زمین زرخیز ہے۔ اور ماسوا پتھر کے کوئلے کے نہ وہ مصالحہ قدرت ہیں جس سے ملکی دولت میں اضافہ کیا جاسکے پھر کیا وجہ ہے۔ ان کمیوں کے باوجود ساری دنیا کی خام پیداوار سمٹ سمٹ کر یورپی ممالک کی طرف چلی جارہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل یورپ اگر قدرت کی برکات سے محروم تھے تو انہوں نے اپنے دماغ اور اپنی عقل سے اس طریق سے کام لیا کہ دنیاوی دولت کے خزانے اپنے بس میں کر لئے۔ ان کی ترقی اور تمول کا راز صرف ایک حکمت عملی میں مضمر ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ کم مائیگی پر مطمئن ہو کر بیٹھے نہیں رہے بلکہ وہ اس کمی کو پورا کرنے کے ہر ممکن ذرائع کام میں لائے اور نہ صرف ان خام اجناس اور پیداواروں کے اصلی مالک بن بیٹھے جو غیر یورپی ممالک میں پیدا ہوتی تھیں۔ بلکہ ان ممالک کے داخلی اور خارجی معاملات کے بھی تاکہ ابنائے وطن کے ردّ عمل سے مصئون وہ منفعت اندوزی کے شغل میں پورے انہماک کے ساتھ لگے رہیں۔ اور کوئی ایسے اسباب نہ رہیں جن پر ان کا اختیار نہ ہو۔

اہل رلیف پر حملہ ہسپانیہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اشیائے معاشرت کے لئے غیر ملکی مصنوعات کے محتاج تھے۔ اور تجاران ہسپانیہ کے لئے یہ بات موقعہ زرّیں سے کم نہ تھی۔ یہ یاد رہے اس دنیائے جدید میں صرف غیرت وطنی و مذہبی ہی حریت کی بنیاد قرار نہیں دی جاسکتی۔ جہاں مسلمانوں کے لئے احکام دینی پر عمل کرنا ایک ضرورت لابدی ہے وہاں سامان معیشت کی فراہمی اور دنیاوی خوشحالی کی تکمیل بھی بمنزلہ فرض سمجھنا چاہئے۔ ورنہ خوف ہے سازو سامان کی کمی ہمیں ننگا اور بھوکا مسلمان بنا کر ہمیں ننگ اسلام نہ قرار دے۔ گو یہ تفصیل مسلمانان رلیف پر اس درجہ عائد نہیں ہوتی اور اسی وجہ سے ان کا ملک آج تک مغربی اقتدار کے صدموں چندے بچا بھی رہا۔ ورنہ اگر اس کی گھاٹیاں الجزائر کے نخلستانوں اور

تیونس کی وادیوں جیسی زرخیز ہوتیں تو گمانِ غالب ہے امیر عبدالقادر الجزائری کے ساتھ ہی امیر عبدالکریم ریفی کا خاتمہ بھی ہو گیا ہوتا۔

پس یہ قرار پایا کہ حفظ و قیام حریتِ ملّی اور ناموس مذہبی کے لئے نہ صرف جذبہ روحانیت کی ضرورت ہے جو مسلمانوں کو مسلمان رکھے بلکہ اس کے ساتھ ہی حُبّ وطن کی بھی ضرورت ہے جو ان کی خدمتِ ملک کا محرک ہو اور پھر اس کے ساتھ "الکاسب حبیب اللہ" کے قول اطہر پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے جو مسلمانوں کو سچّا۔ غیوّر۔ آزاد اور خوشحال مسلمان بنا سکے۔ اہلِ ریف جن کے اقتصادی حالات ابھی ابتدائی صورت میں ہیں کسی قسم کی اہم تجارتی جدوجہد کے اہل ہوں یا نہ ہوں مگر اس میں کلام نہیں ان کا جذبۂ وطنیت و اسلامیت ہی وہ شئے ہے جو ان کے موجودہ مجاہدے کی جان ہے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اہل اسلام میں اس گئے گذرے زمانے میں بھی کم از کم وہ جذبہ مفقود نہیں ہوا جس کی تحریک پر قوموں کے احیا کا امکان پیدا ہو سکتا ہے دنیا کی مختلف سمتوں میں نظر دوڑائیے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ مسلمانوں کے شدید انحطاط کے باوجود ایسے افراد اور ایسی جماعتیں موجود ہیں جنہیں آنے والی خطرات سے آگاہی ہے اور وہ اپنے اپنے ممالک میں اپنے اپنے طریقوں پر ان خطرات کے مقابلہ کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اگر افغانستان کے مستقبل کی امید امیر غازی امان اللہ خان کی حوصلہ انگیز جدوجہد سے بندھتی ہے تو سرزمین ایران میں سردار سپہ مرزا رضا خان ترکی میں مصطفٰے کمال پاشا۔ مصر میں سعد زاغلول پاشا اور مغرب الاقصٰے میں امیر غازی سیدی عبدالکریم کے کارناموں کی طفیل یہ صاف نظر آ رہا ہے۔ کہ اگر ابنائے ملّت و وطن ان بزرگوں کی سعی میں ان کے شریک ہو جائیں تو کیا عجب ہے اسلامی ترقی کا مہر تاباں حالاتِ نامساعد کی گھنگھور گھٹاؤں کو چیر کر پھر سے عالم اسلام

Marfat.com

پر ضیا افگن ہو۔ مگر شرط یہ ہے ملت و وطن کے تمام افراد اس کوشش میں شریک ہوں۔ اور گو عالمگیر اسلامی تعاون کا امکان فی الحال موجود ہو یا نہ ہو۔ ابنائے اسلام اگر اپنی اپنی جگہ پر انفرادی طریق پر کوشاں ہو جائیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ اسلام اور پیروان اسلام مجموعی طور پر دنیا میں ممتاز اور سرفراز ہونگے۔ مجاہدین ریف کی جہد حیات جسکی تفصیل پیش آئندہ ابواب میں ہو گی اسی حقیقت کی تفسیر ہے ✣

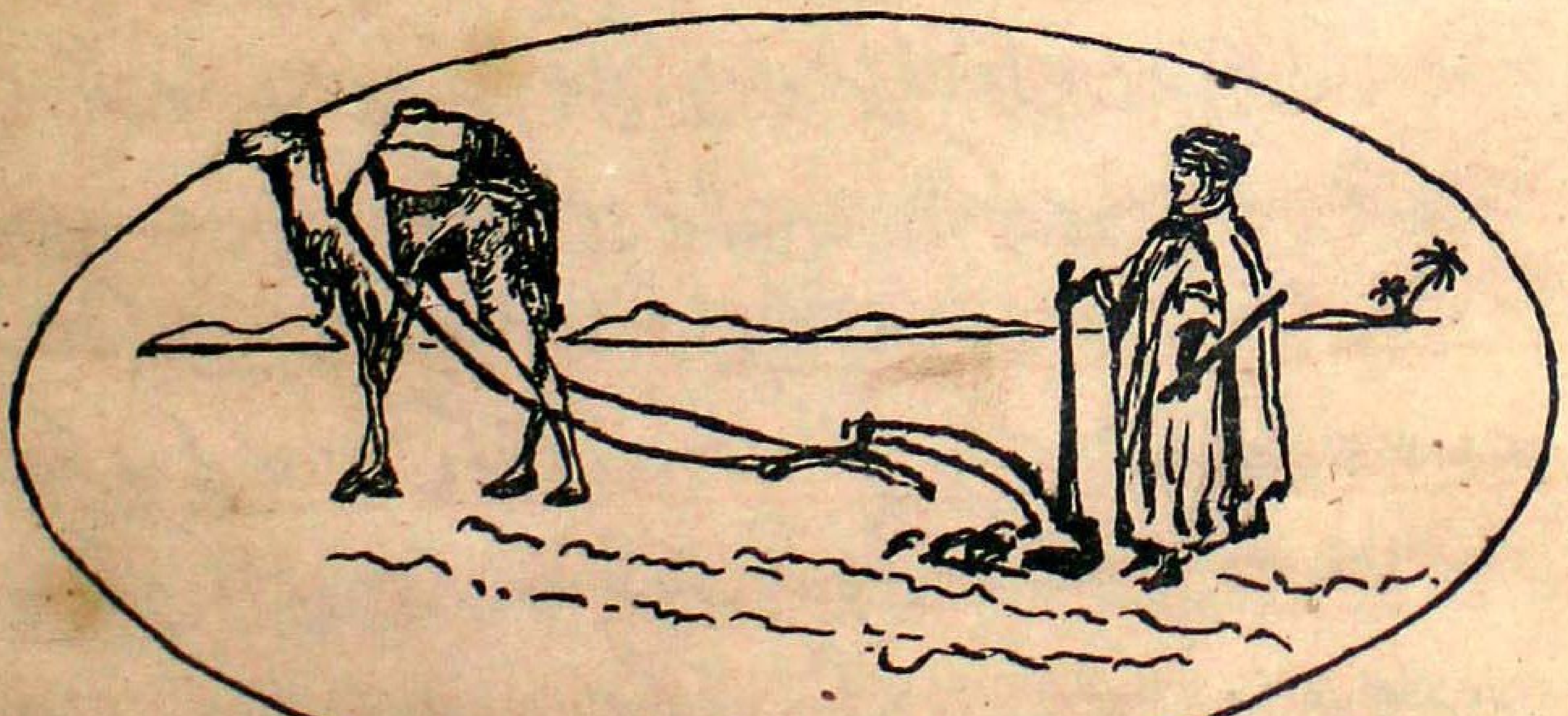

Marfat.com

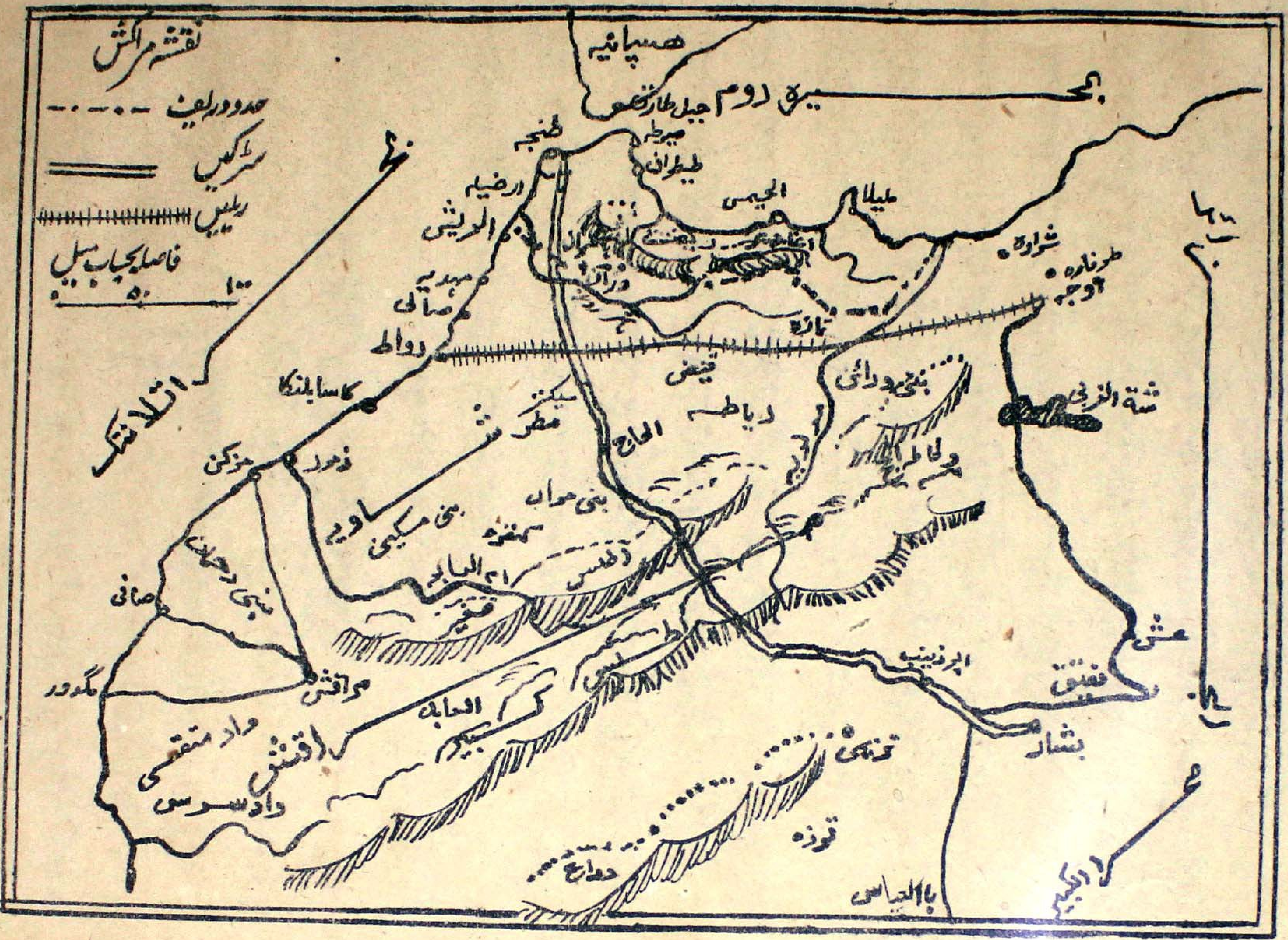
نقشهٔ مراکش
هسپانيه
جبل طارق
طنجه
تطوان
مليله
اتلانتيك
کاسابلانقه
رباط
مراکش
صافی
مگودر
تازه
وجده
بشار
توزه

Marfat.com

باب اوّل

مختصر تاریخ مراکش و ریف

ٹھیک بارہ سو سال کے بعد مغرب الاقصےٰ یعنی مراکش کی حکومت اسلامیہ ختم ہوا چاہتی ہے۔ اس اسلامی حکومت کے جانشین اہل فرانس ہیں جنہوں نے سب سے پہلے الجزائر پر قبضہ کیا پھر تیونس پر ہاتھ صاف کیا اور اب مراکش کو ہضم کر رہے ہیں۔ اس نئے مقبوضہ کی وسعت سارے فرانس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مراکش کا رقبہ ۲۱۹۰۰۰ مربعہ میل ہے۔ یعنی ہندوستان کے رقبے کا تقریباً نصف اور الجزائر سے وسعت اور مردم شماری میں کہیں زیادہ ہے۔ یورپ میں آئے دن سیاسی لیڈر "زرد خطرہ"۔ "پان اسلامک خطرہ" اور "سیاہ خطرہ" کے ہوشربا امکانات سے اہل ملک کے دلوں کو مشرقی دنیا کی قوموں کے خلاف زہر آلود کرتے رہتے ہیں۔ مگر افریقہ شمالی کی تسخیر کے بعد اب کونسا خطۂ دنیا رہ گیا ہے جہاں سے خطرہ پیدا ہونے کا احتمال ہوسکتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا پر ایک زبردست خطرہ مسلّط اور اسے یا تو "سفید خطرہ" یا "مغربی خطرہ" کے نام سے تعبیر کیا جاسکتا ہے

سرزمین مراکش پر اسلام کا جھنڈا سب سے پہلے ۶۸۲ء میں بلند ہوا۔ جبکہ عربوں نے زیر قیادت عقبہ تسخیر افریقہ کا تہیہ کیا۔ عقبہ کے بعد موسےٰ بن نصیر نے درعہ اور تفیلات تک سیادتِ اسلامی کی حدود کو بڑھایا۔ اور افریقہ شمالی پر

اس استواری سے اسلامی حکومت کی بنا رکھی کہ اس کے بعد ترقی ہی ترقی کا دور دورہ رہا۔ اور عربوں کو واپس لوٹ جانے کی نوبت نہیں آئی۔ سنہ ۷۱۱ء مراکش تاریخ میں ایک سال زرّین کے طور پہ یاد رہیگا۔ کیونکہ اس سن میں طارق بن زید کی کمان میں عربوں اور مصریوں کی ایک جمعیت جرار نے جسکی تعداد ۱۰۰۰۰ تھی طنجہ پر قبضہ کر لیا اور اہلِ بربر یعنی باشندگانِ قدیم کو اسلامی اصولوں کا ایسا گرویدہ کیا کہ ان میں سے ۲۰۰۰۰ ہزار جوان طارق کے ماتحت ہسپانیہ پہ دھاوا کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جاتے ہی جنوبی ہسپانیہ کے اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ اب یہ عرب جنہوں نے ہسپانیہ کی ابتدائی مہموں کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ ایک طرح کے ہسپانوی عرب بن گئے اور دیگر قبائل نے حکومت مراکش کی بنیاد رکھی۔ سیدی ادریس نے جو ایک نامور قبیلہ کے رکن تھے اور عرب سے آئے تھے ۷۸۸ء میں مراکش کو ایک مستقل اسلامی حکومت کی صورت دی اور نامور شہر فیض کی بنیاد رکھی۔ اور یہی خاندان ۲۰۰ سال تک مراکش پر حکمران رہا اور اس کے خاتمے پر بنی مقنہ ۹۲۵ء میں جزوی طور پر اور بنی مقدرہ ۹۸۵ء میں کلیتاً ادریسی قبیلے کو برطرف کر کے صاحبِ اختیار ہو بیٹھے۔ یہ دونو قبائل مذہباً مسلمان اور نسلاً بربر یعنی قدیم مراکشی تھے۔ یہ بربر ایک زمانے میں اہل یورپ تھے کیونکہ ماہرانِ علم الارض کا قیاس ہے کہ بحیرہ رُوم کے پیدا ہونے کے قبل خشکی کا سلسلہ یورپ سے افریقہ تک پھیلا ہوا تھا اور حد آب نے اہل یُورپ جنوبی و اہلِ افریقہ شمالی کو جو ایک زمانے میں ایک ہی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے دو علیحدہ علیحدہ قومیں بنا دیا۔ اس لئے جسطرح مغربی گورے ہیں اسی طرح "مغاربی" یعنی اہل بربر بھی گورے اور نیلگوں آنکھیں اور بھُورے بال رکھتے ہیں۔ ان بربر قبائل نے مراکش پر ۴۰۰ سال تک حکومت کی اور پھر ان کے بعد خالص عربی نسل کے خاندان صاحب حکومت بنے۔ گو یہ بربر باشندگانِ قدیم تھے مگر اسلامی معاشرتی اور تمدنی

اور روحانی روایات سے اسقدر مانوس ہوگئے تھے کہ المواحدین۔ المرابطین۔ سعدیین اور علاویین کے کارنامے تاریخ مغرب کے چپّے چپّے پر آب زر سے لکھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے پرتگال اور ہسپانیہ کو فتح کیا اور سلطنت مراکش میں الجزائر تیونس اور طرابلس کو شامل کیا۔ ان کے جاہ و جلال۔ جذبۂ ترقی اور تہذیب و تمدن کی شہادت ہسپانیہ اور مراکش کے ہر ایک تاریخی شہر سے ملتی ہے۔ انھوں نے اشبیلیہ رباط اور مراکش کے سر بفلک مینار تعمیر کئے۔ اشبیلیہ کا محل شاہی اور جبل طارق کا قلعہ بنایا اس کے علاوہ رباط اور القصر کے شہروں کو آباد کیا۔ جو ابتک مراکشی تجارتی زندگی کے ممتاز مرکز ہیں۔ المواحدین کے زوال کے بعد اسلامی حکومت ہسپانیہ میں غرناطہ کی حدود تک رہ گئی۔ ان قبائل کے علاوہ دو اور بربر خاندان مراکش پر حکمران رہے۔ بنی مارین اور بنی وطاسی۔ بنی وطاسی کے ایک امیر کے عہد حکومت میں امیر غرناطہ کو چارلس پنجم شاہ ہسپانیہ نے ملک بدر کردیا۔ اور اس نے رلیف میں آکر شہر طیطوان کی بنا رکھی۔

سولہویں صدی کے ابتدا میں جنوب مراکش میں ایک اور طاقت کا ظہور ہوا یہ سعدیین تھے اور منبع ابتدا ینبوع سے آن کر مراکش میں آباد ہوئے تھے۔ ان کا سلسلہ نسب سادات سے ملتا تھا۔ اور اسی لئے ان کے خاندان کو خاندان شریفیہ کہا جاتا ہے۔ جس کے آخری تاجدار سے جمہوریہ فرانس اختیارات حکومت سلب کرکے اب اسپر خود فرمانفرما ہے۔ خاندان شریفیہ کی ابتدائے حکومت میں گو عرب ہسپانوی حکومت سے قطعاً دست بردار ہو چکے تھے۔ مگر پھر بھی مغربی سلطنتوں پر ان کا خاصہ رعب تھا۔ مولائے احمد چہارم سے ملکہ الزبتھ و دیگر والیان ملک نے تمنائے دوستی کا اظہار کیا اور اس کے بیٹے زیدان نے چارلس اول پادشاہ انگلستان سے دو مرتبہ ملکی بغاوت فرد کرنے کے لئے امداد حاصل کی۔ خود مراکش کے تجربہ کار سالاران فوج و امیران بحر

جنوبی یورپ کی سلطنتوں میں بڑے بڑے اعزاز اور عہدے پاتے تھے۔ اور معاملات سیاسی کی گتھیاں سلجھاتے تھے۔ ایک نامور عرب ماہر فن جنگ مسمی عطا اللہ عروس اڈریاٹک یعنی جمہوریہ وینس کے عساکر کا سردار تھا جس کے عشق کا فسانہ شیکسپیر کا ڈرامہ موسومہ "اوتھیلو" مشہور ہے۔ نیز خیر الدین باربروسہ جو بربری الاصل تھے اور سلطان سلیمان عالیشان سلطان ترکی کے امیر البحر تھے جمہوریہ وینس کی دعوت پر وینس کے بیڑے کی اصلاح کے لئے ترکی بیڑے کے افسروں کی ایک مشن لے کر وینس گئے۔ بیڑے کے اجزا کا معائنہ کیا اور بیڑے کے استحکام اور اصلاح کے لئے ایک مبسوط رپورٹ تیار کی جس میں اطالوی افسران جمہوریہ کے عمل پر سخت نکتہ چینی کی۔ پھر اس کے علاوہ لوئی چہاردہم کی شہزادی کے بازو کے لئے مولائے اسمٰعیل نے درخواست کی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مغربی قوا نے جہازرانی سے دنیا کے گمنام ملکوں کے ساتھ تجارتی تعلقات کا سلسلہ قائم کیا۔ عربان مراکش کی بحری طاقت شباب پر تھی ان کے دھاوے فرانس ہسپانیہ۔ اطالیہ۔ حتیٰ کہ جنوبی انگلستان کے مغربی ساحل کارنوال اور ڈیونشائر تک ہوتے رہے اور ان ملکوں کے اسیر مراکش کی منڈیوں میں بطور غلام بکتے رہے۔ صالی۔ مہدیہ۔ العرایش۔ طنجہ۔ سلبوطہ۔ طیطون اور بادی مراکش کی بحری طاقت کے مرکز تھے اور یہ طاقت پندھرویں اور سولھویں صدی تک قائم رہی۔ اسی زمانے میں ہسپانیہ اور برطانیہ کی عیسائی سلطنتوں نے فن جہازرانی میں کمال حاصل کیا۔ مگر باوجود اس کے الجزائر و مراکش انہیں ملکوں کی حکومتوں سے خراج وصول کرتے رہے۔ جو بیسویں صدی تک بعض حالات میں جاری رہے۔ اس زمانے کے سلاطین مراکش صاحب اقتدار تھے اس لئے انہوں نے یورپین تاجروں کو رعائتیں دیں تاکہ ملک کی ثروت میں ترقی ہو۔ مگر ان کا یہ نتیجہ یہ نکلا کہ یورپ میں صنعتی اور سائنٹیفک ترقی کی بدولت یورپی قوا کی طاقت میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور اہل مراکش

Marfat.com

بوجہ عام جہالت وجمود پستی کی طرف آتے رہے۔ حتّٰی کہ وہی یورپی ممالک جن کے دل مراکشی بحری کپتانوں کے خوف سے دہل جاتے تھے اب خود اہل مراکش کے درپے آزار ہو گئے۔ سعدی اور حسنی قبیلہ کے بعد فلانی خاندان تخت پر قابض ہو گیا۔ جس کا برائے نام جانشین ابتک قیض کے ایوان حکومت میں اپنی بے بسی پر آٹھ آٹھ آنسو بہار ہا ہے۔ اور ملک کے عرض وطول میں مارشل لا یوتی ریذیڈنٹ جنرل کا عمل دخل ہے۔ سلطان سلیمان ثانی کے عہد حکومت (۱۷۹۵ - ۱۸۲۲) میں بحری قزاقی کا انتناع کیا گیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یورپ سے تعلقات بڑھانے کی پالیسی کو ترک کیا گیا لیکن اب یورپ اس امر کا منتظر نہ تھا کہ اہل مراکش کی طرف سے لین دین کی دعوت آئے وہ خواب کھلے بندوں مراکش قومی ثروت کے دعویدار بن بیٹھے۔ ۱۸۲۸ء میں آسٹروی بیڑے سے جنگ ہوئی اور ۱۸۳۰ء امیر الجزائر نے فرانسیسیوں کا مقابلہ کیا اور ۱۸۴۴ء میں مزید مراعات فرانسیسیوں کو دی گئیں اور ۱۸۵۱ء کی آخری الجزائری جنگ میں سارے ملک پر خارجی تسلط قائم ہو گیا۔

علٰے ہذا مراکش میں ہسپانویوں نے عربوں کو دق کرنا شروع کیا۔ اور جب ۱۸۵۹ء میں مولائے عبدالرحمن کا انتقال ہوا تو بہت سے لوگ دعویدار تاج وتخت بن بیٹھے اور اس خانہ جنگی کے دوران میں غربی فوجیں ریل پیل کرتی ہوئی چند بار فرانسیسی اور ہسپانوی علاقے میں گھس آئیں۔ پس پھر کیا تھا۔ یہ موقعہ قسمت سے ہاتھ آیا۔ اور ۱۸۶۰ء کے شروع میں ہسپانویوں نے مراکش کے صوبہ ریف پر چڑھائی کر دی اور طیطوان کے قرب وجوار میں ایک لڑائی کے بعد شہر پر عارضی قبضہ کر لیا۔ ریف کے ایک حصہ پر ہسپانوی سیادت تسلیم کی گئی۔ ۴۰۰ ملین ریال کا تاوان وصول کیا گیا اور ہسپانوی مشنریوں اور تاجروں کو ملک میں بلا مزاحمت آنے جانے کا حق دیا گیا۔ ۱۸۸۰ء میں بمقام میڈرڈ صدر مقام حکومت ہسپانیہ ایک کانفرنس

منعقد ہوئی جس کے رُو سے اجنبی عمالوں کو مراکشی رعایا کی حفاظت کے بعض حقوق دیئے گئے۔ ۱۸۹۳ء میں بعض خودسر قبائل نے ہسپانوی حصار ملیلا پر حملہ کیا اور جب مراکشی اور ہسپانوی سپاہ نے ان کو شکست دی تو ۱۸۹۴ء میں ایک جدید عہد نامہ کے رُو سے سلطان نے قبائل کی نیک چلنی کا ذمہ لیا۔ ملیلا کے اردگرد ایک حدِ فاصل مقرر کی گئی اور ۲۰ ملین ریال بطور تاوان ادا کئے گئے۔ باوجود ان باتوں کے سلاطین مراکش پھر بھی اپنا رُعب اور دبدبہ قائم رکھتے رہے۔

صدیوں تک دربار مراکش میں اجنبی سُفرا کے ساتھ نہایت سختی کا برتاؤ ہوتا رہا۔ اور جو تحفے اجنبی طاقتیں سلاطین مراکش کے لئے بھیجتی رہیں انہیں خراج کے نام سے تعبیر کیا گیا۔ ۱۹۰۰ء میں کہیں جا کر سفرا کے ملاقات کی قدیم رسم منسوخ کی گئی جسکے رُو سے سُفرا اجنبی ننگے سر اور پا پیادہ سلاطین مراکش کا جو گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔ شرف باریابی حاصل کیا کرتے تھے۔ مولائے حسن ثالث مراکش کا آخری تاجدار تھا۔ جس نے اختیار سلطانی کو قائم رکھا اور مغربی منصوبوں کا سختی سے مقابلہ کیا۔ اس کی وفات پر اس کا جانشین سلطان عبدالعزیز مقرر ہوا جو مولائے حسن کی ایک سرکیشین بیگم کے بطن سے تھا۔ جبتک سید محمد بن موسیٰ وزیر مملکت رہا۔ ملک کے معاملات اجنبی اثرات سے محفوظ رہے۔ مگر جونہی اس کی آنکھیں ۱۹۰۰ء میں بند ہوئیں اور عبدالعزیز بالغ ہو کر صاحب اختیار ہوا تو مغربی سلطنتیں بالخصوص فرانسیسی سیاسی قبضہ کے ابتدائی عمل پر کاربند ہوئے پہلے ملک میں دشمنانِ امن کی ہمت افزائی کی اور جب سلطان کو ان شورشوں کے فرو کرنے کے لئے روپے کی ضرورت ہوئی تو خطیر شرح سود پر قرضے دیئے اور ملک پر رفتہ رفتہ غیر اسلامی اور غیر مراکشی اختیار کا جال پھیلانا شروع کر دیا۔ گو مولائے عبدالعزیز کے زمانے سے خاتمہ آزادیِ مراکش اور جنگِ رلیف وہسپانیہ کے اصلی اسباب پیدا ہونا شروع ہوئے۔ مگر عبدالعزیز بالکل ہی نکما سلطان نہ تھا۔

Marfat.com

اس میں خوبیاں بھی تھیں۔ مگر مغربی قوا نے ان خوبیوں سے قطع نظر کرکے صرف اسکے عیوب کا مطالعہ کیا۔ اور ان کو قوی کرنے کے لئے عبدالعزیز کو مصرفانہ عادتوں اور بے معنی مشاغل کی طرف مائل کرنا شروع کیا۔ مقصد یہ تھا کہ طرح جنگ ڈالے بغیر قبضہ مراکش پُرامن طریق سے سرانجام پائے۔

جب قبائل ریف کو مولائے عبدالعزیز کی ان غیر اسلامی اور منافی آزادی بدعات کی خبر پہنچی تو اُنہوں نے حدود الجزائر پر سلطان کی حکومت کے خلاف بغاوت برپا کردی۔ چونکہ یہ بغاوت فرانسیسی مقبوضات کے ملحقہ علاقے میں ہوئی اس سے قیاس ہوتا ہے جو صحیح ہے کہ ان شورشوں کی اصلی تحریک فرانسیسی حکومت کی طرف سے ہوئی۔ تاکہ سلطان مراکش مشکلات میں مبتلا ہو کر اپنی زبردست ہمسایہ سلطنت کا دست نگر ہو جائے۔ مولائے مراکش۔ گراموفون۔ موٹر کاروں پیانو۔ ستاروں۔ یورپی سازنگیوں کے ساتھ جو سفرائے دول نے اس کو تحفتاً دی تھیں۔ کھیلتے رہے اور مغربی دولتیں اس کے ملک میں امن قائم رکھنے کے لئے اپنے اپنے منصوبے کام میں لاتی رہیں۔ جب شورش آسانی سے فرو نہ ہو سکی تو اُسے دبانے کے لئے ایک منظم فوج کے وجود کو ضروری سمجھ کر فرانس نے مولائے مراکش کو قرضہ دیا جو فوجی تنظیم پر تو صرف ہوا نہیں مگر ہاں پیانو موٹر سائیکلیں اور یورپی باجے ضرور خریدے گئے۔ رسولی جو طنجہ کا حاکم تھا مطلق العنان ہو بیٹھا اور ڈاکے ڈالنے اور مار دھاڑ کرنے سے اس نے اہلِ یورپ پر واضح کر دیا کہ سلطنت مراکش کا اندرونی انتظام بالکل مفقود ہو چکا ہے سنہ ۱۹۰۰ء میں جبکہ سیدی محمد بن عیسے صدر اعظم مراکش کا انتقال ہوا تو ملک کی کیفیت یہ تھی کہ قبائل ریف مولائے مراکش کی مصرفانہ حرکات اور اجنبی سفرا سے امداد طلب کرنے کے سبب الروغی اور ابو اصمر کے ماتحت بغاوت پر نکلے ہوئے

تھے ۔ رسولی خلیفہ حاکم طنجہ مرکزی حکومت سے بے باک ہو کر ایک نیم خود مختار
سردار ہو بیٹھا تھا ۔ قبائل جنوب مراکش سلطان عبد العزیز کو ملحد اور یورپ پرست
گردان چکے تھے ۔ اور دولِ فرانس ۔ برطانیہ ہسپانیہ و جرمنی اپنے تجارتی حقوق
کے بچاؤ کے لئے اقتضائے وقت کے مطابق خفیہ یا علانیہ پیچ در پیچ سیاسی
گتھیوں کے سُلجھانے میں لگے ہوئے تھے ۔ ان معاملات کا تصفیہ کسی صورت
سے طے نہ ہونے پاتا تھا ۔ کیونکہ نہ اہلِ یورپ مولائے مراکش کو صاحبِ اختیار
والیٔ ملک تسلیم کرنے کے لئے تیار تھے اور نہ کوئی ایسا یورپی ۔ مراکشی اقرار نامہ
موجود تھا جس کی رُو سے مراکش کے ان بین الاقوامی جھگڑوں کی تحلیل ہو سکے ۔
لے دے کر ۱۸۸۰ء کا معاہدہ نامہ میڈرڈ موجود تھا ۔ جس میں مراکش کو کامل آزاد و
خود مختار تسلیم کیا گیا تھا ۔ مگر حالات جاریہ کے ماتحت وہی طاقتیں جو پہلے مراکش
کو آزاد مان چکی تھیں اب اس امر کے عملی اعتراف سے پہلو تہی کرتی تھیں تو گویا
اس زمانے کے بعد مراکش آزاد مراکش نہ رہا بلکہ قوائے مغرب کی سیاسی حیلہ بازیوں
اور جنگی چیرہ دستیوں کا اکھاڑہ بن گیا ۔ پیش آئیند باب میں ان حقائق کو اختصار
کے ساتھ درج کیا جائیگا جو ۱۹۰۰ء سے قبل جرمنی ۔ فرانس ۔ ہسپانیہ ۔ برطانیہ و مراکش
کے تعلقات باہمی کی بنا تھے اور پھر اس کے بعد بتدریج ان معاملات کو روشن کیا
جائیگا جن کے ماتحت مراکشی حکومت کا خاتمہ ہوا اور ریف سلطنت مراکش سے
علیحدہ ہو کر ایک مستقل آزاد جمہوریہ کا مدعی بنا +

Marfat.com

باب دوم

مراکش میں یورپی سیاست کی ابتدا

فصل اول ـ برطانیہ اور مراکش کے ابتدائی تعلقات

اوائل میں برطانیہ کی مراکشی سیاست کا مقصد صرف اس قدر تھا کہ مولائے مراکش ایک خود مختار فرمانروا بنا رہے اور مراکش میں کسی یورپی طاقت کو کسی قسم کے شاہی حقوق حاصل نہ ہوں ۔ یہ حکمت عملی بظاہر کیسی ہی منصفانہ کیوں نہ ہو خود غرضی پر مبنی تھی ۔ وہ غرض یہ تھی کہ افریقہ کے شمال مغربی ساحل پر کسی یورپی سلطنت کو قبضہ جمانے کا موقعہ نہ ملے تاکہ انگلستان اور ہندوستان کی بحری شاہراہ غیر برطانوی اثر سے محفوظ رہے ۔ مگر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اس پالیسی میں تغیر واقعہ ہوتا گیا ۔ حتیٰ کہ میثاق الجزیرہ کی قرارداد کے بعد اس کی جگہ ایک نئے اصول نے لے لی اور وہ اصول یہ تھا کہ افریقہ شمال مغربی کی حدود پر اگر کوئی خارجی سلطنت سایہ افگن ہو تو کم از کم وہ برطانیہ سے کم رتبے کی بحری طاقت ہو اور اس کا پایہ محض دوسرے درجے کی طاقت کا ہو ۔ بنا بریں جو فیصلہ فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان مراکش کے معاملات کے تصفیہ کے متعلق بصورت عہد نامہ ۱۹۰۴ء ہوا ۔ اور جس کا برطانوی اہل سیاست کو علم تھا اس حکمت عملی کے منافی نہیں سمجھا

گیا۔ مگر برطانیہ نے بھی اس کے ساتھ ساتھ اپنے تجارتی اور سیاسی مفاد کو ہاتھ سے نہ دیا۔ سر جان ڈرمنڈ ھے جو مراکش میں برطانوی سفیر تھے سلاطین مراکش سے یورپی تجارت اور بالخصوص برطانوی تجارت کے لئے رعائتیں حاصل کرتے رہے۔ لارڈ سالسبری نے ۱۸۹۱ئہ میں مراکش اور برطانیہ کے سیاسی تعلقات کو مستقل صورت دینے کے لئے ایک مشن بسرکردگی سر چارلس سمتھ بھیجی اور اس مشن کو خاص ہدائیت کی کہ کسی طرح کا ناجائز دباؤ سلطان مراکش پر نہ ڈالیں۔ اور اپنی گفتگو اور چلن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں کہ برطانیہ مراکشی آزادی کا متمنی ہے۔ اس مشن کے مقاصد کا ایک جزو یہ بھی تھا کہ بردہ فروشی کی بیخ کنی کی جائے اور ان یورپی حقوق کی اصلاح کی جائے جس کے ذریعے بعض قولائے یورپ مراکشی رعایا کی حفاظت کی ذمہ داری اختیار کرکے مولائے مراکش کے شاہی اختیارات میں رخنہ انداز ہوتے رہتے تھے۔ لارڈ سالسبری نے سفیر برطانیہ کو خاص طور پر ہدائیت کی کہ وہ سلطان مراکش پر ہرگز ظاہر نہ ہونے دیں کہ برطانیہ کوئی خاص اغراض مراکش کے متعلق دل میں رکھے ہوئے ہے۔ بلکہ یہ ظاہر کریں کہ اگر وہ ایک طرف یورپی حقوق کی حامی ہے تو دوسری طرف مراکش کو آزاد اور خودمختار دیکھنا چاہتی ہے۔ نیز یہ کہہ دیا کہ دیگر سفرائے یورپ پر یہ ظاہر نہ ہو کہ برطانیہ اور سلطنتوں سے بالا بالا کوئی خاص سمجھوتہ مراکش سے کرنا چاہتی ہے۔ سر چارلس سمتھ کی سفارت کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اس کی دو وجوہات تھیں۔ اول سر چارلس سمتھ کا متمردانہ رویہ دوم۔ بعض یورپی سلطنتوں کی خفیہ مخالفت۔ لارڈ سالسبری نے مشن روانہ کرنے سے پہلے تمام یورپی سلطنتوں کو اس تجارتی عہدنامہ کا مسودہ بھیجا جو برطانیہ مراکش کے ساتھ کرنے والی تھی۔ اکثر سلطنتوں نے اسے پسند کیا اور برطانیہ کے ساتھ اس کی تکمیل کے لئے اعانت کرنے کا وعدہ کیا۔ مگر فرانس نے اسے پسند نہ کیا۔ اور

Marfat.com

یہ کہہ کر ٹال دیا کہ فی الحال اس پر غور کیا جا رہا ہے۔ فرانسیسی اور برطانوی اخبارات میں اس عہدنامے پر چہ مے گوئیاں ہوتی رہیں۔ اور فرانسیسیوں نے انگریزوں کے متعلق یہ شائع کیا کہ عہدنامہ اس لئے نہیں ہوا کہ سرچارلس سمتھ نے سلطان مراکش کی طرف سے بیس ہزار ڈالر رشوت کے وعدے کے باوجود عہدنامے کی بعض شرائط کو قلم زد نہیں کیا۔ اور انگریزی اخبارات نے فرانسیسیوں کے متعلق یہ مشہور کیا کہ سلطان کے وزرا نے فرانسیسیوں سے دس دس ہزار ڈالر رشوت لیکر سلطان کو عہدنامے پر دستخط ثبت کرنے سے باز رکھا۔ اور سرچارلس سمتھ خالی ہاتھ واپس آئے اس میں کلام نہیں کہ اسوقت برطانیہ کی حقیقی خواہش یہ تھی کہ مراکش آزاد رہے۔ مگر فرانسیسی مخالفت نے کچھ نہ ہونے دیا۔ چند سال بعد جب فرانسیسی حکمت عملی کی قلعی کھل گئی تو سلطان مراکش نے برطانیہ کی طرف قدم بڑھایا اور ایک سیاسی مشن لندن بھیجی۔ مگر فرانسیسی مخالفت کے خیال سے ایک وفد پیرس بھی بھیجا گیا۔ لندنی مشن کو معتدبہ کامیابی حاصل نہ ہوئی اور انگلستان اور مراکش کے تعلقات کا خاتمہ ہوگیا۔

فصل دوم۔ فرانس اور مراکش کے ابتدائی تعلقات

۱۸۸۱ء تک افریقہ شمالی میں صرف الجزائر فرانسیسی دلچسپیوں کا مرکز تھا۔ جسے ۱۸۳۰ء میں فتح کرکے ایک عرصہ تک فرانسیسی اسے صوبۂ فرانس بنانے میں لگے رہے۔ خود بسمارک کی یہ خواہش تھی کہ حکومتِ فرانس کو شمالی افریقہ میں نفوذ حاصل ہوتا کہ اس کے عمال وہاں کی مشکلات میں اُلجھے رہیں اور یورپی قضیوں میں آزادی سے حصہ نہ لے سکیں۔ مگر الجزائر کا قصہ طے ہوتے ہی وہاں کے فرانسیسی

علمے کو ایک طرف مراکش تو دوسری طرف تیونس میں عمل دخل حاصل کرنے کی سُوجھی ۱۸۸۱ء میں اس خوف سے کہ کہیں اطالیہ تیونس پر پہلے قابض نہ ہو جائے۔ ایک عذرِ لنگ کی بنا پر تیونس پر فوجکشی کر دی اور دو سال کے قلیل عرصے میں حکومتِ آزاد کا خاتمہ کر کے اس پر فرانسیسی اثر قائم کر دیا۔ اب مراکش کی باری آئی۔ مگر مراکش میں فرانس کے علاوہ کئی ایک اور دعویدار تھے۔ ایک طرف ہسپانیہ ریف اور شمالی مراکش کو اپنی وراثت سمجھے ہوئے تھا اور دوسری طرف جرمنی کے تجارتی مفاد کی اہمیت ایسی نہ تھی کہ جرمن حکومت آسانی سے اس سے دستبردار ہو جاتی۔ فرانسیسی مدبروں نے یہ کوشش کی کہ ایک حریف کو دوسرے حریف کے اختیارات کا عوض دیکر اپنا اُلو سیدھا کرے۔ چنانچہ اس پر فوراً عمل بھی شروع کیا گیا۔ فرانس کا یہ منصوبہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ یہ اس زمانے کی عام سیاست تھی اور ہر ایک مغربی حکومت نے جس نے ماوراء البحر نظام استعماری قائم کیا تھا اسی حکمت عملی پر کاربند ہونے سے قائم کیا تھا۔ یہ ایک کلیہ ہے کہ جب سلطنتوں کی دولت اور صنعت میں ترقی ہوتی ہے تو علم کی اصل غایت جو ان ترقیات کا منبع ہے مفقود ہو جاتی ہے۔ اہل فرانس یورپ میں اپنی ذہانت اور علم پروری اور عالی ہمتی کے لئے مشہور ہیں مگر جس بددیانتی اور تزویر سے انہوں نے افریقۂ شمالی میں اپنی سلطنت قائم کی یہ فرانسیسیوں کا ہی حصّہ ہے۔ فرانس کی ہوس ملک گیری کے لئے ایک واقعہ نے تازیانے کا کام دیا۔ ۱۸۸۲ء میں اسکندریہ پر گولہ باری کر کے برطانیہ نے اپنی سیادت مصر کا سنگِ بنیاد رکھا۔ مصری قضیہ میں فرانس من ابتدا انگلستان کا شریک رہا اور گو اس نے مشتبہ طریق عمل سے پہلو تہی کی مگر مصر میں فرانسیسی مفاد کو انگلستان کی ضروریات کے برابر سمجھا۔ اب جبکہ مصر پر انگریزی عمل دخل وارد ہو گیا۔ اور انگریزوں نے سوڈان کی طرف قدم بڑھانے شروع کئے تو

Marfat.com

میجر بارچانڈ ایک فرانسیسی افسر نے اپنی حکومت کے اشارے پر فرانسیسی فوج کے ایک دستے کے ساتھ قصبہ فشوڈا پر قبضہ کر لیا۔ انگریزوں کو یہ حرکت ایک نظر نہ بھائی اور بجائے اس کے انگریزی اور فرانسیسی سپاہ اس گتھی کو بزور شمشیر سلجھاتی۔ معاملہ فشوڈا انگریزی اور فرانسیسی سیاست والوں کے سپرد ہوا۔ جس کا ماحصل یہ نکلا کہ فرانسیسیوں نے مصر میں انگریزی حقوق تسلیم کئے اور انگریزوں نے مراکش میں فرانسیسی اختیار کی آزادی کا اعتراف کیا۔ تو گویا نہ لاٹھی ہی ٹوٹی اور سانپ بھی مر گیا۔ مصر کے عوض جو ایک غیر ملک تھا فرانسیسیوں نے مراکش کی آیندہ حکومت کا استمراری پٹہ اپنے نام لکھوا لیا۔ سرحد الجزائر و مراکش کے بعض خود سر قبائل کی دستبرد کو روکنے کے بہانے سے فرانسیسیوں نے نخلستان افلی اور صوفانہ پر قبضہ کر لیا۔ اور مولائے مراکش کو فہمائش کی کہ اگر عربان مراکش کی شورش فرو نہ ہوئی۔ تو حکومت فرانس اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لینے کی مجاز ہوگی۔ بدقسمتی سے عین اس وقت ایک فرانسیسی رعایا ایک عرب کے ہاتھ سے مارا گیا اور اپنے مراکشی سازشوں کی تکمیل کے لئے ایک اچھا بہانہ فرانس کے ہاتھ آیا وزیر خارجہ فرانس ایم۔ ڈلکاسے نے جو مراکشی آزادی کا شدت سے دشمن تھا ایک طرف سلطان مراکش کو خوفناک دھمکیاں دینی شروع کیں اور دوسری طرف فرانسیسی سفیر طنجہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ سلطان مراکش کے ذہن نشین کر دے کہ مراکشی آزادی اور فرانس اور مراکش کے دوستانہ تعلقات کی باگ اس کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو فرانس کو اپنا بہترین دوست بنا لے اور اگر چاہے تو ایسا دشمن بنا لے جس سے اس کا چھٹکارا جان دیکر بھی نہ ہوگا۔ فرانس کے لئے آخر وہ وقت آ گیا۔ جس کے لئے اس نے اس قدر ہاتھ پیر مارے تھے۔ اب مراکشی حکومت کا خاتمہ دلوں کی بات تھی +

Marfat.com

فصل سوم ہسپانیہ اور مراکش کے ابتدائی تعلقات

ہسپانیہ اور مراکش کے تعلقات کیا ہیں۔ صدیوں کے جنگ وجدال سات سو سالوں کی قومی غلامی اور ذلت اور اسی قدر عرصے کی حکومت اور تمکنت کی داستان ہے۔ عرب غالب تھے اور ہسپانوی مغلوب۔ عرب صاحب حکومت تھے اور ہسپانوی مقہور۔ ہلال منور ضیا بار تھا اور صلیب ظلمت میں مستور۔ یہ تھے عہد قدیم کے تعلقات ہسپانیہ وعربان افریقہ شمال۔

کاش یہ حالات قائم رہتے اور عربوں کا مہر فضیلت غروب نہ ہوتا تو نہ فرانسیسیو کے قدم مراکش میں جمتے اور نہ اہل ہسپانیہ کو اپنی ہفت صد سالہ غلامی کا بدلہ آج مجاہدین مراکش سے لینا پڑتا۔ ایسی روایات کے ہوتے ہوئے یہ امید رکھنی کہ اہل ہسپانیہ چین سے بیٹھے رہیں جبکہ یورپی گھرانے کے دیگر افراد افریقہ شمالی میں اپنے حقوق پیدا کر رہے تھے کسی قدر مشکل تھا ہسپانیہ کے مراکشی مقبوضات کی تعدید تو ممکن ہے مگر تفصیل آسان نہیں جنوبی مراکش میں وادی ذھاب جسکے حدود کبھی معین نہیں ہوئے کے علاوہ ہسپانوی مراکش کے چار اضلاع اپنے تاریخی مقبوضات بتاتے ہیں۔ اول سیوطہ۔ دوم ملیلا۔ سوم الحسیمس چہارم پینن دی ولاز۔ ان کے علاوہ مولویہ اور زعفرینہ کے دو جزیرے خلیج حسیمس کے سامنے واقع ہیں۔

آج سے نہیں بلکہ عرصہ دراز سے ہسپانویوں اور عربوں کی جنگیں ہوتی رہیں مگر تصفیہ کبھی بھی نہ ہوا۔ نہ ہسپانوی اپنے دعوے سے دست بردار ہوئے اور نہ عربوں نے ان کی مستقل حکومت کو تسلیم کیا۔ جب فرانس کو تسخیر مراکش کا خیال پیدا ہوا تو اُسنے نہایت عیاری سے ہسپانیہ کو اپنا معاون بنایا تاکہ اسکے قبضۂ اضلاع

اربعہ کو تسلیم کر کے فرانسیسی سیادتِ مراکش کی تصدیق حاصل کرے پیش آئندہ ابواب میں ان معاملات کی توضیح کی جائیگی جو مراکش پر ۱۹۰۲ئہ کے بعد وارد ہوئے اور مجاہدینِ ریف کے اعلان جہاد کا باعث بنے۔

فصل چہارم جرمنی اور مراکش کے ابتدائی تعلقات

جرمن مراکشی علمی اور جغرافی تحقیقات کے بانی ہیں۔ گذشتہ صدی کے وسط میں لنز اور رولفس دو جرمن متشرقین نے مراکش کے حالات کی دریافت سے پہلی مرتبہ مغربی ممالک میں افریقۂ شمال سے تجارتی جلب منفعت حاصل کرنے کی آرزو پیدا کی۔ اور ۱۸۷۳ئہ میں جرمنوں نے اپنا پہلا تجارتی نمائندہ مراکش میں بھیجا۔ جرمن حکومت نے کانفرنس ۱۸۸۰ئہ منعقدہ میڈرڈ میں نہایت کافی وشافی حصہ لیا اور جرمن تجارت کے لئے راستہ صاف کیا ۱۸۸۹ئہ میں حکومت مراکش نے ایک سفارت جرمنی میں بھیجی اور ۱۸۹۰ئہ میں مراکش کے ساتھ ایک عہدنامہ مرتب کیا۔ ۱۸۹۲ئہ میں جرمنوں نے سر چارلس سمتھ کی برطانوی سفارت کا امید افزا الفاظ میں خیر مقدم کیا۔ اور یہ خواہش ظاہر کی کہ تمام مغربی طاقتیں مل کر مراکش کی تجارت سے فائدہ اٹھائیں۔ چونکہ اوائل میں برطانیہ کی بھی یہی پالیسی تھی۔ اس لئے جرمنی وزرا نے برطانوی قابینہ کی پالیسی کی حمایت کی۔ اور ۱۹۰۱ئہ میں شہزادہ رودولان سفیر جرمنی نے ایم ڈلکاسے وزیر خارجہ فرانس کے سامنے اس دعوے کا اعادہ کیا کہ جرمنی حکومت مراکش کی کامل آزادی کی مدعی ہے اور اس امر کو گوارا نہیں کر سکتی کہ کوئی واحد طاقت سلطان مراکش پر اثر ڈال کر نہ صرف مراکش کے شاہی اختیار کو صدمہ پہنچائے۔ بلکہ مراکش کے خارجی معاملات کو محض اپنے مقاصد کی تائید کے لئے وقف سمجھے۔ جہاں تک لفظی اعتراف کا تعلق ہے فرانس نے بھی اس پالیسی کو بہترین اصول قرار دیا مگر عملیات میں ہمیشہ اس کے

برعکس کیا جنگ عظیم کے قبل دس سالوں کے اندر جرمنی تجارت نے مراکش میں بہت اثر حاصل کر لیا اور جرمن منجملہ دیگر اقوامِ مغرب کے مراکش کو اپنی تجارتی فلاح کا ذریعہ سمجھنے لگے۔ جو جو خارجی قرضے حکومت مراکش نے اُٹھائے اس میں اگر فرانس کا حصہ ۴۰ فیصدی اور انگلستان کا ۱۵ فیصدی تھا تو جرمن حصہ ۱۰ فیصدی سے کم نہ تھا۔ اور مراکش کے بنکِ شاہی کی مجلس منتظمہ میں اُس کے نمائندے موجود تھے کارخانہ کرپ و دیگر جرمن کارخانجات کو ملک کی معدنی پیداوار میں سے معتدبہ حصہ لینے کا حق حاصل تھا۔ اور بین الاقوامی شرکتِ معدنیات میں اس کا حصہ ۲۰ فیصدی تھا اور شرکت تعمیرات عامہ میں جو ایک فرانسیسی کمپنی تھی۔ جرمن حصہ دار ۴۰ فیصدی حصوں کے مالک تھے۔ تعمیر بندرگاہ العرئیش ایک جرمن انجینئرنگ کمپنی کا کام تھا۔ اور اسکے علاوہ شہر طنجہ کی متعدد سڑکیں۔ سرکاری و دیگر عمارات جرمنوں کی بنائی ہوئی تھیں اور شہر کا واحد کارخانہ تمبا کو جرمنوں کی ملکیت تھا۔ ملک میں ۹ قنصلخانے تھے اور جرمن ڈاکخانے اور تجارت خانے نہایت منظم سمجھے جاتے تھے مختصراً جرمن تجارت ۱۹۱۰ء کے ۱۹۲ ملین مارک سے ۱۹۱۱ء میں ۴۴۵ تک پہنچ چکی تھی۔ ان حالات کی بنا پر یہ جائز تھا کہ جرمنی حریف حکومتوں کے مفاد کے مقابل اپنا حق جتاتے۔ بنابریں جرمن حکومت نے آزادی تجارت و مساوات حقوق کا بنیادی اصول آزادی مراکش قرار دیا تاکہ کوئی فریق ناجائز سیاسیات کے دباؤ سے اپنے رقیبوں کی تجارت کو ضرر نہ پہنچائے۔ اور سلطان مراکش خود مختار والئی ملک کی حیثیت میں اس مساوات کو قائم رکھنے کا مجاز ہو چند سالوں تک فرانسیسی جرمنوں کی اس پالیسی کے متحمل ہوئے۔ مگر ۱۹۰۴ء کے بعد انہوں نے انگریزوں سے ایک خفیہ عہدنامہ کر کے مراکش پر فرانسیسی غلبہ کو تسلیم کرالیا۔ اور ۱۹۰۵ء میں اسپانیولوں کو اسی طریق سے اپنا معاون بنایا فرانسیسی حکومت علی الاعلان جرمن نقطہ نظر کی مخالف ہو بیٹھی۔ اور مراکش میں اسکی اصلی اغراض پر سے پردۂ تذویر ہٹا دیا گیا +

باب سوم

مراکش میں یورپی سیاسی پیچیدگیوں کی داستان

فصل اول۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں کی قرارداد ۱۹۰۴ء اور اس کی خفیہ دفعات

اپریل ۸ ۱۹۰۴ء میں فرانس اور برطانیہ نے اپنی سیاسی گتھیوں کو سلجھانے کے لئے کئی ایک عہد نامے مرتب کئے۔ ان میں سے ایک سیام اور مداغاسقر کے متعلق تھا اور دوسرا مصر اور مراکش کے معاملات کے متعلق تھا۔ قضیہ فشوڈا کے تصفیے کے بعد بھی برطانیہ اور فرانس کی سیاست افریقہ کوئی مستقل صورت اختیار نہ کرسکی اس لئے ایک جدید سمجھوتے کی ضرورت محسوس ہوئی جسکے رُو سے نہ صرف مصر اور سوڈان کا برطانوی تعلق ایک غیر متغیر صورت اختیار کرلے بلکہ مراکش میں فرانس کے حقوق بھی کامل و اکمل طور سے تسلیم کئے جائیں چنانچہ ۱۹۰۴ء کی قرارداد اس مقصد کو پورا کرنے کی آخری کوشش تھی۔ اس قرارداد کے دو حصے تھے۔ ایک وہ جسے شائع کیا گیا اور دوسرا حصہ صیغہ راز میں رکھا گیا جس کا انکشاف ۱۹۱۱ء میں ہوا جبکہ مصری اور مراکشی معاملات کا عقد و بست نہایت اچھی طرح سے ہوچکا تھا۔ چونکہ خفیہ دفعات کا کسی کو علم نہ تھا اس لئے قرارداد کو فرانس اور انگلستان میں بنظرِ استحسان دیکھا گیا۔ گو انگلستان کے بعض مدبروں نے مراکش پر فرانسیسی قبضہ کو تسلیم کرنے کے فعل کو

Marfat.com

انگریزوں کی قومی خودکشی کے نام سے تعبیر کیا۔ ان کا یہ خیال تھا کہ جو طاقت حصار جبل الطارق کے قریب اپنا سیاسی اور فوجی اقتدار قائم کر سکیگی وہ آئندہ انگریزی بحری آزادی کے لئے شدید مشکلات پیدا کر سکیگی۔ قواعد سیاست کی رُو سے یہ ضروری تھا کہ ہر دو طاقتیں یعنی برطانیہ و فرانس اس قرارداد کے مسودے کی اطلاع جرمنی ہسپانیہ اور یورپ کی دوسری سلطنتوں تک پہنچا دیتیں تاکہ کسی کو انکے عمل کے متعلق شبہ نہ رہے۔ انگریزوں نے اس کی اطلاع جرمنی حکومت کو کر دی۔ مگر فرانس نے نہ جرمنی کو اطلاع دی اور نہ ہسپانیہ کو۔ جرمنوں نے اسے توہین قومی سمجھا اور شروع ہی سے اس معاہدہ نامے کی تخریب کے درپے ہو گئے۔ اور باہمی کشمکش نے وہ صورت اختیار کی کہ ہاتھا پائی ہونے میں بہت تھوڑی دیر باقی رہ گئی۔ اس عہدنامے کی اہم ترین دفعات یہ تھیں۔

"ہرگاہ حکومت جمہوریہ فرانس کا یہ منشا ہے کہ حکومتِ مراکش کی خودمختاری کا احترام کرے"۔

"حکومتِ برطانیہ حکومتِ فرانس کے اس اختیار کو تسلیم کرتی ہے جسکے رو سے موخر الذکر بوجہ قرب ہمسائیگت مراکش میں امن قائم رکھنے کی تدابیر اختیار کرے۔ یا انتظامی۔ مالی۔ فوجی اور اقتصادی اصلاح کے قاعدے نافذ کرے"۔

"اگر برطانیہ فرانسیسی اختیارات اور طریق عمل میں مزاحم نہ ہو تو حکومت فرانس انگریزی تجارت کی ترقی میں سدِّراہ ہونے سے اجتناب کرے"۔

گو فقرہ اوّل کے الفاظ اس قدر صاف ہیں کہ اس سے فرانس کی طرف سے مراکش آزادی کی تخریب کا وہم وگمان بھی پیدا نہیں ہوتا اور فقرہ ثانی بھی علیٰ ہذا

نہایت صریح اور مبرا از ابہام ہے۔ مگر اہل بنیش کے نزدیک یہ فقرے انگریزی حکومت کی مراکشی پالیسی کے متعلق ایک شدید انقلاب کے مظہر تھے۔ جہاں پہلے انگریز ہمیشہ مراکش کی آزادی اور کلی اختیار کے حامی تھے آج وہی انگریزی اپنی مصری مشکلات کی عقدہ کشائی سلطنت مراکش کے شاہی حقوق کے عوض کرا رہے تھے۔ اور چونکہ برطانیہ نے مراکش میں امن قائم رکھنے یا رکھوانے کا حق فرانس کے سپرد کیا تھا۔ اس سے صاف نظر آرہا تھا۔ کہ کوئی دن جاتا ہے مراکش پر فرانسیسی انگریزی قرارداد کچھ اور ہی صورت اختیار کر کے رہیگی جبکہ یہ بھی علم ہو کہ اسکے ساتھ چند خفیہ دفعات بھی تھیں جو مصلحتاً عوام سے پوشیدہ رکھی گئیں۔ یہ خفیہ دفعات نہ صرف برطانوی اور فرانسیسی قراردادوں کی جزو تھیں بلکہ فرانسیسی وزارتوں کو ان کا علم تھا۔ اُن خفیہ ضمیموں کی نہایت غیر خوش آیندہ دفعہ تھی جسکی رُو سے انگریزوں نے فرانسیسیوں اور ہسپانویوں اور فرانسیسیوں نے ہسپانویوں اور انگریزوں اور ہسپانویوں نے فرانسیسیوں اور انگریزوں کو باہمی اختیار دے رکھا تھا۔ کہ جب چاہیں مصر۔ مراکش اور صوبہ رلیف پر اپنے اپنے طریق سے ملکی نظم و نسق اور ملکی آزادی کی پامالی کر کے ان پر برطانوی۔ ہسپانوی اور فرانسیسی اختیار کلی وارد کردیں۔ ان برطانوی۔ فرانسیسی اور ہسپانوی عہد ناموں اور ان کی خفیہ قراردادوں کو بطور ضمیمہ جات اس کتاب کے آخری باب میں درج کیا گیا ہے اور ان کے سرسری مطالعہ سے ناظرین پر یہ صاف ظاہر ہو جائیگا کہ مراکش کی غلامی درحقیقت صرف عربانِ مراکش کے جمود یا کم ہمتی کا نتیجہ نہیں اور نہ مجاہدینِ رلیف کی تحیر انگیز جانفروشی اہلِ رلیف کی اپنی پیدا کردہ ہے۔ بلکہ اسی شجر بد کا ثمر تلخ ہے جسکی تخم پاشی ۲۵ سال قبل ان بین الاقوامی خفیہ سازشوں کے ذریعے عمل میں آئی جب ۱۹۱۱ء میں خفیہ قراردادوں پر سے پردہ ہٹایا گیا تو انگلستان کے سیاسی حلقوں میں ایک ہنگامہ

برپا ہوگیا۔ اور ملک کا کثیر حصہ ان عہدناموں کی تنسیخ کا طالب ہوا۔ عذر یہ تھا کہ برطانوی وزراء نے رودبار انگلستان کے اسقدر قریب انگریزی قوم کے مقابل فرانس اور ہسپانیہ کو اس قدر حقوق دے دینے سے انگریزی بحری طاقت اور ملکی تجارت کو صدمہ پہنچایا ہے۔ مگر جوں جوں مصر پر برطانوی سیادت کے گرانبار فوائد لوگوں کے ذہن نشین کرائے گئے تو کہیں جاکر اس ہیجان میں کمی واقع ہوئی۔ اور اس بھیانک ڈرامے کا آخری باب ہو چکا جس میں فرانس نے ایک سفاک قاتل۔ ہسپانیہ نے معاون قاتل۔ اور برطانیہ نے بے مہر ناظر کا پارٹ ادا کیا۔ یہ سانحہ کس بات کا نتیجہ۔ یہ نتیجہ تھا خفیہ قراردادوں کا۔ یہ نتیجہ تھا سازشوں کا جس میں اہل ملک کے حقوق اور ان کے جان و مال کی آزادی کو نہایت بے رحمی سے پامال کیا گیا تھا۔ مگر یہ یاد رہے کہ بین الاقوامی امن اور ملّی خوشحالی خفیہ سازشوں سے پیدا نہیں ہوسکتی۔ جنگ عظیم کے بعض اسباب انہیں پُراسرار کاروائیوں کا نتیجہ تھے۔ اور اگر اس قدر کشت و خون کے بعد بھی جمہوریت برطانیہ و فرانس کی آنکھیں نہیں کھلیں تو یہ یاد رکھ لینا چاہیئے دنیا میں امن جس کی اس وقت اشدّ ضرورت ہے بحال نہ ہوگا ✦

فصل دوم۔ برطانوی اور فرانسیسی قراردادوں کے خلاف جرمن احتجاج تحریک میثاق الجزیرہ حکومت شریفیہ کا انحطاط

برطانوی ہسپانوی اور فرانسیسی قراردادوں کے باب میں گفتگو و شنید شروع ہوتے ہی جسکے متعلق جرمن حکومت سے استمزاج تو خیر اسے اطلاع تک نہ دی گئی تھی

جرمنی میں ایک آگ سی لگ گئی اور مراکش کی جرمن کمپنیاں اپنی حکومت سے جرمن حقوق کے تحفظ کے لئے امداد کی طالب ہوئیں۔ شہزادہ رودولان جرمنی سفیر متعینہ پیرس نے ایم۔ ولکاسے فرانسیسی وزیر خارجہ سے یہ سوال کیا" آیا یہ صحیح ہے کہ برطانوی اور فرانسیسی حکومتیں مراکش کے مستقبل کے متعلق گفت وشنید کررہی ہیں۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو جرمن وزارت اس امر کا اعلان کرتی ہے کہ اسے اس امر کی کوئی سرکاری اطلاع نہیں پہنچی اور دراں حال وہ اس امر کی وضاحت کرتی ہے کہ جبتک دوسری یورپی طاقتوں سے انتمزاج نہ کرلیا جائے کوئی طاقت مراکش میں معاملات کی موجودہ ترتیب کو درہم برہم کرنے کی مجاز نہیں"۔ حقیقت یہ تھی کہ جرمن حکومت کانفرنس میڈرڈ منعقدہ ۱۸۸۰ء میں شامل ہوچکی تھی۔ اور جو معاہدہ نامہ مراکش کے متعلق اس کانفرنس میں طے پایا تھا۔ اس میں شریک تھی۔ اب کوئی اور قرارداد جس سے معاہدہ میڈرڈ میں تغیر ملحوظ ہو اسے پسند نہ تھی معاہدہ میڈرڈ کا بنیادی اصول آزادی مراکش تھا۔ اور جرمن اس امر کے حامی تھے کہ اس اصول میں قطعاً کوئی ردّ وبدل نہ کیا جائے اور حقِ مساوات تجارت جو انعقاد کانفرنس کا موجب ہوا تھا۔ قائم رہے۔ جرمنوں کی دلیل یہ تھی کہ اگر کوئی طاقت یا طاقتیں اس معاہدے کے باوجود کسی اور قرارداد کی تکمیل چاہتی ہیں تو وہ نہ صرف اپنے سوا دوسری طاقتوں کی مخالف ہیں بلکہ آزادی مراکش اور سلطان کے اختیار شاہی کی بھی دشمن ہیں۔ جرمن نصب العین کو تقویت دینے کے لئے ولیم ثانی سابق قیصر جرمنی مارچ ۳۰ ۱۹۰۵ء جنگی جہاز "ہمبرگ" پر سوار ہوکر بغرض سیاحت مراکش طنجہ آیا۔ جہاز بندرگاہ میں داخل ہوا۔ اور قیصر جہاز سے اُتر کر شہر میں وارد ہوا۔ سفرائے دول کو باریابی دی۔ پھر مندوب سلطانی سے جو اس کے استقبال کے لئے فیض سے طنجہ آیا تھا۔ ملاقات کی۔ اس کے بعد مراکش کی جرمن تجارتی کمپنیوں سے

گفتگو کی اور واپسی کے قبل مندوب سلطانی سے دوبارہ ملاقات کی۔ اور دورانِ ملاقات یہ الفاظ کہے:-

"میرا طنجہ میں آنے کا یہ مقصد ہے کہ میں حکومتِ جرمنی کی طرف سے مراکش میں جرمنی حقوق کا تحفظ کروں۔ میرے نزدیک سلطانِ مراکش ایک کامل خودمختار تاجدار ہے اور مندرجہ بالا مقصد کی تکمیل کے لئے میرا واسطہ صرف مولائے مراکش سے ہے جو اس ملک کا والی ہے۔ حکومت سلطان ملک میں اصلاحات کا نفاذ کرنے والی ہے۔ میرا بے لوث مشورہ یہ ہے۔ کہ یہ اصلاحات نہایت حزم و احتیاط سے نافذ کیجائیں جن میں جمہور کے مذہبی و معاشرتی احساسات اور سیاسی مفاد کا مناسب خیال رکھا جائے"

اس وقت دنیا کو اس امر کا علم نہ تھا کہ فرانس ایک خفیہ عہد نامے کی ترتیب میں لگا ہوا ہے اور انگریزی اور فرانسیسی حلقوں میں اس تقریر نے سناٹا سا پیدا کر دیا۔ اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا۔ کہ گویا قیصر جرمنی فرانس اور اس کی ہمسایہ سلطنتوں کو دھمکا رہا ہے۔ انگلستان میں اس تقریر پر بہت لے دے ہوئی۔ کیونکہ جنگ بوئر کا ابھی خاتمہ ہی ہوا تھا۔ اور قیصر ولیم کے مشہور پیغام تار کی یاد جو اس نے پریذیڈنٹ کروگر کے نام روانہ کیا تھا۔ دلوں سے محو نہ ہو چکی تھی۔ اب فرانس اور انگلستان کو اس بات کے معلوم کرنے کی سوجھی کہ آخر جرمن کیا چاہتے ہیں اور اس موضوع پر جرمن بطانوی اور فرانسیسی حکومتوں کے درمیان نامہ و پیام کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جرمنی نے ایک جدید کانفرنس کے انعقاد کی سفارش کی تاکہ عہد میڈرڈ ۱۸۸۰ء کا تغیر باضابطہ طور سے عمل میں آئے۔ ایم۔ دلکاسے وزیر خارجہ فرانس نے اس تجویز کی شدت سے مخالفت کی فرانسیسی اخبارات نے یہ شائع کیا۔ کہ چونکہ ایم دلکاسے اتحاد فرانس و برطانیہ کا موجد ہے اور جرمنی اس سے خائف ہے۔ اس لئے قیصر جرمنی قابینہ دلکاسے کی شکست چاہتا

ہے - اور جوں جوں زمانہ گذرتا گیا - ان تینوں ملکوں میں بین الاقوامی منافرت کا بازار گرم ہوتا گیا - جرمنی کا دعویٰ تھا - مراکش آزاد رہے - مگر فرانس کو اپنے خاص حقوق جو اُسے بوجہ قرب الجزائر حاصل تھے - کی ترقی منظور تھی - اور تعجب کی یہ بات ہے کہ انگلستان نے فرانس کی ہاں میں ہاں ملائی حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ مصر انگلستان کے قبضے میں آچکا تھا اور اگر مراکش آزاد رہتا تو اس میں زیادہ فائدہ انگلستان کا تھا نہ کہ فرانس کا - آخر کار معاملہ پارلیمنٹ فرانس کے سامنے پیش ہوا اور جب یہ معلوم کہ قرارداد فرانس و انگلستان ۱۹۰۴ء کی کوئی سرکاری اطلاع وزیر خارجہ فرانس نے جرمنی کو نہیں دی - جو اسے بروئے قوانین بین الملل دینی چاہیئے تھی اور اس سے جرمنی کو دھوکہ دینا مقصود تھا - تو ایم دلکاسے کو وزارت سے علیحدہ ہونا پڑا - بالخصوص جب یہ بھی معلوم ہوا کہ جدید کانفرنس کی تحریک خود مولائے مراکش کی طرف سے جس نے وزیر خارجہ فرانس کی مجوزہ اصلاحات کو مسترد کر دیا تھا - ہونے والی ہے - اس کانفرنس کے دعوت نامے سلطانِ مراکش کی طرف سے مئی ۱۹۰۵ء کو یورپی حکومتوں کی طرف بھیجے گئے اور اس کے الفاظ حسب ذیل تھے -

"اعلےٰ حضرت سلطانِ مراکش کا فرمان ہے کہ وہ تمام یورپی قوا جنہیں معاملاتِ مراکش میں دلچسپی حاصل ہے اپنے نمائیندے ایک بین الاقوامی کانفرنس میں روانہ کریں تاکہ ان اصلاحات پر جو اعلےٰ حضرت نافذ فرمانے والے ہیں غور ہو اور ان کی مستقل صورت پیدا کی جائے - اور دول یورپ اور مراکش کے آئندہ مناسبات کی صحیح صورت قرار دیجائے -"

وزیر خارجہ مراکش

اوائل ۱۹۰۶ء میں کانفرنس شہر الجزیرہ جو جبل الطارق کے قریب ہسپانیہ میں

Marfat.com

دا فتح ہے منعقد ہوئی۔ اور اپریل میں اس کی کاروائی ختم ہو کر جون ۱۸ کو اس پر نمائندگان دول و سلطان مراکش کے دستخط ثبت ہو گئے اور اس وقت مولائے مراکش نے یہ کہا کہ اس سے ہمارے شہنشاہی اختیارات۔ ہماری سلطنت کی آزادی اور امور عامہ میں ہمارے کامل اختیار کی تصدیق ہوتی ہے۔ مگر قسمت کھڑی ہنس رہی تھی۔ باوجود امضاء میثاق الجزیرہ فرانسیسی حکومت نے اپنی حکمت عملی میں تغیر نہ ہونے دیا سلطانِ وقت مولائے عبدالعزیز تھا جو پہلے درجے کا مصرف اور عیاش تھا۔ ۱۸۹۳ء میں اُس کا قرضہ آٹھ لاکھ پونڈ تھا۔ ۱۹۰۳ء میں اسکی مقدار ۲۵ لاکھ پونڈ ہو گئی۔ اسکی ادائیگی کے لئے سلطان نے محاصل بحری کے ۶۰ فیصدی پر ایک پٹہ فرانسیسی قرضخواہوں کو لکھ دیا اس کے علاوہ اور روپیہ بھی لیا گیا۔ جو زیادہ تر فرانسیسی کارخانہ سامان حرب کی نذر ہوا۔ جن کے گولہ بارود سے الجزائر کی سرحد کے خودسر قبائل کی سرکوبی کی گئی۔ اور بعد میں معلوم ہوا کہ یہ شورشیں دراصل خود فرانس کی پیدا کردہ تھیں۔ مارچ ۱۹۱۰ء میں ایک فرانسیسی رعایا کا قتل ہو گیا اور فرانسیسی فوج نے اوجا پر قبضہ کر لیا نیز کاسابلنکا ریلوے کے جو فرانسیسی کمپنی ہے چند کارندے مارے گئے جبکہ انہوں نے باوجود مخالفت شہر کے قدیم قبرستان کے بیچوں بیچ ریل کی سڑک نکالنی چاہی اور اہل علاقہ نے ان پر حملہ کر دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ بیس ہزار فرانسیسی سپاہ کاسابلنکا رباط پر اُتری اور تیس ہزار مرد و زن کے قتل عام کے بعد حدود شادیہ پر قابض ہو گئی۔ میثاق الجزیرہ کے چیتھڑے اُڑ گئے اور مراکش پر فرانسیسی قبضہ ہو گیا۔ فرانس نے سلطان سے ۲۴ لاکھ تاوان حاصل کیا۔ فرانسیسیوں کی دیکھا دیکھی ہسپانویوں نے ریف کی طرف پیش قدمی کی اور مولائے مراکش سے مزید تاوان حاصل کیا۔ ان مصیبتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اہل ملک نے عبدالعزیز کو معزول کر کے مولائے حفیظ کو

Marfat.com

تخت پر بٹھا دیا۔ مگر فرانس کی چیرہ دستی میں تغیر نہیں ہوا۔ مزید شورشیں ہوئیں یا برپا کروائی گئیں اور ان کو فرو کرنے کے لیئے قرضوں کی مقدار ۷۰ لاکھ پونڈ تک جا پہنچی۔ اور ملک کے عرض و طول پر فرانسیسی اور ہسپانوی چھاونیاں قائم ہو گئیں۔ اور مولائے حفیظ جس نے خارجی اثرات کو دور کرنے کے وعدے پر تخت حاصل کیا تھا خود انہیں مصائب میں گرفتار ہو گیا جو عبد العزیز کے تعطّل کا باعث ہوئے تھے۔ جب مراکش پر اس طرح کھلّم کھلّا فرانسیسی قبضہ ہو گیا تو جرمنی نے اپنے تجارتی حقوق کے تحفظ کے لیئے بندر اغادیر پر ایک جنگی جہاز بھیجا جس سے انگلستان اور فرانس میں ایک آگ سی لگ گئی اور فرانس نے مراکش کو ایک مستقل صوبہ فرانس کی حیثیت دینے کا ہتیہ کر لیا۔ مراکش پر فرانسیسی سیادت کی تکمیل کے راستے میں صرف ایک روڑا تھا اور وہ جرمنی کی مخالفت تھی۔ اب وہ مخالفت بھی جاتی رہی کیونکہ جرمنی نے ۱۰۷۲۰۷ مربع میل علاقہ فرانسیسی کانگو لے کر فرانس کے مراکشی قبضے کو منظور کر لیا۔ اور اس قرارداد کے فوراً ہی بعد مولائے حفیظ سے فرانسیسی اختیار کلی کے ماتحت حکومت کرنے کا وثیقہ مرتب کیا گیا جس پر اس سے بجبر دستخط کرائے گئے اور چار مہینے بعد خود اسے بیک بینی و دو گوش ملک بدر کر دیا گیا۔ اب سلطنت شریفیہ مرحومہ کا "تاجدار" مولائے یوسف ہے۔ جس کی حیثیت اسکے اپنے ملک میں کٹھ پتلی سے بھی بدتر ہے +

فرانسیسی دعووں کی تکمیل کے بعد ہسپانیہ کو ریف میں اپنی سیادت منوانے کا خیال دامنگیر ہوا۔ اور ۱۹۱۲ء میں ایک معاہدے کے رُو سے اس کی حیثیت ریف میں ایسی کر دی گئی جیسی کہ فرانس کی مراکش میں تھی۔ مگر یہ کاغذی حقیقت تھی۔ اہل ریف جن کی ان معاملات میں رائے نہ لی گئی تھی۔ حکومت ہسپانیہ سے متنفر تھے۔ اور گو نام کو خلیفہ طیطوان یعنی عرب حاکم ریف زیر اثر ہسپانیہ تھا مگر

Marfat.com

قبائل ریف اسے غلام سمجھتے تھے۔ اور اس کی کسی کارروائی کے پابند نہ تھے۔ چنانچہ اس سال سے مجاہدہ حریّت ریف کی ابتدا ہوتی ہے جس کا احوال پیش آئیند باب میں درج ہے +

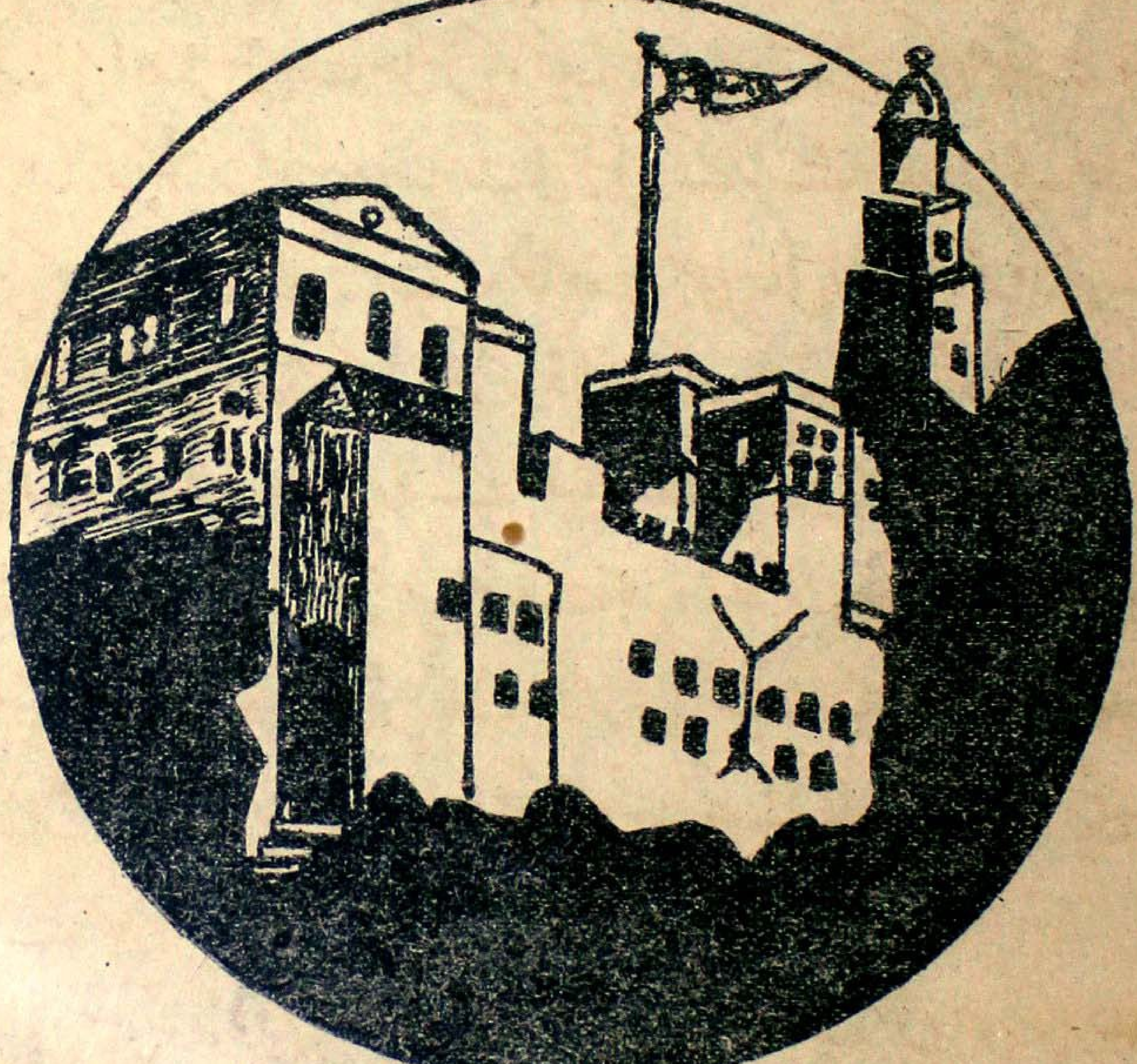

قصبہ (دارالامارت) شہشوان۔ ریف۔

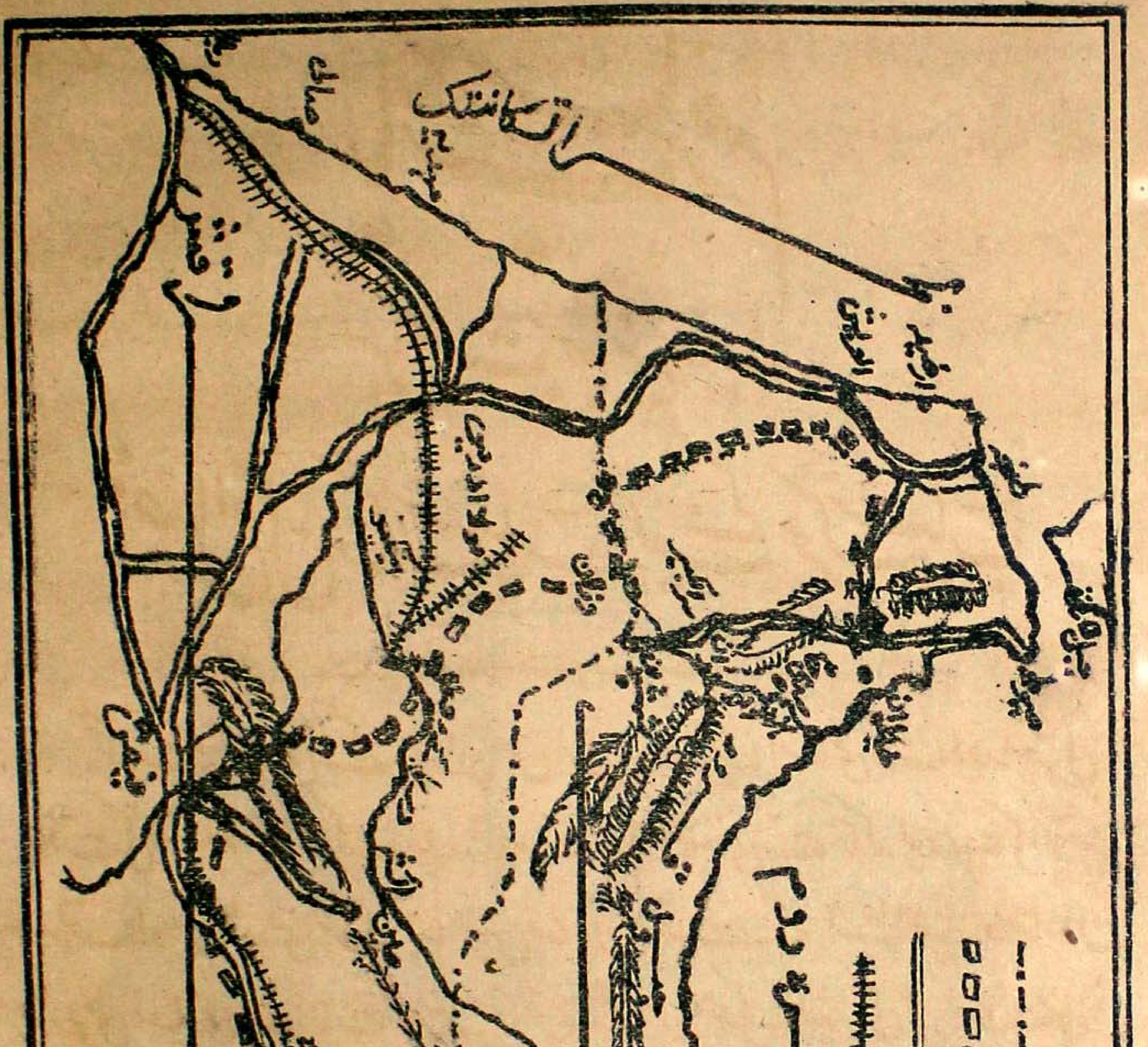
نقشهٔ ریف
حدود ریف
حدود جنگ
فاصله بحساب میل
بحر روم
اتلانتیك
طنجه
سبته
العرایش
ملیله

باب چہارم

سیاست ہسپانیہ وریف

فصل اوّل۔ جنگ ہسپانیہ وریف کے محرک اسباب

گذشتہ صدی کے دوران میں یوں تو ہر ایک اسلامی ملک اور مغربی طاقت کی کشمکش کا محرک جذبہ قیام نظام استعماری ہے تاکہ یورپ کی نوخیز اور تعداد میں بڑھتی ہوئی جماعتیں سامان معشیت کے اعلےٰ سازوسامان اور اعلیٰ معیار کی ضروریات کو بہم پہنچائیں۔ مگر اس محرک جذبہ کی عملی صورت تجارتی منفعت اندوزی ہے۔ اسی کے سبب انگلستان کو پہلے پہل ہندوستان سے تعلقات پیدا کرنے کا خیال دامنگیر ہوا اور اسی وجہ سے مصر و دیگر بلاد اسلامیہ پر سیاسی اثر قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ فرانسیسی اور مراکشی قضیہ کی بھی یہی وجہ ہے۔ اور آویزش ہسپانیہ وریف کے اسباب بھی یہی ہیں۔ صدی حال کے ابتدا میں ایک بین الاقوامی شرکت موسومہ بہ "کمپنی معدنیات مراکش" قائم کی گئی جس میں نہ صرف فرانسیسی بلکہ انگریز جرمن اور ہسپانوی حصہ دار تھے۔ اس کمپنی کا میدان عمل علاقہ اوجا تھا جو مراکش کے شمال مشرق میں الجزائری سرحد پر واقعہ ہے۔ جب مولائے عبدالعزیز کی رعایا بوجہ اسراف و عیاشی اس سے برگشتہ ہوگئی تو مولائے حفیظ سے جو

مدعیٔ سلطنت تھا ان معدنیات کی بر آمد کرنے کا اجارہ الشمیڈ بارٹلٹ یکے
از رعایائے انگلستان نے حاصل کیا۔ مگر اس وقت صاحب اجارہ فراہمی
بیعانہ کا انتظام نہ کرسکا اور حق اجارہ معطل کر دیا گیا۔ مگر جوں جوں مراکشی حکومت
میں زوال آتا گیا۔ توں توں سرمایہ داروں نے اپنی اپنی حکومتوں کے ذریعے سے
قرضے بہم پہنچانے کے عوض ان اجاروں کی تجدید کی چنانچہ "کمپنی معدنیات مراکش"
معرض وجود میں آئی۔ چونکہ اس وقت یورپی سیاست ثامعل میں مراکش سے ریف
کا وجود علیحدہ نہ سمجھا گیا تھا۔ صوبہ ریف اس شرکت کی حدود عمل میں شامل سمجھا
گیا۔ مگر جونہی مراکشی حکومت آزاد ختم ہوئی اور تاجدار مراکش کی حیثیت ایک ہندوستانی
نواب سے بھی بدتر ہوگئی۔ تو ہسپانیہ نے ریف کو اپنی مخصوص جائیداد گردانا اور ریف
کی معدنیات اور تجارت سے فائدہ حاصل کرنا اپنا حق سمجھا۔ جنگ ریف و ہسپانیہ
۱۹۰۵ء کی وجہ یہ تھی کہ جبل فردر کی جنوبی سمت علاقہ ضلوان میں لوہے اور کوئلے
کی کانیں تھیں۔ مگر فی الحال صرف لوہے کی کانوں کے متعلق ہسپانیہ کے سرمایہ
داروں نے کاروائی کرنے کا انتظام کیا تھا۔ بنا بریں ریف پر لشکر کشی کی گئی۔
اور شمالی حصۂ ریف پر ہسپانوی قبضہ ہو گیا۔ مگر ملک گیری ملک داری نہ تھی
اور ہسپانوی سرمایہ داروں کو اپنی مقاصد کی تکمیل میں شدید مشکلات پیش
آئیں۔ شیوخ علاقہ جات سے ربط ضبط پیدا کیا گیا۔ کثیر رقمیں تسخیر قلوب کی
خاطر لٹائی گئیں مگر ان سے غیوران ریف کے دل نہ پسیجے۔ بلکہ جوں جوں
اہل ریف پر حکومت ہسپانیہ کے اصلی اغراض منکشف ہوتے گئے توں توں ان
کی صداقت ایمان اور غیرت ملی میں ترقی ہوتی گئی۔ جبل فردر کی تمام وادیاں ہسپانوی
سیاست کے ماتحت کر دی گئیں مگر ایک مخالف ملک ہیں جس کی زبان جس
کا مذہب جسکی معاشرت حملہ آوروں سے بالکل جدا ہو اور جو آزادی کا عہد باندھ

چکا ہو۔ ان باتوں سے کیا ہو سکتا تھا۔ نہ شرکت معدنیات کے اساسے میں ترقی ہوئی اور نہ ایک چھٹانک بھر لوہا کانوں میں سے نکالا جا سکا۔ اہل رلیف جو خود ایک زمانے میں اندلسی تھے اپنے ہسپانوی نسلی بھائیوں کی جبلت سے واقف تھے اور ان کے چند پڑھے لکھے خوب جانتے تھے۔ کہ ہسپانیہ جیسا مفلس ملک جس کی اندرونی حالت شدت سے بُری ہو۔ ایک غیر ملک میں کثیر النعداد لشکر کے مصارف کا متحمل نہ ہو سکیگا اور آخر کار اسے ملک سے نکلنا پڑیگا۔ مگر اہلِ رلیف کا یہ خیال قطعاً صحیح نہ تھا۔ حکومت ہسپانیہ کو بہ روئے معاہدہ جات بین الملل سیادت رلیف کا حق حاصل تھا۔ ہسپانیہ کے مقابل فرانس انہی معاہدہ جات کی تکمیل میں لگا ہوا تھا۔ اور اسے کامیابی ہو رہی تھی اور فوج کشی کے صرف کثیر کی ادائیگی کا امکان نظر آرہا تھا۔ علےٰ ہذا اہل ہسپانیہ بھی اپنی حکومت کے غیر ملکی دعاوی سے واقف تھے اور جنگِ رلیف کے لئے کئی ملین پونڈ اور کئی ہزار قیمتی جانیں قربان کر چکے تھے۔ اب بھلا اہلِ ہسپانیہ علاقہ رلیف سے جیسے گئے تھے ویسے خالی ہاتھ کس طرح چلے آتے۔ اشتراکت پسند فرقہ جکا ہسپانیہ میں زور تھا۔ شروع سے جنگ رلیف کو منافیٔ الشاہنت گردان چکا تھا اور اس بات پر اڑا ہوا تھا کہ یا تو حکومت رلیف کی تسخیر مکمل کر کے اپنے لمبے چوڑے وعدوں کی تصدیق کرے اور یا ملک میں جمہوری حکومت کے قیام کے لئے جگہ خالی کرے۔ علاوہ بریں رلیفی معدنیات کے اجارہ دار ہسپانیہ کا مالدار اور صاحب حکومت طبقہ تھا۔ جنہیں رلیف سے دستبردار ہونا اسقدر گراں تھا۔ جتنا کہ حکومت جمہوریہ کے قیام کا دغدغہ اور پھر اس کا بدیہی نتیجہ خود ہسپانیہ میں اپنی املاک اور کارخانجات کے ہاتھ سے نکل جانے کا خدشہ لگا ہوا تھا۔ جنگ رلیف گویا ایک طرف حکومت ہسپانیہ اور اہلِ رلیف

Marfat.com

کی جنگ تھی۔ تو دوسری طرف جمہور ہسپانیہ اور ہسپانوی اقتدار پسندوں اور شاہ پسندوں کی جنگ تھی۔ اور ہسپانوی فوج کی ریفی شکست ہسپانیہ کے نظام شاہی کی شکست و ریخت کا پیش خیمہ تھی۔ بنابریں گو پے در پے شکستیں ہوتی رہیں۔ مگر ہسپانیہ نے ریف کا دامن نہ چھوڑا اور اپنے ساحلی مقامات کی توپوں کی پناہ میں بیٹھے ریف پر ہسپانیہ کی سیادت کا راگ الاپتے رہے۔

جب فرانس کے ہاتھوں تسخیر مراکش ہو چکی تو حکومت ہسپانیہ کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا حکومت فرانس جو تیونس۔ الجزائر اور مراکش کی مالک ہے۔ ہسپانوی حکومت کی ناکامی کو دیکھ کر خود ریف پر فوجکشی کر کے اس پر قابض نہ ہو جائے۔ یہ خیال موہوم نہ تھا۔ آئے دن کی فرانسیسی سازشوں سے جو سرحد ریف پر ہوتی رہتی ہیں۔ یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یورپی بدعہدی کا زہر کچھ مغربی اور مشرقی معاملات میں ہی نہیں پایا جاتا بلکہ خود اہل یورپ کی باہمی ریشہ دوانیوں اور ایک دوسرے کے مفاد کی تخریب کا باعث ہے ریف اور مراکش کی سرحد پر جو واقعات پیش آ رہے ہیں یہ اس امکان کے مظہر ہیں۔ اور اگر اہل ریف نے اپنے معاملات کی تنظیم اور قبائل سرحد ریف جو قبائل ریف کے چنداں ہوا خواہ نہیں کے تعلقات میں دور اندیشی کو ہاتھ سے دے بیٹھے۔ تو خوف ہے ان کی صد سالہ کارگذاری پر جس کے باعث ہسپانویوں نے ہمیشہ منہ کی کھائی۔ پانی نہ پھر جائے۔ اور پھر ان کے ملک پر بجائے ہسپانوی سرمایہ داروں اور اجارہ داروں کے فرانسیسی تجارتی لٹیروں کے دانت نہ گڑ جائیں۔ ہسپانیہ جیسے نیم وحشی ملک سے عہدہ برآ ہونا بھی ایک دلیل کامیابی ہے۔ مگر فرانس جیسی وسیع طاقتور بدکیش اور عیار سلطنت کے مقابلے اہل ریف کے مٹھی بھر مجاہدین کو سخت مشکلات پیش آئینگی۔ و اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم + مگر خدا کرے ایسا نہ ہو

اور رلیف کے غیرت مند مجاہدین کو اپنی جانفروشی اور غیر تمندی کا صلہ ملے +

اِس مختصر بیان دربارہ اسباب جنگ ہسپانیہ کے بعد یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہسپانیہ کے اندرونی معاملات - اسکے ملکی نظام اس کی سیاسی پارٹیوں کے باہمی تعلقات کی توضیح کیجائے جسکے بغیر جہاد رلیف کے حیرت انگیز اور غیر معمولی نتائج کا سمجھ میں آنا آسان نہ ہوگا ہسپانیہ کے سیاسی اور جنگی نظام اور اس کے عساکر کے مختلف شعبوں کی تفصیل کے بعد محاربات رلیف کے مختلف دوروں کی تفصیل درج ہوگی +

فصل دوم قابینہ ہسپانیہ در عہد نظامت پریمو ڈی ریویرا (Primo de Rivera)

آویزش رلیف وہسپانیہ کے باب میں ناظرین کو حکومت ہسپانیہ کے موجودہ نظام اور اہل ہسپانیہ کی سیاسیات کے متعلق صحیح حالات معلوم کرنے کا خیال آتا ہوگا - ان حالات کے مطالعہ کے قبل یہ امر اچھی طرح سے ذہن نشین ہوجانا چاہیئے کہ اہل ہسپانیہ مثل دیگر اقوام مغرب اسقدر منظم و متمدن نہیں ہیں جیسا کہ عام طور پر خیال کیاجاتا ہو- سب سے پہلے ہسپانیہ میں حکومت مشروطہ کا آغاز ۱۸۷۶ء میں ہوا - تو گویا اس سے پہلے نہ جمہور کو حکومت ملک میں کچھ دخل تھا اور نہ ان کے سیاسی حالات ایسے تھے جن سے ان کی بین الاقوامی اہمیت کا پتہ لگ سکے نام کو حکومت مشروطہ بردے قاعدہ نافذ تو کردی گئی مگر اس سے ملک کے تین بڑے صوبوں کی آپس کی کاوشیں دور نہ ہوئیں - اور اہالیان کیٹلونیہ Catalanea اندلسیہ Andlusia اور گلیشیہ Galicia اپنی پرانی رقابت سے دستبردار نہ ہوئے - اور ہوتے بھی کیوں عمومی تعلیم کے لحاظ سے ہسپانیہ ہمسایہ قوموں

کے مقابل کہیں پیچھے تھا۔ ملک کا بیشتر حصہ ذرائعِ رسل ورسائل کی نعمت سے محروم تھا۔ حکومت مشروط اب پچاس سال سے ملک میں رائج ہے مگر اس سے قومی جمود میں کمی نہیں ہوئی۔ حالانکہ جغرافی حالت اور تمدن قدیم کی روایات کا لحاظ رکھتے ہوئے ہسپانیہ کو اہل فرانس و اطالیہ کے دوش بدوش ہونا چاہیئے تھا۔ قبل از جنگِ عظیم ہسپانیہ کی جو حالت تھی سو تھی۔ مگر دورانِ جنگ ملک کی عدم شرکت جنگ کے سبب اہل ہسپانیہ چاہتے تو اپنی دیرینہ اقتصادی فلاکت تجارتی کساد بازاری اور معاشرتی پستی کو دور کرنے کے اسباب پر غور کر سکتے تھے۔ بالخصوص جبکہ سارے کا سارا یورپ خوفناک کشت و خون کا اکھاڑہ بن رہا تھا۔ مگر ایسا نہ کیا گیا اور ملک جہاں تھا وہیں رہا حقیقت یہ تھی کہ اہلِ ہسپانیہ ابھی تک طریق مشروط اور کسی قسم کے ترقی یافتہ نظام سیاست کے اہل ہی نہ تھے۔ ملک پر سیاسی پارٹیوں کا تسلط تھا جو لیے اپنے عہد اختیار میں اپنے ہمنواؤں کی ترقی مفاد و مصالحہ ذاتی کا ذریعہ بنی ہوئی تھیں۔ بطور مثال جب ۱۸۷۶ء میں پارلیمنٹ اول کی شکست ہوئی اور وزیر اعظم رومیرو روبلڈو Romero Robeldo نے انتخاب ثانی کا اعلان کیا تو معاً ملک کی ... ۷ میونسپل کمیٹیوں کے عارضی تعطّل کا حکم صادر کر دیا۔ تاکہ مخالف پارٹی کے کثیر التعداد نمائندے جو اس کے طرز عمل کے خلاف تھے انتخابات میں حصہ نہ لے سکیں۔ پارلیمنٹ جدید کا تقرر عمل میں آیا تو اس طور پر کہ جیسے وزیر حال اپنے گھر سے سو ممبروں کے نام لکھ لائے تھے۔ پھر جب اپریل ۱۹۲۳ء میں ایک اور پارلیمنٹ کا افتتاح ہوا تو وزرار وقت نے اپنے مخالفوں میں سے کئی ایک کو نہایت مضحکہ انگیز وجوہات پر چند گھنٹوں کے لئے زیر نگرانی کر دیا۔ تاکہ وہ نقص امن نہ کریں بالفاظ دگر فریق فوجی کے منصوبوں کی تکمیل میں مخل نہ ہوں۔ تو گویا ہسپانوی پارلیمنٹ سیاسی رقابتوں

اور مخالفانہ دھڑے بندیوں کی کٹھ پتلی بن گئی۔ سانچے ڈی توکا Sanche de Toca سابق صدر سینٹ نے اندازہ لگایا ہے کہ انتخابات پارلیمنٹ پر کم و بیش ۱۲۳ انجمنیں اور بہانے اس قسم کے ایجاد کر لئے گئے ہیں جن سے کوئی قوی فریق جب اس کا بس چلے جماعت ضعیف کے جائز طریق عمل وحقوق کو رد کر کے اپنے ممبروں سے پارلیمنٹ بھر لے۔ تو گویا نظام مشروط ہسپانیہ کے سب سے بڑے دشمن وہ ہو گئے جن کے ہاتھوں اس کی بہتری کی امید تھی یعنی ملک کا روشن خیال اور سرکردہ طبقہ۔

ہسپانوی نظام سیاست کے بعض خارجی نکتہ چین یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہسپانیہ کی پارلیمنٹ تو حقیقی معنوں میں پارلیمنٹ ہی نہیں۔ بلکہ تعلیم یافتہ چلتے ہوئے۔ مگر بے کار لوگوں کا ذریعہ معاش۔ جسے کچھ کام نہ ملا جھٹ کسی سیاسی جماعت کا رکن بن بیٹھا۔ اور تفرقہ اندازی سے اپنی روزی کا سامان پیدا کرنے کے قابل ہو گیا۔ باوجود ان حالات کے اگر کسی اجنبی کو ہسپانیہ میں سفر کرنے اور ملک کی سیاسی بے چینی کا مشاہدہ کرنے کا موقع حاصل ہو تو پہلی بات جو اس کے دیکھنے میں آئیگی وہ انتخابات کے موقعوں پر امیدواروں اور ان کے معاونوں کی دھواں دھار تقریریں حقوق عامہ کی پُرزور حمایت اور قانون مساوات کی شدت سے رواداری۔ مگر یہ سب کچھ زبانی جمع خرچ ہو گا۔ اب اخبارات کے کالموں اور سیاسی پلیٹ فارموں کی سرگرمیوں سے قطع نظر عملیات کا مطالعہ کیا جائے تو قلعی کھلیگی۔ مساوات کی جگہ فرقہ بندی کا زور۔ رواداری کی جگہ حد درجہ کی ہٹ دھرمی اور قانون وضوابط کی پابندی کی جگہ خلاف قاعدہ بلکہ مجرمانہ طرز عمل نظر آئے گا۔

ظاہر ہے اس افراط تفریط کا کچھ نتیجہ بھی پیدا ہو۔ کہنے کی ضرورت نہیں اضلاع سلامانکہ Salamanca و لیون Lieon کے لق و دق بیابان دیکھئے جو ہسپانیہ کے عہد امتیاز میں غلّہ کے کھیتوں سے ڈھپے رہتے تھے۔ آج ملکی بدنظمی کی طفیل ویران پڑے ہیں۔ ان اضلاع کی ساری کی ساری زراعت پیشہ آبادی یا نو وسطی اور جنوبی امریکہ کو سدھار چکی ہے یا اب فرانس شمالی کے برباد شدہ قصبات میں اپنا گھر بنانے چلی جا رہی ہے۔ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کیا ایسی حالت میں جبکہ آئینی حکومت رائج ہو۔ اور اصولِ مساوات کا عمل دخل ہو ملک کی یہی حالت ہونی چاہیئے۔ ہرگز نہیں۔ مگر اس بدنظمی کا صرف یہی ایک نتیجہ نہیں۔ اس کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ منحوس نتیجہ یہ ہے کہ ملک میں رائے عامہ کے عدم وجود کے باعث حکومت بلا استمزاج خلق ۱۹۰۹ء سے لیکر آج تک ایک ایسی تباہ کن جنگ میں اُلجھی ہوئی ہے کہ جس کے خاتمے کا پتہ نہیں اور جو روزانہ لاکھوں ٹکے اور ہزارہا جانوں کے نقصان کا باعث ہو رہی ہے۔ ایک اور اندھیر کی بات سنئے۔ آئین نیابت کا استحکام تو خیر خود ملکی عدالتوں میں رشوت سے اور ججوں کو دھمکا ڈرا کر انصاف کا خون کرنا ایک عام بات ہو چکی ہے۔

جنگ ریف وہسپانیہ سے کم از کم ایک بات ضرور پیدا ہوئی اور اور وہ یہ تھی کہ اشتراکت پسند فرقہ کو حکومت پر سختی سے نکتہ چینی کرنے اور عوام کو اپنے حقوق کی حمایت پر برانگیختہ کرنے کا موقعہ ملا۔ یہ اشتراکت پسند زیادہ تر کیٹیلونیہ Catalonia میں ہیں جسے ہسپانیہ کا آئرلینڈ بھی کہتے ہیں۔ اسکا صدر مقام بارسلونہ Barcelona ایک عرصے سے قدامت پسندی کا دشمن چلا آتا ہے۔ اہل کیٹیلونہ Catalonia نے پہلے تو جنگِ ریف کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جس پر شنوائی نہ ہوئی تو علانیہ حکومت کے تمام مقاصد کی مخالفت

پر تُل بیٹھے جنگ چھڑ گئی۔ اس عارضی سکون سے فائدہ اُٹھا کر جنرل
Primo de Rivera Marquis of Estella
پریمو ڈی ریویرا مارکوئیس آف اسٹیلا
نے پارلیمنٹی حلقوں میں اپنا عمل دخل پیدا کرنا شروع کیا۔ اُس نے اشتراکیت
پسند فرقے کے بیانات کی تصدیق کی اور ہسپانیہ کا مقصد اوّلیں یہ قرار دیا۔
کہ سیوطہ (شمالی بندرگاہ ریف) کا تبادلہ جبل الطارق سے کر لیا جائے اور ہسپانیہ
مراکش میں نظام استعماری کے قیام سے باز آ لئے جب اس خیال کی تائید
سب طرف سے ہونے لگی اور زراعت پیشہ جماعت اشتراکیت پسند جماعت
اور ملک کے دیگر بہی خواہ اس کے ہمخیال ہو گئے تو اس نے سب سے پہلے
پارلیمنٹ کا خاتمہ کیا۔ اور انتخابات جدید کے متعلق یہ کہہ دیا کہ فی الحال ہسپانیہ کے
خارجی معاملات اس امر کے مقتضی ہیں کہ ملک میں فرقہ اندازیوں کو از سرِ نو پیدا کر کے
ان کو درہم برہم کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی اُس نے سینیٹ کے کثیر التعداد اراکین
کو دارالاعیان سے خارج کیا جب جنرل پریمو نے اپنی پوزیشن کو مضبوط کر لیا
تو بخوف سیاست فرانس اور مراکش اپنا جدید خارجی پروگرام یہ شائع کیا کہ حکومت
ہسپانیہ فی الحال اپنی ریفی ذمہ داریوں سے دست بردار نہیں ہو سکتی اور تا وقتیکہ عربانِ
ریف کسی قسم کے دوستانہ اصول پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار نہ ہوں۔ قابینہ جدید
(یعنی حکومت پریمو) اپنی جنگی پالیسی پر قائم رہیگی۔ اس اعلان نے اشتراکیت پسند
فرقے میں آگ سی لگا دی۔ اسکے طرزِ عمل پر لعن طعن کیجانے لگی۔ مگر اب کیا ہو سکتا
حکومت کے تمام رشتے پریمو کے ہاتھ میں تھے۔ فوجی پارٹی جس کی تعداد ۱۲۰۰۰
تھی اسکی اعانت کا اقرار کر چکی تھی۔ عام طور پر قدامت پسند افراد اس کے ہمخیال
تھے۔ شاہ الفانسو ذاتی مصلحتوں کے باعث اس کا دوست تھا۔ ایسی حالت
میں اگر پریمو جنگِ ریف سے دستبردار ہو جاتا تو یہ کہنا چاہیئے کہ وہ ہسپانوی

Marfat.com

ہی نہ تھا۔ مگر جنرل ریمو کو اپنی ساکھ قائم رکھنے کے لئے کسی کارنمایاں کے سرانجام دینے کی پڑی ہوئی تھی۔ اور اسے اپنی خیر اسی میں نظر آئی کہ شکست پارلیمنٹ و مخالفت کیٹلونیہ کے نتائج کو کسی "درخشندہ" طرزِ عمل سے رد کرے۔ اگر جنرل ریمو نے حزب الاعمال کی احتجاج کو بے اثر سمجھا تو وہ صرف اس لئے کہ اس نے عمالانِ حکومت کی قطع و برید کی۔ دیانت داری کے اصولوں کی شدید پابندی ان کا فرضِ اوّلین مقرر کیا۔ اہل صنعت و حرفت کے حقوق اور مفاد کے لئے قاعدے ایجاد کئے۔ جن سے پہلو تہی کرنے کی شدید تعزیر مقرر کی۔ اور یہ سب کچھ کر کے عربانِ رلیف کی طرف متوجہ ہوا۔ سیاست دانانِ یورپ و حامیانِ امپیریل ازم Imperialism جنرل ریمو کے حسنِ عمل اور اسکی خارجی پالیسی کے مداح ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ایک مخالفت کو کسی مشکوک طرزِ عمل سے زائل کرنا دلیلِ ہوشمندی نہیں۔ وزیر جدید نے ہسپانیہ کے مراکشی قضیوں کو سلجھانے کا دعوے کیا۔ مگر آخر ش خود بھی اسی گورکھ دھندے میں پھنس کر رہ گیا۔ اس سے نہ عربانِ رلیف کے حوصلوں میں کمی ہوگی اور نہ اہل ہسپانیہ کو عہد سابقہ کی تباہ کن جنگی پالیسی کے اثرات سے نجات ملیگی۔ جنرل ریمو اپنے تخیلات کے سبز باغ دکھایا کریں اس سے ہسپانیہ کی مصیبتوں کا ازالہ نہ ہوگا اور ہوگا تو صرف اس وقت ہوگا جبکہ ہزیمت خوردہ اور پریشان ہسپانوی سپاہی رلیف کی سنگلاخ گھاٹیوں کو خیرباد کہہ کر اپنے بنجر اور ویران ملک کی بحالی کے نیک اور احسن فرض کی طرف توجہ کرینگے۔

فصل سوم۔ لشکر ہسپانیہ میدان جنگ میں

ہسپانیہ کی اندرونی سیاست کے مختصر بیان کے بعد ہسپانوی عساکر

کی تعداد ان کے سازوسامان اور ان کی تنظیم کے متعلق کچھ کہنا بالکل عبث ہے کیونکہ کوئی ایسی حکومت جس کے اندرونِ خانہ کی درستی نہ ہو چکی ہو اسکے عساکر ایک اجنبی ملک کے میدانِ جنگ میں کس کارگذاری کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ اگر ہسپانیہ کے ملکی حالات کسی تحسین کے قابل نہیں تو بس سمجھ جائے اس کا نظامِ جنگ بھی ایسا ہی ردّی ہے چونکہ ہمیں اہلِ رلیف کے مدمقابل یعنی حکومت ہسپانیہ کے مکمل حالات دکھانا مقصود ہیں جن سے اس کی شکست فاش کی اسباب پر روشنی پڑ سکے اس لئے اردو دان ناظرین کی اطلاع کے لئے مندرجہ ذیل بیانات میں عساکر ہسپانیہ اور ان کے عمل جنگ کے متعلق کچھ حقائق درج کئے جاتے ہیں تاریخ دان اصحاب ہسپانیہ اور امریکہ کی آویزش کے حالات سے واقف ہیں اور نیز اس امر سے کہ اسی جنگی بدنظمی کی طفیل حکومت ہسپانیہ کو جزائر فلپائن سے جو اس کا دیرینہ مقبوضہ تھا دستبردار ہونا پڑا اہل البصیرت پر اسی دن ہسپانیہ کے کھوکھلے پن کا راز افشا ہو گیا۔ اب جب جنگِ رلیف کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا تو مبصرین یورپ نے امید لگائی کہ حکومت ہسپانیہ وامریکہ کی جنگی بدنظمی کی تلافی کر سکیگی اور فوج میں ضبط۔ پابندی احکام۔ حوصلہ مندی اور مقصدِ جنگ کو نباہنے کی اہلیت پیدا کر سکیگی۔ مگر اہل ہسپانیہ نے امریکہ کی جنگ سے فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور اہل رلیف جیسی قبائلانہ قوم کے مقابل بھی تمام قسم کے جدید اسلاح کے استعمال کے باوجود نہایت بھدے اور بزدل نکلے بعض مغربی ماہرانِ فن جنگ کی توقع ہے کہ اگر حکومت ہسپانیہ جہادِ رلیف میں فتحمند نہ ہو سکی جیسا کہ نتائج سے ظاہر ہے۔ تو اہل ہسپانیہ کو اہلِ رلیف کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ جنہوں نے اپنے دقیانوسی اور محدود ساز و سامان کے باوجود عساکر ہسپانیہ کو جتلا دیا ہے کہ محض یورپی نسلیت اور عیسائی مذہب ہر قسم کے نقائص کی تلافی نہیں کر سکتے۔ اور اب اہلِ ہسپانیہ کو رلیف کی چٹانوں کو چھوڑ کر اپنے ملک میں

Marfat.com

واپس آکر ان خرابیوں کا ازالہ کرنا چاہیئے جو ہسپانیہ کی عام ترقی کی مزاحم ہیں اور اہلِ ہسپانیہ کو دنیا کا ہدفِ تضحیک بنا رہی ہیں اور اگر آج ایسا نہ کیا گیا تو کل اہلِ ہسپانیہ کو دنیا کی زندہ قوموں کی صف میں سے نکالے جانے کیلئے منتظر رہنا چاہیئے۔

عساکرِ ہسپانیہ کی سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ انہیں فنِ جنگ کی نہ پوری تعلیم حاصل ہے اور نہ مہارت۔ بروئے قواعدِ محکمۂ جنگ ہر ایک ہسپانوی جو ملکی فوج میں بھرتی ہوتا ہے۔ ایک سال کی ملازمت کے بعد برطرف کر دیا جاتا ہے اس کی بڑی وجہ ملکی خزانے کی کم مائیگی ہے جو بڑی فوجوں کے کثیر صرف کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یک سالہ بھرتی سے ملک کے مختلف اضلاع کے رنگروٹ باری باری سے چھاؤنیوں میں آتے ہیں اور اپنی مقررہ میعادِ خدمت کے بعد گھروں کو لوٹا دیئے جاتے ہیں۔ اس سے نہ صرف وہ اپنے ہتھیاروں سے مانوس نہیں ہونے پاتے بلکہ فنِ جنگ سے قطعی ناآشنا رہتے ہیں۔ اور جیسے آئے تھے ویسے ہی چلے جاتے ہیں۔ جنگِ رلیف و ہسپانیہ کی تیسری قسط میں جو ۱۹۰۵ء میں عمل میں آئی عساکرِ ہسپانیہ کی شدید شکست اور ہسپانوی سالارِ اعظم جنرل پنٹوس Pintos کے مارے جانے کی بھی وجہ یہی تھی کہ ہسپانوی سپاہی چھاؤنیوں میں آتے ہی میدانِ جنگ کو بھیج دیئے گئے جہاں انہوں نے پہلی مرتبہ فوجی زندگی کی سختیوں کا مقابلہ کیا۔ اور پھر اہلِ رلیف جیسے بے باک، شجیع اور انتھک قبائل کے مقابلے پر جنہوں نے خود ان سپاہیوں کی بندوقوں کو چھین کر ان پر حملہ کیا اور چند ہفتوں میں ہزاروں ہسپانوی سپاہیوں کو کشتۂ جنگ کر کے رکھ دیا۔ ان کی توپوں۔ ان کے خچروں اور سامان خورد و نوش پر قبضہ کر کے خود ہسپانوی لشکر کے کمیدان اور اس کے سٹاف کے بیشتر اراکین کو تہ تیغ کیا۔ مگر اس ۱۹۰۵ء کی جنگ کے بعد ہی اہلِ ہسپانیہ کو ان پے در پے شکستوں کے اسباب کی ماہیت

معلوم نہ ہوئی۔ اور وہ اپنے زمانہ شناس مالکان ثروت کے سیاسی اور اقتصادی منصوبوں کے غلام بنے رہے اور بنے ہوئے ہیں۔ فنِ جنگ سے نابلدی اس سے بھی بڑھ کر کہیں ہوگی کہ گذشتہ جنگ میں بعض اوقات ہسپانوی رجمنٹوں کے کپتانوں اور میجروں تک کو یہ علم نہ تھا کہ فلاں قسم کی جدید بندوق کی اتنی مار ہے۔ اور نشانہ کس طرح سے کیا جاتا ہے۔ اور یہ کہ توپخانے کی ضرورت کس وقت پیدا ہوتی ہے اور کس وقت رسالے کا استعمال موثر ہوتا ہے۔ یہ امور فن جنگ کی ابجد ہیں۔ مگر بیچارے ہسپانوی ان سے بھی بے خبر تھے۔ ایک اور نقص ملاحظہ ہو۔ یوں تو ہسپانوی فوج میں جبری خدمت ہے۔ مگر اس قاعدے سے بچنے کے لئے جو جو عذر اور حیلے اہل ہسپانیہ تراشتے رہتے ہیں وہ ان کے تخیل کی تیزی کا ثبوت ہیں نہ کہ ان کی حس حب الوطنی کا۔ کھاتے پیتے متوسط طبقہ کا تو شاید ہی کوئی فرد ہوگا جو ساٹھ پونڈ دیکر فوجی خدمت سے سبکدوشی حاصل نہ کرے۔ اس کا بدنتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ پلٹنوں کی صفوں کو بھرنے کے لئے غریبوں کی پکڑ دھکڑ ہوتی ہے جو نہایت بددلی سے ملکی فوج میں داخل ہوتے ہیں اور جیلخانے کے قیدی کی طرح میعاد خدمت کے خاتمے پر خدا کا شکر بجا لاتے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔ ہاں گاہے گاہے بعض اہل ثروت زرِ بدل بھی دے دیتے ہیں اور پھر بھرتی بھی ہو جاتے ہیں مگر یہ امثلہ مستثنیات ہی سے ہیں اور اس سے کلیہ کی تردید نہیں ہوتی۔ برخلاف اس کے ملکی خدمتوں میں سے اگر کوئی خدمت ایسی ہے۔ جس کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا اور جس سے جذبۂ حب الوطنی کا بہترین ثبوت ملتا ہے۔ تو وہ جنگی خدمت ہے۔ خود انگلستان۔ جرمنی اور فرانس کے عساکر کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ وہ کونسا انگریز۔ جرمن یا فرانسیسی ہوگا جو فوجی وردی پہن کر نہ اتراتا ہو اور ملک اور قوم کے تحفظ ناموس کی خاطر جان تک

Marfat.com

دے دینا فخر نہ سمجھتا ہو۔ اور پھر شاید ترکوں اور ان کے محکمہ جنگ کے قواعد و ضوابط کی تو اور کوئی مثال ہی موجود نہیں۔ ترک سپاہی اور افسر لڑتے ہیں۔ تکلیفیں برداشت کرتے ہیں فاقے کرتے ہیں اور جانیں دیتے ہیں۔ وہاں نہ تنخواہ کا سوال ہے نہ بھتے کا قصہ۔ تو گویا ہسپانیہ میں یہ ایک شدید کمی ہے کہ ملک سے حب الوطنی مفقود ہے اور لوگ خوشی سے میدان جنگ میں نہیں جاتے۔ جنگی مصارف کے متعلق حساب پڑتال کا نہ ہونا اہل ہسپانیہ کی ایک اور لعنت ہے قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایک "کمپنی" کی تنخواہ اس کے کپتان کو دے دی جاتی ہے۔ اور اس امر کا کوئی قرار واقعی انتظام موجود نہیں کہ آیا کپتان وہ تنخواہ اپنے ماتحتوں میں تقسیم بھی کرتا ہے یا نہیں اور اگر کرتا ہے تو کس حساب سے کرتا ہے اور ایک وقت میں اس کی "کمپنی" میں کتنے جوان موجود ہوتے ہیں۔ راشن کی خرید و فروخت بھی افسروں کے ذمے ہوتی ہے۔ یہ واضح رہے کہ اہل ہسپانیہ کوئی بہت بڑے دیانت دار اور فرض شناس نہیں۔ افسر اور حکام بد دیانتی کرتے ہیں اور کھلے بندوں بد دیانتی کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سپاہی بھوکے مرتے ہیں اور افسر صاحبان مزے اڑاتے ہیں۔ ہر ایک سپاہی کو روز فوجی بسکٹ اور ٹین کا گوشت ملتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر فوج کسی بستی کے قریب ہے تو افسر چاولوں کا دلیہ بھی دیتے ہیں۔ شراب اور سگرٹ سپاہیوں کو اپنی گرہ سے خریدنے ہوتے ہیں۔ مگر ان کی تنخواہ اس قدر قلیل ہے کہ وہ بیچارے ان کو خرید ہی نہیں سکتے اور بسا اوقات افسر چاولوں کا دلیہ بھی نہیں دیتے۔ صرف خشک گوشت اور فوجی بسکٹ جو نرم کرنے کے لئے پانی میں بھگو لئے جاتے ہیں سپاہیوں کے انتظام خورد و نوش میں پلٹنوں کے سارجنٹوں کو بہت حد تک دخل حاصل ہے اور افسر بالادست بالعموم ادنیٰ سپاہیوں کی شکایات نہیں سنتے۔ ایک انگریز

Marfat.com

مسمی لفٹنٹ گبز ہسپانوی سپاہ میں بھرتی ہوا اور میدان جنگ میں گیا۔ جو انکشافات اس نے ہسپانوی فوج کے بیان کئے ہیں۔ ان سے شکستِ رلیف کا اٹل ہونا آسان نظر آتا ہے۔ ہسپانوی سارجنٹ لفٹنٹ گبز کہتا ہے۔ نہایت بے رحم شخص ہے اسے اپنے جوانوں کی صحت یا آرام سے واسطہ نہیں اور یہ سارجنٹ یہاں تک خودسر ہوتے ہیں کہ پریٹ پر افسروں کے بعد آتے ہیں۔ اور بعض اپنے ساتھ ایک سپاہی لاتے ہیں جس کے کوٹ کی جیب میں ان کی بیر کی بوتل پڑی رہتی ہے۔ فوج میں چوری کی شکایت اس کثرت سے ہے کہ سپاہیوں کے کمبل کوٹ حتّٰے کہ بندوق تک کا چوری ہوجانا معمولی بات ہوگئی ہے۔ اور کوئی شخص اس پر تعجب نہیں کرتا۔ ایک مرتبہ اسی لفٹنٹ گبز کی اپنی بندوق جاتی رہی۔ اس نے اپنے افسر بالادست سے شکایت کی۔ اور اسے فوراً دوسری بندوق دے دی گئی۔ اور کسی نے اس سے یہ نہ پوچھا کہ تمہاری پہلی بندوق کیا ہوئی۔ حالانکہ اگر یہی واقعہ کسی اور فوج میں ہوتا تو ہتھیار کھونے والے سپاہی کو لینے کے دینے پڑجاتے +

ہسپانوی سپاہیوں کی عدم پابندی احکام کی کوئی اور مثال ہوگی۔ جس کی حیرت انگیزی پر شبہ کیا جاسکے۔ لفٹنٹ گبز کہتا ہے۔ خود میں نے چند ہسپانوی سپاہیوں کو دیکھا جو چند اہل رلیف کے ساتھ جو ان کے دشمن تھے۔ میدان جنگ میں ایک جنگل کی آڑ میں بندوقوں کی گولیوں کے عوض انگور "خرید" رہے تھے۔ اور بعض اوقات یہ بھی سنا گیا ہے۔ کہ سپاہیوں نے جان بچانے کے لئے یا کھانے پینے کا سامان حاصل کرنے کے لئے اپنی بندوقوں تک کو عربانِ قبائل کے ہاتھ بیچ ڈالا +

فصل چہارم ہسپانوی فوج کے شعبوں کی تنظیم

ہسپانوی فوج کی پلٹن میں چار کمپنیاں ہوتی ہیں بحالت جنگ دو کمپنیاں آگے بڑھتی ہیں۔ اور دو بطور احتیاط پیچھے رہتی ہیں۔ بالعموم تین کمپنیاں گولیوں کی مار میں آجاتی ہیں۔ اور بعض وقعہ جب کہ میدان کا سامنا پھیلا ہوا ہو تو ساری کی ساری پلٹن نکل کر لڑتی ہے۔ پلٹن کی لڑائی میں سپاہیوں کا کھل کر مگر ایک قطار میں رہ کر لڑنا اچھا سمجھا جاتا ہے۔ مگر ہسپانوی پلٹن بعض اوقات جھتے بن کر دائیں اور بائیں ہو کر ٹیڑھی بڑھتی ہیں۔ یہ جرمن طریقہ ہے۔ اور صرف اس وقت ضروری ہوتا ہے جب کہ دشمن کے پاس توپ خانہ ہو۔ مگر اہل ریف کے پاس کافی توپ خانہ کبھی بھی نہیں ہوا۔ اور ان کی چند توپیں جو ہسپانوی فوج سے چھینی ہوئی تھیں۔ گولوں کی قلت کے سبب بے کار رہتی تھیں۔ ہسپانوی پلٹن خندقوں کے بنانے میں بڑی سست واقعہ ہوئی ہے۔ جب کبھی انہیں آڑ لیتے اور محاذ میں مٹی کے پشتے باندھنے کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے پھاوڑوں اور کدالوں کو اس وقت ہاتھ لگایا۔ جب کہ دشمن کی طرف سے حملے کا خطرہ دور ہو چکا تھا تو گویا ہر لڑائی کے بعد ہسپانویوں نے پورے چھ گھنٹوں کے بعد حفاظت کی تدبیر کی۔ لڑائی کے دوران میں سپاہیوں اور افسروں کی کوشش اس امر کے لئے وقف ہونی چاہیئے۔ کہ گولی بارود نہایت کفائت شعاری سے استعمال ہو۔ ہسپانوی فوج کا رویہ اس اصول کے بالکل مخالف ہے۔ نہ صرف سپاہیوں۔ بلکہ افسروں کی یہ

Marfat.com

کوشش ہوتی ہے کہ خواہ دشمن کو اس سے نقصان پہنچے یا نہ پہنچے۔ مگر جتنے کارتوس
چل سکیں چلائے جائیں۔ ۶ ستمبر ۱۹۰۹ء کی لڑائی میں ہسپانوی شاہی پلٹن کے
جوانوں نے ایک گھنٹے کے اندر پندرہ ہزار کارتوس چلا ڈالے۔ اور چونکہ
صرف ننانوے سپاہی صفِ آتشین میں تھے تو اس حساب سے فی کس
۱۵۰ کارتوس خرچ ہوئے۔ اسی طرح یہ کہ اہل رلیف گولی کی زد سے بالکل باہر
تھے۔ اور افسروں کو اتنا خیال نہ آیا۔ کہ رفل کی گولی کی مار نہایت محدود ہے
اس لڑائی میں ہر ایک سپاہی کے پاس ۱۵۰ کارتوس تھے جو ایک گھنٹے میں
صرف ہو گئے۔ اور مزید کارتوسوں سے لدے ہوئے خچر ابھی مرکزی ذخیرے
روانہ بھی نہ ہوئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا جب ہسپانوی پلٹن نے گولیاں چلانی
بند کر دیں تو عربوں نے مدافعانہ حملہ کیا اور ہسپانوی خندقوں کے قریب پہنچ کر
سخت نقصان پہنچایا۔ علاوہ بریں ہسپانوی پلٹن کے سپاہی بندوقوں کی
صفائی کو ضروری نہیں سمجھتے اور جب کئی ایک ہفتوں کی جنگ کے بعد وہ
اپنے اصلی مقام یا محفوظ جائے آرام میں پہنچتے ہیں تو سیسے کے کیچڑ سے بندوقوں
کی نالیاں اٹی ہوتی ہیں۔ اب اگر ان غلیظ بندوقوں کو اچھی طرح سے صاف نہ
کر لیا جائے تو گولیاں جو کئی سو گز تک مار رکھتی ہیں مشکل سے ایک سو گز کی
مار کرتی ہیں جو میدانِ جنگ میں کچھ بھی نہیں۔ ہسپانوی فوج کی وردی ایک اور
تماشہ ہے۔ خاکی زین تو خیر استعمال ہونی چاہیئے مگر ہر ایک سپاہی کو صرف
ایک جوڑہ ملتا ہے جو سنگلاخ میدان کی رگڑوں سے جلد پھٹ جاتا ہے۔
اور چند ہفتوں کی لڑائی کے بعد سپاہ کی وہ حالت ہو جاتی ہے کہ گویا ان کے
تن پر کپڑا ہی نہیں۔ افریقہ شمالی کی شدید گرمی کے باوجود سپاہیوں کو معمولی ٹوپیاں
دی جاتی ہیں۔ جن کا چھجا نہیں ہوتا۔ گذشتہ جنگ میں حکومت ہسپانیہ نے

ہندوستان کے گوروں کی ٹوپیاں خریدیں جو بسا اوقات پرانی اور بوسیدہ ہوتی تھیں۔

بحالت آرام فوجی حفاظت کا انتظام نہایت بھدا ہے۔ خندقوں اور مرکزی ذخیروں کے درمیانی فاصلے پر کوئی پہرہ نہیں ہوتا اور اگر رات کے وقت ایک سو عرب نکل کر اس علاقے پر قبضہ کرلیں تو ہراول اور عقب کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے +

رسالے کی حالت بہتر نہیں۔ ہر ایک ڈویژن کے ساتھ صرف تین دستے یعنی ۳۳۰ سوار ہوتے ہیں۔ اور جن کے لئے یہ ضروری نہیں کہ خندق نشین فوج کے سامنے کے علاقے میں بڑھ کر دشمن کی پناہ گاہوں کا پتہ لگائیں فوج کے اقدام کے وقت بالخصوص جبکہ پلٹنوں کا گذر کھلے میدان میں سے ہو رسالے کو خواہ مخواہ نمایاں رکھا جاتا ہے۔ ہسپانوی افسر سواروں کا گھوڑوں سے اُتر کر بندوقوں سے حملہ آور ہونا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اس طریق میں بھی بعض خوبیاں ہیں مگر موقعہ کے وقت نیزہ و سواروں کا نیزوں سمیت تیار رہنا اشد ضروری ہے ہسپانوی زین بہت بھاری ہوتی ہے اور سامنے کی جیبوں میں بہت وزنی چیزیں ڈالی جاتی ہیں جس سے گھوڑوں کے اگلی ٹانگوں پر غیر ضروری بوجھ پڑتا ہے رسالے کی بندوق ۱۸۹۵ء کی "ماؤزر" رفل ہے۔ اور سواروں کی تلواریں سیدھی اور لوکدار ہیں اور چونکہ ان کی فولاد میں لچک زیادہ ہے۔ کئی موقعوں پر وار کے وقت وہ سخت چیزوں پر پڑنے سے ٹوٹ گئیں۔ ہسپانوی رسالے کے گھوڑے مضبوط اور اچھے قد کے ہوتے ہیں اور ہسپانوی سپاہی ان کی نگہداشت اچھی طرح کرتے ہیں مگر اردلیوں اور پیغامبروں اور افسروں کو چپانی زین اور بازاروں میں خواہ مخواہ گھوڑے کداتے پھرنے کی لت ہے شاید اس سے اظہار شکوہ مقصود ہو +

ہسپانوی توپخانہ کافی اور پہاڑی جنگ کے لئے موزوں ہے۔ مگر گولہ انداز مہارت نہیں رکھتے کوہستانی توپخانے کی زد ۱۲۰۰ گز تک ہے۔ اور فی توپ ۱۰۰ گولے گاڑیوں پر لدے ہوئے توپخانے کے ساتھ رہتے ہیں۔ میدانی اور کوہستانی توپخانے کے شل ایک ہی ہیں۔ شرپنل کا استعمال نہایت طفلانہ ہے اور لبسا اوقات گولے زمین ہی پر پھٹ کر رہ جاتے ہیں۔ اور کئی ایک موقعوں پر توپ کے آگے آگے بڑھنے والی پلٹن کے دس دس بیس بیس جوان اپنے توپخانے کے گولوں کا شکار ہو گئے۔ چونکہ عربانِ رلیف کے پاس توپخانہ کافی موجود نہیں اس لئے یہ جائز تھا کہ ایک فیاض اور عالی حوصلہ دشمن کی حیثیت سے ہسپانوی فوج رلیف میں توپخانہ نہ لے جاتی۔ مگر نہ صرف توپخانہ استعمال کیا جاتا ہے بلکہ "ڈم ڈم" گولیاں اور زہریلے بمب چلائے جاتے ہیں۔ اور مجاہدین رلیف کو چھوڑ کر میدان جنگ کے عقب میں غیر مصافی آبادی پر وہ وہ ستم ڈھائے جاتے ہیں جن کا بیان اپنی جگہ پر وارد ہے۔

ہر ایک فوج کا نظام خواہ پیادہ سپاہ۔ خواہ رسالے یا توپخانے کے متعلق ہو اس فوج کے افسروں کی حکمت علی کا مظہر ہوتا ہے۔ اور جب ان میں سے کسی ایک شعبہ کو فخر کمال حاصل نہیں تو ہسپانوی جنرل اسٹاف کے افسروں سے امید رکھنی کہ وہ دوسرے افسروں سے کسی طرح مختلف یا قابل تر نکلیں امید موہوم ہوگی۔ ہسپانوی فوج کے میدانی ذرائعہ پیغام رسانی بڑے ابتدائی سے ہیں۔ آفتاب کی تیز روشنی کے سبب شیشے اور جھنڈیوں کے اشاروں سے پیغام رسانی کیجاتی ہے۔ اور اس وسیلے پر اسقدر بھروسہ کیا جاتا کہ کسی جنرل کو یہ کبھی خیال پیدا نہیں ہوا۔ کہ لڑائی کے بعد ہیڈ کوارٹر میں اس لڑائی کی مفصل کیفیت لکھ کر بھی بھیج دے۔ اور ۱۹۰۹ء کی جنگ میں جنگی نامہ نگاروں نے سپہ سالار کے سامنے

Marfat.com

ایک لڑائی کے دو دن بعد ہسپانوی فوج کی کارگذاری کی تفصیل بیان کی اور جنرل میرینا marina کو سن کر تعجب ہوا کیونکہ اس کے قبل کوئی اطلاع اس کے پاس لڑائی کے متعلق نہ پہنچی تھی۔ سٹاف کے افسروں نے اس بات کی کبھی پرواہ نہیں کی کہ مرکزی ذخیرے کی تعداد۔ مقتولوں اور مریضوں کے نام و نشان و دشمن کی طاقت۔ اور باربرداری کے وسایل کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں یا ان کو فراہم کر کے رپورٹ تیار کریں۔ میدانی سُراغ رسانی اور جاسوسی کا تو محکمہ ہی نہیں اور صرف وہ لوگ جو بانی ریف کے دشمن ہیں اور ہسپانوی افسروں کو جھوٹی سچی خبریں پہنچا دیا کرتے ہیں۔ میدان جنگ کے نقشے یا جغرافی حدود کا کسی کو علم نہیں۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہسپانوی "دنیت اور لیوریت" کا ہو گا کہ بندرگاہ ملیلا پر چار سو سال کے طویل قبضہ کے باوجود اس محدود سے مقام کے حدود کا کوئی نقشہ ہسپانوی افسروں کے پاس موجود نہیں۔ ہسپانوی افسروں کا باہمی ربط و ضبط معمولی ہے اور ان میں ایک بُری عادت یہ ہے کہ ایک دوسرے کی نکتہ چینی اور افسروں کے احکام کی عیب جوئی سے باز نہیں رہتے۔

ہسپانوی فوج کا صیغہ حفظان صحت بھی مثل دیگر صیغہ جات کس مپرسی کی حالت میں ہے۔ تازہ پانی مہیا کرنے کا انتظام قابل اعتراض ہے جس کی وجہ سے سپاہیوں کو کھاری یا نیم کھاری پانی پینا پڑتا ہے۔ اور فی پلٹن ۴۰ سے ۵۰ سپاہی میدانی ہسپتالوں میں پڑے رہتے ہیں۔ میدانی چشموں کی نگرانی نہیں کیجاتی اور جونہی فوج ڈیرہ ڈالتی ہے۔ پانی کے چاہات پر وہ ہجوم ہوتا ہے۔ کہ سپاہی پانی کو کثیف کر دیتے ہیں۔ اور جب اس مقام سے کوچ کرتے ہیں تو اس چشمے یا چاہ کو برباد کر جاتے ہیں۔ ان بیوقوفوں کو یہ معلوم نہیں کہ واپسی کے وقت ان کو انہیں مقامات میں سے ہو کر گذرنا پڑیگا۔ اور پھر پانی کی قلت

Marfat.com

تنگ کریگی ۔

ہسپانوی فوج کے پاس متعدد بیلون اور طیارے ہیں مگر ان کی کارگذاری کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم نہیں کی جاسکتی جبکہ مجاہدین رلیف کے پاس یہ ہتھیار موجود نہیں۔ ہاں طیاروں کے استعمال سے ہسپانویوں نے اپنے آپ کو متمدن انسان نہیں بلکہ وحشی درندے ہونا ثابت کیا ہے۔ پھر بھی مجاہدین نے اپنی بندوقوں سے دو طیاروں کو بے کار کرکے گرالیا ۔

ہسپانوی عساکر کے مختلف اور متعدد شعبوں کے مندرجہ بالا احوال سے اتنا تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ گو نام کو ہسپانوی یورپین ہیں مگر ان کے پاس سوائے یورپ میں پیدا ہونے کے اور کوئی سند انسانیت نہیں۔ سپاہ ہے تو بد نظم۔ سپاہی ہیں تو بیدل۔ ساز و سامان تو خراب اور اناڑی طریق پر استعمال کیا ہوا اور نتائج ظاہر ہے نہایت ہی غیر خوش آیند پیدا ہوئے ہیں۔ اس کے دو زبردست وجوہات ہیں۔ اول ہسپانیہ کا ایک ایسے ملک پر قبضہ کرلینے کا اعادہ کرنا جو ہسپانیہ کا حصہ نہیں ہے جس کے افراد نسلاً مخلوط عرب ہیں۔ اور مذہباً مسلمان۔ جو ہسپانوی تہذیب و تمدن کے کرشمے آئے دن اپنے ملک اور ہمسایہ ملکوں میں دیکھتے رہتے ہیں اور اس سے متنفر اور بیزار ہیں۔ جو حریت اور غیرت کے مجسم پتلے ہیں۔ اس کے مقابل ہسپانویوں کے پاس کیا ہے۔ فوج ہے تو حب الوطنی سے عاری اور بے غیرت۔ طریق جنگ ہے تو انسانیت سے گرا ہوا اور اسپر دعوے یہ کہ مجاہدین رلیف کو تہذیب و انسانیت سکھلائینگے۔ ایسا نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ گذشتہ ۴ سال سے سرزمین اناطولیہ میں بھی اسی قسم کے واقعات اور حالات کا دور دورہ رہا۔ مگر حمیت ملی اور غیرت وطن سے چور مسلمان جانبازوں کے سامنے اہل یونان کی کچھ پیش نہ گئی اور اہل ہسپانیہ کی کچھ

پیش نہ جائیگی۔ اور ان کی بہتری اسی میں ہوگی کہ وہ اہلِ ریف کو اپنے حال پر چھوڑ کر پہلے خود اپنے ابنائے وطن کی خبر لیں اور مہذب اور متمدن بنائیں+

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

Marfat.com

Marfat.com

جمعیت اسلامیہ ریف کا پہلا مکتوب

الحمد لله وحده — وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم تسليما

إخواننا المسلمين الهنود والعرب والمصريين وجميع الأتراك. وكافة المسلمين
بالمشرق سلام الله عليكم ورحمته وبركاته وبعد فمن ريفنا جناح [illegible]
صفحكم لأعتابكم الشريفة عسى كم تتفضلوا لنا كي تجمعوا كلمتكم إذ
نحن إخوة وإن صرحت بيننا العاطفة جل من قائل إنما المؤمنون
إخوة ونحن نفتخر بأخوتكم ونستغيث بعطفكم والرابطة لكل مسلم
تبعث عليه اسم الإسلام في غربة الوجود [illegible]
فها نحن جماعة الإسلامية الجمهورية في الريف لازلنا على العهد
منتظرون الفرج من الله ولا نزال نوجه على وطننا العزيز [illegible] الإسبان
حتى لا نعتر منا بالقبة وهذه دولة الإسبانيون سلطوا علينا مدافعهم
الكبيرة وطياراتهم الفتاكة وأنواع البلاء يقتلون الرجال والأطفال
ويهتكون الحرمات ويستعملون الفساد ويخربون المساجد والدور
ويرتكبوا كل المنكرات ولا أحد يمنعهم عن هذه الأفعال الشنيعة
فعلى هذا وبسبب هذا رجعنا لجنابكم إخواننا مسلمون الهنود وغيرهم
من سكان الشرق بتشكيتنا لترجعوا لما اقتضى نظركم وهل
نحن نتمنى إرسال وفد لحضرتكم لاكن تعطلت [illegible] الطريق
المواصلة تعطلت من المساعد على ذلك وإننا لا نريد
إلا الحرية الإسلامية ونكون نحن الحكام في بلادنا ومن أراد التجارة
في بلادنا من الدول مرحبا به كما في تجلب التجارة في بلادهم [illegible]

"بشارة للإسلام"

نصرنا الله في هاته الأيام على دولة الإسبان وقتلنا الجنرال
سلبستر والغنائم لا تعد ونحن على باب مليلية [illegible]
والعاقبة للمتقين وسنحاربها كل طامع على جمهور الجزائر
إن شاء الله [illegible]

اعلموا إخواننا أن هذا الكلام "الجمعية الإسلامية الجمهورية"
هم العلماء بها على مقتضى الشريعة المحمدية [illegible]
حاصله إخواننا لا تنسوا أننا إخوانكم ولا تنسونا من بالكم ولا تأخروا
علينا [illegible] ولا تغيبوا علينا [illegible] وعليكم السلام
ورحمة الله وبركاته في [illegible] القعدة الحرام عام 1339

كتبه المذنب عبد الكريم بن [illegible] بإذن جمعية الإسلامية
الجمهورية [illegible]

علينا

"نصر من الله وفتح قريب"

جمعیت اسلامیہ محمدیہ کے مکتوب کا ترجمہ

الحمد وحدہٗ وصلی اللہ علے سیدنا محمد والہ واصحابہ وسلم تسلیما۔

اے برادرانِ اسلامی ہندی چینی شامی ترکی اور بلاد شرقی کے مسلمانوں اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ اسوقت ہمارے گھروں پر ایک مصیبت وارد ہے جو ہمیں توڑے ڈالتی ہے۔ ہم سب ایکدوسرے کے بھائی ہیں اور اس قول اظہر کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں کل مومن اخوۃٌ۔ اور ہم تمہاری برادری کی خواہش رکھتے ہیں اور تم سے استعانت کے طلبگار ہیں اور اسلامی جھنڈے کو تمام پکڑے ہوئے ہیں اور یہ بہتری جو ہے۔

ہم جمعیت اسلامیہ محمدیہ ہیں اور اپنے اقرار کے پکے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے کشائش کے منتظر ہیں۔ اور ہم ہمیشہ اپنے وطن عزیز اور اسلام کی محبت پر قائم رہینگے یہانتک کہ ہم سے کوئی باقی نہ رہے۔ ہم پر سلطنت ہسپانیہ نے اپنے عساکر اور طیارے اور طرح طرح کی بلائیں مسلط کیں مردوں اور بچوں کو قتل کرتے ہیں اور ہتک عزت کرتے ہیں اور ہماری عورتوں کی بےحرمتی کرتے ہیں۔ اور مسجدوں اور گھروں کو تباہ کرتے ہیں ہماری فصلوں کو کھا گئے ہیں اور کوئی شخص انکو ان بُری باتوں سے منع نہیں کرتا پس اس لئے ہمنے آپکی طرف رجوع کیا۔ اے ہندوستان وغیرہ کے مسلمان بھائیو اور وہ جو لندن میں رہتے ہو۔ ہم تمہاری طرف رجوع کرتے ہیں اور اپنا ایک وفد آپ کی خدمت میں بھیجنا چاہتے ہیں لیکن آپ شاید کامل مدد نہ کرسکیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہماری اسلامی حریت برقرار رہے۔ اور ہم آپ کے ملکوں کے تاجروں سے لین دین کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم ان کو خوش آمدید کہیں۔

مسلمانوں کے لئے خوشخبری

خدا ہماری مدد کرے ہم نے جنرل سلوسٹر کو قتل کردیا ہے۔ اور لاتعداد ہسپانوی عسکر کو قید کیا ہے۔ اور اب ہم ملیلہ کے دروازے پر پہنچ گئے ہیں اور خدا سے مدد چاہنے والوں کے لئے عافیت ہے۔ ان تمام باتوں کو جرائد میں شائع کردیجئے۔ اور اے مسلمین آپکو معلوم ہو کہ ہماری جمعیت اسلامیہ محمدیہ کے ارکین شریعت محمدؐ پر چلنے والے ہیں حاصل کلام ہم تمہارے بھائی ہیں ہمیں نہ بھولو اور ہمارے خلاف ہمارے مدمقابل کو مدد نہ دو۔ آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمت۔

کتبہٗ المذنب عبدالکریم بن الحاج علی البقیوی باذن جمعیتہ اسلامیہ ریف۔

Marfat.com

باب پنجم

جنگ ہسپانیہ و ریف

فصل اول جنگ ہسپانیہ و ریف از ۱۹۰۹ء لغایت ۱۹۲۰ء

الجزیرہ کانفرنس کے اختتام پر میثاقِ الجزیرہ قرار پایا۔ اور اس عہدنامے کے رو سے فرانس کے مراقشی حقوق تسلیم کئے گئے۔ اور دوسری طرف ہسپانیہ کو نیم سیادت ریف کا اختیار دیا گیا۔ گو کہ سدی امیر محمد بن عبدالکریم نے ابھی وہ شہرت حاصل نہ کی تھی۔ جو ان کو اب حاصل ہے۔ مگر عربان ریف نے اپنے قائدوں کے ماتحت جابجا مجلس شوریٰ منعقد کیں۔ اور ہسپانیہ کے ریفی دعووں کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ انہوں نے یہ قرار دیا۔ کہ مولائے مغرب یعنی سلطان مراقش کو جس کی سلطنت کا ریف ایک نیم آزاد صوبہ تھا۔ اب اہلِ ریف پر کوئی اختیار نہیں۔ اور چونکہ وہ اہل ریف کی حفاظت کرنے سے معذور ہے۔ اس لئے اسے ہمارے ملک کی سیاسی مصلحتوں کے متعلق اجنبی طاقتوں کے ساتھ سمجھوتے کرنے کا بھی حق نہیں۔ حکومت ہسپانیہ نے میثاق الجزیرہ کی ریفی دفعات کو عملی صورت دینے کے لئے ریف پر فوج کشی کا تہیہ کیا۔ اور گو بوجہ عام شورش

مجاهدين مراقش

صفحه ۷۸

سيدي عبدالكريم مرحوم   سيدي محمد بن عبدالكريم
والد امير محمد بن عبدالكريم

Marfat.com

اور عدم دلچسپی ملک جنگی تیاری میں بہت دیر لگی مگر پھر بھی ۱۹۰۹ء کے آخری حصہ گرما میں ایک لشکر جرار راس ملیلا کے دہانے پر پہنچ گیا۔ ملیلا کا شہر فی الحقیقت شہر نہیں حصار ملیلہ ہے جو سمندر کے کنارے ایک بلندی پر واقعہ ہے اور اس کے قرب وجوار میں بنے ہوئے مکانوں کو ملا کر شہر ملیلا کہتے ہیں۔ گذشتہ ۵۰ سال سے جب سے ہسپانوی دندان آز صوبہ رلیف کی تسخیر کے لیے تیز ہونا شروع ہوئے ہیں اس مختصر شہر کو کافی وسعت دی جا چکی ہے۔ علاوہ ایوان حکومت کے ایک گرجا ایک تھئیٹر۔ کلب گھر اور قلعے کے سامنے فاصلے پر ہسپانوی چھاؤنی کی بارکیں بنائی گئی ہیں۔ علاوہ اس کے ایک باغ ہے۔ اور چند اعلےٰ دکانوں اور ہوٹل کو ملا کر ملیلا اب محض سمندری بستی نہیں رہا جو وہ پہلے تھا۔ اس قصبہ کے گرد وا گرد کئی میلوں تک قلعوں اور دمدموں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ جن کی وجہ سے ہسپانوی لشکر کشی کا ابتدائی مقام مجاہدین رلیف کی دستبرد سے قریب قریب بالکل محفوظ ہے۔ جنگ کے عام سیاسی اسباب میں سے جن پر بحث ہو چکی ہے۔ ایک سبب یہ بھی ہے کہ علاقہ ضلوان میں بعض منفعت خیز معدنیات ہیں۔ ملیلا اور ضلوان کا فاصلہ کوئی ۱۴ میل ہوگا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ساحل اور میدان ضلوان کے درمیان ایک دیوار سنگ بشکل جبل قرو واقعہ ہے۔ اہل ہسپانیہ نے ملیلا سے پلازا تک جبل ضلوان کی سمت میں ایک چھوٹی پٹری کی ریل بھی بنائی جو صرف چند میلوں تک جا سکی اور محمد بو حمارا اور الروغی سے جنہوں نے سلطان عبدالعزیز مولائے مراکش کے عہد میں رلیفی آزادی کے لیے بغاوت کی ان معدنیات سے حلب منفعت حاصل کرنے کا وثیقہ لکھوا لیا۔ مگر

مولائے مراکش نے نہ بوحمارا اور الروغی کے دعاوی کو تسلیم کیا اور نہ اہل سپین کے وثیقوں کی پرواہ کی۔ مگر ہسپانویوں نے ریل کی تعمیر جاری رکھی۔ ۱۹۰۹ء کے وسط تک اہل ریف خاموش رہے۔ مگر ریل کی تعمیر سے خائف ہو کر ریف کاریگروں نے لائین پر کام کرنا چھوڑ دیا اور ایک رات ہسپانوی ریل کے عملے پر حملہ کر دیا۔ جنرل یوسف میرینا ہسپانوی فوج کا کمیدان اور بندر ملیلا کا گورنر تھا۔ اُسنے فوراً اس حملہ کی مدافعت کرنا چاہی۔ اور ۳ ہزار آدمیوں کی طاقت سے عربان ریف کے خلاف پہلے صرف جنگی مظاہرے کا انتظام کیا چنانچہ ایسا کیا گیا۔ مگر ریفیوں کو اس کاروائی کا علم ہو چکا تھا۔ حدود ملیلا کے باہر ۳۰ مسلح ریفیوں کی جمیعت پہاڑوں کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گئی اور جونہی شام ہوئی گذر لشکر پر گولیوں کی باڑیں مارنی شروع کیں۔ جس سے ہسپانویوں کے ۵۰ آدمی کام آئے۔ اس اچانک حملے سے ہسپانویوں کو اپنے ودموں کی زد سے آگے نکلنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور جنرل ایماز Imaz جو مزید لشکر لے کر آ رہے تھے۔ کے انتظار میں ڈیرے ڈال دیئے۔ ۲۳ جولائی کو عربوں پر حملہ کیا گیا اور انہیں سدی موسےٰ اور سدی حامد کی درمیانی وادی تک مار کر نکال دیا گیا۔ ایک پلٹن کے پُرجوش جوان عربوں کے تعاقب میں اتنی دور نکل گئے کہ آدھے واپس ہی نہ آئے۔ مگر پھر بھی اس دن کے معرکے کو فتح کے نام سے تعبیر کیا گیا۔ اس زمانے میں جنرل پنٹوس Pintos کا بریگیڈ ملیلا پہنچا اور چونکہ عسکر ملیلا میدان کو جا چکا تھا۔ جنرل پنٹوس نے جو ایک نوجوان اور ناعاقبت اندیش افسر تھا جنرل میرینہ کے مقابلے پر ایک شاندار فتح کا ثبوت بہم پہنچانے کے لئے اپنے بریگیڈ کو العیلے کے قریہ پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا۔ بریگیڈ نے رات رات میں ۵ میل کا سفر کر کے صبح دس بجے تک ۷ میل کا اور درمیانی فاصلہ

Marfat.com

طے کرلیا اور دوپہر ہوتے ہی رفیقوں پر حملہ آور ہوئے۔ عرب قریب کی پہاڑیوں کے دروں کی طرف اُٹھ بھاگے۔ اور مدافعت کے لئے تیار ہو بیٹھے۔ ہسپانوی ان کے تعاقب میں دروں میں داخل ہوئے۔ مگر زمین کچھ ایسی خراب واقع ہوئی تھی کہ ہسپانوی قدم نہ جما سکے۔ عربوں نے محفوظ مقامات سے گولیوں کی بوچھاڑیں مارنی شروع کیں اور ماسوائے ۷ افسرانِ فوج و لصفت لشکر تقریباً ۵۰۰ جوان سارے کا سارا بریگیڈ میدان جنگ کی نذر ہوا ہسپانوی رپورٹیں نقصان جان ۳۰۰ کے قریب بتاتی تھیں۔ مگر "ٹائمز" لنڈن کا جنگی نامہ نگار جو ہسپانوی فوج کے ہمراہ تھا۔ بیان کرتا ہے۔ کہ ۵۰۰ مقتول کم ازکم اندازہ ہے۔ اور ۱۳۰۰ زخمی تو فوجی ہسپتالوں میں داخل ہو چکے تھے۔ جنرل پنٹوس کو خود گولی لگی جس سے وہ جانبر نہ ہوسکا۔ ہسپانوی عساکر ملیلا کو واپس آ گئے اور صرف ایک مختصر جماعت حدود کی حفاظت کے لئے میدان میں چھوڑی گئی۔ اور ایک لشکر جرار لیکر ندور۔ ضلوان اور سدی موسئے اور سدِ حامد کی تسخیر کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ بدقسمتی سے حدود قصبہ کی چوکیاں بڑی ردی اور غیر محفوظ تھیں۔ جس کے سبب ہر روز مقامی دستوں کی شامت آتی تھی۔ اور جوں جوں عام حملے کی تیاریاں ترقی پاتی رہیں مجاہدین ریف کی سرگرمیاں بھی بڑھتی گئیں۔ جنرل پنٹوس کی فاش ہزیمت اور آئے دن کی مار دھاڑ کی خبریں ہسپانیہ میں شایع ہونے لگیں اور رعایا میں جنگ کے خلاف سرگوشیاں شروع ہوئیں۔ اس بے دلی اور مایوسی کے اثرات کو دور کرنے کے لئے جنرل میرینہ نے ملیلا کے جوار میں تمیز شدہ حصہ ریل پر ہسپانوی فوج کی نقل وحرکت اور بے ضرر چاند ماری کی سینما تصویریں تیار کرائیں جو ہسپانیہ کے تھیٹروں میں دکھائی گئیں جس میں ہسپانوی لشکر کو شادان و فرحان قلعوں سے نکلتے ہوئے اور پہاڑوں پر چڑھتے ہوئے دکھایا گیا۔ مگر ملکی مخالفت اس سے

دب سی گئی کم نہیں ہوئی۔ سیدی حامد کے محاذ میں ہسپانوی لشکر نے ریت کی بوریوں کا ایک مورچہ تیار کیا اور ایک دستہ فوج کو اسکی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ تاکہ میدانی فوج کی نقل و حرکت کو دشمن کے حملوں سے بچائے۔ اس مورچے کے سامنے ۸۰ گز کے فاصلے ایک شکستہ فارم تھا۔ اور ہر روز علی الصبح چند عرب وادی ندور سے نکل کر اس شکستہ فارم کی آڑ میں بیٹھ جاتے تھے اور جونہی کسی ہسپانوی نے ریت کی بوریوں سے سر اوپر کیا۔ تو وہیں گولی ماردی۔ صرف اسی طرح سے اور کچھ نہیں تو پچاس ہسپانوی کام آئے۔

۲۴ اگست کو حملہ آور فوج کی تیاریاں ختم ہوئیں اور ہسپانوی لشکر سوق العربہ اور ضلوان پر حملہ کرنے کے لئے نکلا۔ درمیانی فاصلہ ۶ ۲ کیلو میٹر تھا۔ اور دھوپ شدت سے تھی۔ مگر سابقہ ہزیمتوں کی بدنامی کو مٹانے کے لئے ہسپانوی سپاہ نہایت استقلال سے مشکلات کا مقابلہ کرتی ہوئی آگے بڑھی۔ جنرل پنٹوس کی جگہ جنرل اکلیرا Eclera نے لے لی تھی۔ اور جنرل ہیریتہ بدستور سپہ سالار تھا ۲۷ اگست کو فوج نے میدان میں ڈیرہ لگایا۔ اور جونہی فوجی پادریوں نے تسبیحاں ہلاہلا کر دعائیں مانگنا شروع کیں تو ہسپانوی توپخانے نے سوق العربہ پر گولہ باری شروع کی۔ دھاوے کی پلٹنیں توپخانے کی حفاظت میں خندقوں سے نکل کر آگے بڑھیں۔ اور دن ڈوبنے سے پہلے سوق کی دیواروں کے نیچے پہنچ گئیں۔ اور رات کے لئے مقام کیا۔ گو میدانی فوج کی حفاظت کا کافی سامان تھا۔ مگر مجاہدین کب چین سے بیٹھنے والے تھے۔ انہوں نے سورج غروب ہوتے ہی نشانہ بازی شروع کی اور ساری رات ہسپانوی سپاہ کو بے خواب رکھا۔ اور پو پھٹنے سے پہلے فارم سے نکل گئے۔ صبح ہوتے ہی کھنڈر پر گولہ باری کی گئی۔ مگر اس میں رکھا ہی کیا تھا۔ آدھ گھنٹے میں شکستہ عمارت کی اینٹوں اور پتھروں کے ڈھیر لگ گئے

اور جب تلواریں سونت کر بہادر ہسپانوی آگے بڑھے تاکہ کسی بچے کھچے مجاہد کو تہ تیغ کریں تو سوائے جلی ہوئی لکڑیوں کے اور اس میں سے کچھ نہ نکلا۔ اسی دن مولا الشریف کے قریبی دیہہ پر حملے کا انتظام کیا گیا تاکہ قبدانہ کے قبیلے کو تقویت پہنچائی جائے جو ہسپانویوں کے ہوا خواہ کہے جاتے تھے۔ ہسپانوی لشکر اکرمان کی بستی سے بچتے ہوئے مولا الشریف کی طرف بڑھے کیونکہ اکرمان ریفی مجاہدین کا ایک مضبوط مقام تھا۔ سپاہی میدان میں چلے جا رہے تھے کہ اکرمان کی بستی میں سے ۳۰ عرب سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے رضلوان کی طرف ششدر ہسپانویوں کے عین سامنے سے ہو کر نکل گئے۔ پہلے تو یہ خیال ہوا کہ مولا الشریف کے لوگ ہیں۔ مگر زد سے نکل کر گھوڑے دوڑاتے ہوئے عشا سواروں نے ہسپانویوں پر بندوقیں ہوا میں اونچی کر کے ایک باڑ ماری۔ مولا الشریف کا فاصلہ صرف چھ کیلومیٹر تھا اور ڈیڑھ گھنٹے میں یہ بخوبی طے ہو گیا۔ گاؤں کے قریب پہنچنے پر اہل دیہہ نکل آئے اور ہسپانوی لشکر کا استقبال کیا۔ ان کے بچے بکریوں اور گایوں کے ریوڑوں سمیت سپاہیوں کی طرف آئے اور دودھ اور پنیر بیچنے لگے۔ اگر ہسپانوی دور اندیش ہوتے تو انہیں ان وطن فروش اور ہسپانیہ پرست عربوں کی دوستی کی قدر کرنی چاہیئے تھی۔ مگر بے وقوفوں نے دودھ پنیر حتیٰ کہ کئی ایک بکریوں کو گوشت کے لیئے لے لیا اور اس کے عوض ایک دمڑی بھی نہ دی۔ ۱۲ بجے کے قریب جنرل اکلیر امو سٹاف گاؤں میں آیا اور شیوخ سے پیمان دوستی باندھا اور ۱۲½ بجے کے قریب ان کی طرف سے مطمئن ہو کر واپس ہوا۔ جب ہسپانوی سپاہ مولا الشریف کی حدود سے نکل کر نصف کیلومیٹر تک جا چکی تھی تو اہل دیہہ نے لشکر کو گولیوں کا نشانہ بنانا شروع کیا۔ ہسپانوی سالار لوٹ کر اہل دیہہ کا مقابلہ کیا چاہتا ہی تھا۔ کہ ندور کی طرف ایک غبار اٹھا اور کم و بیش ۵۰۰ مجاہد اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے مولا الشریف کی طرف بڑھے

اور ہسپانویوں پر گولیوں کی بوچھاڑیں مارنا شروع کیں۔ ہسپانوی اگر حوصلہ مند ہوتے تو انہیں وہیں طرح جنگ ڈال دینی چاہیے تھی۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اور فوج نہایت سُرعت سے سوق العربہ کی خندقوں کی طرف لپکی اور عرب برابر ان کا تعقب کرتے رہے اور ان کے محفوظ مقامات تک انہیں ہٹا کر چھوڑا۔ ایک دفعہ واپسی میں شینڈرڈ توپوں سے مدافعت کرنے کا خیال پیدا ہوا اور توپیں کھول کر گولے بھی چلائے گئے مگر یا تو یہ گولے مجاہدین کے سر سے گذر کر ان کے عقب میں پھٹتے تھے۔ اور یا سامنے ۴۰۰ گز پر ہی رہ جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک گولہ توپ کے دہانے سے نکلتے ہی پھٹ گیا۔ اور جنرل اکلیزا جو گولہ اندازی کا امتحان کر رہا تھا۔ بال بال بچ گیا +

چونکہ مولا الشریف کے دھاوے کے وقت اکریان میں سے مجاہدین کا ایک حرکہ نکل کر کمک لانے کا سبب ہوا تھا۔ جنرل اکلیرا نے اکریان کو تسخیر کرنے کا قصد کیا۔ اور ۵ ستمبر ۱۹۰۹ء کی صبح کو ۲۰۰۰ سپاہیوں کا لشکر معہ توپوں کے اکریان کی طرف بڑھا۔ مخبروں نے اطلاع دی تھی۔ کہ اکریان میں مجاہدین کی جمعیت موجود ہے۔ مگر اس کی تصدیق علامات سے نہ ہوئی۔ کیونکہ ہسپانوی اکریان سے ۵۰۰ گز کے فاصلے پر جا پہنچے مگر مجاہدین کی طرف سے ایک گولی نہ آئی۔ مگر جونہی ہسپانوی دیہہ کی بیرونی حدود میں داخل ہوئے تو عربوں نے ایک باڑ ماری جس کی دو گولیاں رسالے کے جوانوں کو لگیں۔ ہسپانوی اگر چاہتے تو توپخانے کی مدد سے عربوں کو گاؤں سے نکال دیتے اور ان کا رسالہ کھلے میدان میں ان کا تعقب کرتا۔ مگر عربوں کی تعداد سے لاعلمی کے سبب ہسپانوی جنرل پر احتیاط کا پہلو غالب تھا۔ کامل ایک گھنٹہ بندوقی لڑائی میں صرف ہو گیا اور مجاہدین ایک ایک کرکے اکریان کے عقب سے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر غائب ہو گئے اور جب کچھ عرصہ کے بعد

Marfat.com

گاؤں پر قبضہ ہوا تو سوائے چند بکریوں اور مرغیوں کے فاتحین کے ہاتھ اور کچھ نہ آیا۔ گاؤں کو ڈینا مائیٹ سے اڑا دیا گیا اور ہسپانیہ کے اخبارات ہسپانوی عساکر کے اس حیرت انگیز کارنامے کے گیت کئی دن تک گاتے رہے۔ اس واقعہ کے چند دن بعد مولا الشریف پر بھی قبضہ ہو گیا اور ہسپانوی سالار نے سپاہیوں کی بدمعاملگی کا خیال رکھتے ہوئے اہلِ دیہہ کی سابقہ حرکت سے درگذر کیا۔ قصبہ پر ایک ہسپانوی دستہ مسلط کر دیا۔

اب بنی سقار کی باری آئی جس کی کھیتیاں حدود ملیلا تک آپہنچتی ہیں۔ یہ قریہ ملیلا سے ۵ میل کے فاصلے پر واقعہ ہے اور گو بظاہر اہل قریہ ہسپانویوں کے ہواخواہ نظر آتے تھے۔ مگر بار ہا ان کی طرف سے مجاہدین کی اعانت کا ثبوت ملتا رہا اس مہم کی ابتدا یوں ہوئی۔ ملیلا چھاؤنی کے چند افسر جو میدانِ جنگ کی زندگی سے بیزار ہو چکے تھے صنفِ نازک کی سوسائٹی کے متمنی ہوئے اور ملیلا کے چند بدمعاشوں کی مدد سے بنی سقار کی بعض عورتوں سے ساز باز کرنے کے لئے علی الصبح حدود دیہہ کی طرف روانہ ہوئے۔ سارا دن ایک باغ میں صرف کیا اور سرِ شام گاؤں میں داخل ہوئے۔ داخل ہوتے ہی اہلِ دیہہ نے ان کو پکڑ لیا۔ اور ان کے کپڑے اتار کر ننگا کر کے انہیں ملیلا کی طرف واپس روانہ کر دیا۔ حاکم ملیلا کے کانوں تک یہ خبر جا پہنچی جس نے قائد سقار کو پیغام بھیجا کہ وہ مع شیوخ کے آکر اس حرکت کی معافی مانگے۔ شیوخ نے اس کی تعمیل سے انکار کیا۔ اور ہسپانوی سپہ سالار علاقے کی گوشمالی کے لئے تیار ہوا۔ پہاڑی توپخانے نے ملیلا سے نکل کر بنی سقار سے ... اگز کے فاصلے سے گولہ پھینکا۔ گولہ پھٹتے ہی عورتیں اور بچے گاؤں میں سے نکلے اور نہائیت سراسیمگی کی حالت میں ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ ہسپانوی سواروں نے گاؤں کے عقب پر قبضہ کر لیا اور اور فرار ہونے کے راستے بند کر دیئے۔

Marfat.com

طفل وزن بلبلا کی طرف اُٹھ بھاگے اور عرب مجاہدین مکانوں کی چھتوں پر سے گولیاں چلاتے رہے۔ آخر ہسپانوی پلٹنیں بڑھیں اور گاؤں پر قبضہ ہوگیا۔ متعدد شیوخ کو گولی ماردی گئی اور باقی ماندہ اہل دیہہ نے اطاعت قبول کرلی۔

سیدی موسےٰ۔ سیدی حامد۔ مولا الشریف۔ سوق العربہ۔ اکربان اور بنی سقار کی تسخیر کے بعد ضلوان کا راستہ صاف ہوگیا اور ہسپانوی جنرل نے جبل قرور کے پار علاقہ و دیہہ ضلوان پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں شروع کیں۔ یہ گویا اس مہم کی آخری منزل تھی جس کی تکمیل لازمی تھی۔ یہ تسخیر شدہ دیہات فی الحقیقت ساحل ریف تھے اور جبتک دلوار قرور پر قبضہ نہ ہوجائے ہسپانوی جنگ کے محرک اسباب یعنی قبضہ معدنیات کا تکمیل پانا ممکن نہ تھا۔ ندور اور ضلوان کا درمیانی علاقہ ایک میدان سا ہے اور مجاہدین کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ علاقہ ضلوان کے اردگرد قریہ جات کے قبضے کے بغیر اس میدان میں ہسپانوی لشکر کی مزاحمت کرسکتے۔ چنانچہ ہسپانوی لشکر ندور اور بلیلا سے تین ڈوژنوں کی صورت میں نکلا اور نہر ضلوان کی طرف بڑھا۔ مجاہدین نے نہر کی حفاظت کا بہت پختہ انتظام کررکھا تھا۔ مگر ہسپانوی توپخانے کے سامنے ان کی کچھ پیش نہ گئی۔ اور بنی افزور کا ڈوژن بتدریج ضلوان کی طرف بڑھتا رہا۔ اور اب خود ضلوان پر گولے پڑنے لگے۔ گو یہ مقام جنگی اعتبار سے نہایت اہم مقام تھا۔ مگر اہل ریف نہایت دوراندیش جنگجو تھے۔ گو بظاہر ہر دوسرے تیسرے گھنٹے گولیاں پڑتی رہیں مگر مجاہدین فی الحقیقت ضلوان کا تخلیہ کرچکے تھے اور صرف چند سرفروش نشانہ باز ہسپانوی فوج کو روکے ہوئے تھے۔ ہسپانویوں نے اکربان کا سبق بھی نہ تھا۔ اور وہ خائف تھے کہ مبادا داخلے کے وقت چھپے ہوئے عرب بتعداد کثیر ان پر حملہ آور نہ ہوں۔ چنانچہ کامل تین دن اسی بات میں صرف ہوئے کہ کسِدا

اور کس وقت صلوان پر دھاوا کیا جائے۔ جب گولیاں چلنی بند ہو گئیں تو ہسپانوی پلٹن آگے بڑھی اور صلوان کے خاموش مکانوں پر قابض ہو گئی اور سوائے گایوں اور بکریوں کے ان کے ہاتھ اور کچھ نہ آیا۔ گو مدافعت کچھ بھی نہ ہوتی تھی۔ مگر پھر بھی ہسپانوی عسکر رُک گیا تاکہ جنرل میرینہ آلے اور سب سے پہلے وہ شہر میں داخل ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور دشمن سے بے خطر ہسپانوی سالار اور عسکر جھنڈوں کے ساتھ بینڈ بجاتے ہوئے نکل گئے اور چند زخمی گدھوں اور لطخوں نے افواجِ شاہی کا استقبال کیا۔ مجاہدین کے حملوں سے بچ نکلنے کی توقع اور کچھ افسر جبل قرور کے قریب وادی میں العیبے نے قریہ کی طرف گئے اور ایک پہاڑی چشمے کے نالے پاس سے ہو کر گذرے تو کیا دیکھتے ہیں کہ پہاڑ کی ایک کھڈ میں انسانوں کے پنجر پڑے ہوئے ہیں۔ یہ وہ ہسپانوی تھے جو ۱۹۰۹ء سے قبل کسی جنگ میں زخمی ہوئے تھے یا مارے گئے تھے۔ مگر غیرت مند ہسپانوی لشکر کو اتنی نہ سوجھی کہ اپنے بدبخت زخمی ہمراہیوں کو میدان جنگ سے اُٹھا کر لے جائیں اور وہ سپاہی اپنے افسروں کی جان کو روتے ہوئے وہیں مر کر رہ گئے۔

جبل قرور کی ہر دو سمت کے مقامات پر ہسپانوی قبضہ ہو چکا تھا۔ اور ہسپانیہ کے قبضہ رلف کی انتہائی حد صلوان قرار پا چکی تھی گو جبل قرور کے قبائل نے علے الاعلان جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا۔ مگر حفظِ ماتقدم کے طور پر چند باقی ماندہ دیہات رہ گئے تھے جن پر قبضہ کر لیا گیا اور سوق الخمیس۔ سوق الحد ندور اور الثلاثین کے قبضہ کے بعد شمالی رلف پر ہسپانوی سیادت قائم ہو چکی تھی مگر یہ ابتدا تھی۔ مجاہدین رلف میں ایک مردِ خدا پیدا ہونے والا تھا جس کے ایک ہی وار میں ہسپانوی فوج ملیلا کی دیواروں تک دھکیل دی گئی۔ اور خلیج الحسیمس تک رلف مجاہدین کا قبضہ ہو گیا ۱۹۰۹ء کی جنگ فی الحقیقت مجاہدین

کی شکست نہ تھی بلکہ سامان جنگ کی فراہمی اور قبائل ریف کو منظم کرنے کیلیے مہلت +

فصل دوم - جنگ از ۱۹۲۱ئہ لغایت ۱۹۲۵ئہ

جنگ ہسپانیہ و ریف ۱۹۰۹ئہ میں ہسپانیہ کی پیشقدمی ریف بوجہ قحط غلّہ ہونے پائی - جوں جوں ہسپانوی عساکر ملک کے اندرون میں بڑھتے گئے انہوں نے جا بجا غلے اور سامان خور و نوش کے ذخیروں پر قبضہ کر لیا - اس وجہ سے ریف کے شمالی اضلاع میں بوجہ کمی غذا عرب جنوبی اضلاع کی طرف ہٹ آئے - ہسپانوی حدود ضلوان تک جمے رہے اور عربوں کی پریشانی کا باعث ہوتے رہے - بعض کوتاہ بینوں کو ایسا معلوم ہونے لگا - کہ گویا یہ عارضی پیشقدمی مستقل قبضہ ملک کی علامت تھی - ان حالات سے فائدہ اٹھا کر ایک شخص مسمی کارلو لونسن نے صوبۂ ریف میں کوئلہ کی کانوں کا اجارہ حاصل کر کے کارخانے وغیرہ بنا کرنے کی غرض سے ریف کا رُخ کیا اور ہسپانوی ہائی کمشنر کی اعانت اور خطیر رشوت کے ذریعے سے دو ریفی قبائل بنی یولک اور بنی سعید کو جو کوئلے کی کانوں کے نواح میں رہتے تھے - اپنی طرف کر لیا - مگر دوسرے قبائل کی مخالفت برابر جاری رہی - کارلو لونسن کمپنی چندے اپنا کام کرتی رہی - عین اسی وقت ملیلا میں حاکم علاقہ نے عربانِ ریف کی ایک کانفرنس منعقد کی اور اس میں تمام قبائل کے شیوخ کو مدعو کیا تاکہ طرح جنگ چھوڑ کر جس میں ہسپانیہ کو کامیابی نہ ہوئی تھی - عمال ہسپانیہ احتلال پُر امن کو کام میں لائیں - ان شیوخ میں سے ایک بطلِ حریت حضرت سیدی محمد بن عبد الکریم تھے جو ہسپانوی صیغہ ملکی کے ایک

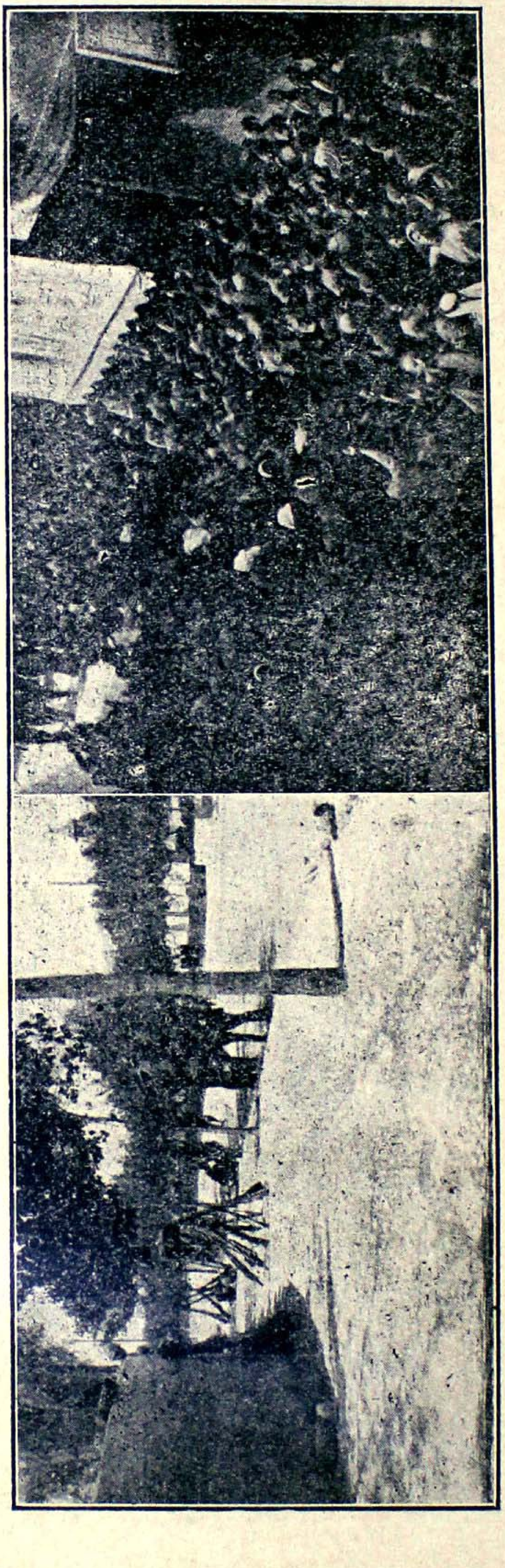

جنگ ریف کے خلاف اعراب طانجہ کا مظاہرہ

Marfat.com

Marfat.com

ممتاز رکن تھے - اور سرحد ریف پر فرانسیسی سازشوں کا قلع قمع کرنے میں کامیاب ہوئے تھے - ان کا اور ہسپانیہ کا تعلق اوائل عمر سے تھا - جبکہ ان کے والد مرحوم و مغفور سدی عبد الکریم ریف کے ایک سربرآوردہ قائد تھے - اور عمالان ہسپانیہ ان کی بہت قدر و منزلت کرتے تھے - ان کے فرزند ارجمند بھی جدی تعلقات کے سبب ہسپانوی عمالوں سے واقف تھے - اور اوائل عمر میں کئی مرتبہ ہسپانیہ کا سفر کیا - اور جوانی کے سن میں میڈرڈ یونیورسٹی میں بغرضِ تعلیم داخل ہوئے - تھوڑے ہی عرصہ میں اُنہوں نے طلباء اور اساتذہ کو اپنے حُسنِ اخلاق اور فہم ذکا کا گرویدہ کر لیا - اُنہوں نے انجنیری کی تعلیم شروع کی تھی - اور جب انجنیری کی ڈگری لے لی - تو قانون کا مطالعہ شروع کر دیا - اور نہایت اعزاز سے ڈاکٹر آف لاز کا امتحان پاس کیا - حکام ہسپانیہ نے ان کی بہت عزت کی - اور حکومتِ ہسپانیہ کا نائب معتمد بنا کر ریف روانہ کیا - ان کے والد ماجد کا انتقال ہو چکا تھا - اور اب اپنے قبیلے کی قیادت بھی ان کو سپرد ہوئی - جب تک حکام ہسپانیہ قبائل کے ساتھ انسانیت کا سلوک کرتے رہے - اُسوقت تک امیر محمد عبد الکریم کو بھی خواہ مخواہ ہسپانوی عداوت مول لینے کا خیال پیدا نہ ہوا - مگر ہسپانوی اور ہی خیال میں تھے - اور یہ سمجھے - کہ سدی عبد الکریم یورپی تعلیم یافتہ ہونیکے سبب روپے کے غلام ہونگے - اور اعزاز و اکرام کی توقع سے ہسپانوی منصوبوں کے معاون ہونگے - جس وقت کانفرنس مذکورہ بالا کا انعقاد ہوا - اُسوقت سدی محمد بن عبد الکریم بطور مابین کے کام کر رہے تھے - حاکم ملیلا نے ان سے خواہش ظاہر کی - کہ وہ قائدان عرب کو "راہ راست" پر لائیں - اور ریف پر ہسپانوی سیاسی اقتدار کا راستہ صاف کریں - سدی محمد بن عبد الکریم کو حاکم ہسپانیہ کے اس حکم پر تعجب معلوم ہوا - کیونکہ معاہدہ جات بین الملل میں کوئی دفعہ ایسی نہ تھی - جس کی رُو سے ہسپانیہ کو یہ حق حاصل ہوتا - اور خفیہ عہد ناموں

کو وہ تسلیم نہ کرتے تھے۔ انہوں نے بلاخوف و خدشہ اپنی رائے کا اظہار حاکم ملیلا کے سامنے کیا۔ کانفرنس کے ہسپانوی نمائندگان میں سے ایک جنرل سلوسٹر تھا۔ جو عساکر ریف کا کمیدان اور نہایت بد باطن اور مغلوب الغضب آدمی تھا۔ اسے سیدی محمد بن عبدالکریم کا رویہ پسند نہ آیا۔ اور طیش میں آکر اسنے عربوں کو اور سیدی عبدالکریم کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ غیور عرب اس سلوک کی تاب نہ لاکر جنرل سلوسٹر سے یوں گویا ہوا۔ "آپ کو شاید معلوم ہے کہ ہم آپ کے مخاطب مسلمان ہیں اور ہم دشنام وہی اور دشنام خوری کو نہایت بُرا سمجھتے ہیں۔ آپ اپنی زبان کو قابو میں رکھیئے اور متین دلائل سے عربوں کو قائل کیجئے۔" جنرل سلوسٹر آپے سے باہر ہو گیا۔ اور سیدی محمد عبدالکریم کو ایک گھونسا کنپٹی پر دے مارا۔ شیوخان قبائل اور سیدی محمد بن عبدالکریم فوراً مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس حیوانیت کا جواب سیف و سنان سے دینا چاہتے ہی تھے کہ نوجوان شیخ عبدالکریم ان کو لئے ہوئے شہر ملیلا کی حدود سے باہر نکل آئے اور سمجھایا کہ ہم عساکر ہسپانیہ کے قابو میں تھے اسوقت اس حرکت کا جواب دینا بمنزلہ خودکشی ہوتا۔ شیخوں نے سیدی عبدالکریم کے حزم و دور اندیشی کی داد دی اور وہیں سے اسکی قیادت میں اس ہتک آمیز رویہ کا بدلہ لینے کا عہد کیا۔ ملیلا سے رخصت ہونے پر سیدی محمد عبدالکریم نے حاکم ملیلا کو مطلع کیا کہ آئندہ قائدان ریف کو کسی کانفرنس کے لئے تکلیف نہ دی جائے۔ اور اہل ملک کے آخری فیصلے کا انتظار کیا جائے۔

فصل سوم بعض انگریز نصاریٰ کی عسکر ہسپانیہ میں شمولیت۔ قائد رسولی اور اسکی گرفتاری

قائدین نے صنلوان کی حدود سے نکل کر پہلا کام یہ کیا۔ کہ تمام ریفی قبائل

کانگرس برپا کی اور ان کے سامنے ہسپانوی منصوبوں کا کچا چٹھا کہہ سنایا۔ تمام شیوخ نے مصحفِ مقدس پر "آزادیٔ ریف" کا حلف لیا۔ اور ریف کے عرض و طول میں حر کے بھیجے گئے تاکہ جمعیت شیوخ جنکا رسمی نام "جمعیت اسلامیہ محمدیہ" رکھا گیا۔ کی طرف سے ریف کے عربوں کو اس قومی فیصلے سے مطلع کریں۔ پہلے اغادیر اور پھر شیشوان میں "جمعیت اسلامیہ محمدیہ" کی کانفرنسیں ہوئیں اور اس میں دفاع ریف کے لئے تجویزیں پاس ہوئیں۔ قبائل نے چھوٹے چھوٹے حر کے مرکز جمعیت کی طرف روانہ کئے جنہوں نے چھوٹتے ہی بنی یولک اور بنی سعید ان دو قبائل کی خبر لی جنہوں نے رشوت لے کر کار لولنس کمپنی کے کان کنوں کو اپنی قومی سرزمین میں سے کوئلہ نکالنے کی اجازت دی تھی۔ ان قبائل نے ہسپانوی امداد کے لئے ہاتھ پاؤں مارے جو کسی قدر بھیجی بھی گئی مگر مجاہدین کے سامنے ان کی کچھ پیش نہ گئی اور قبائل کو اپنے دیہات سے نکال کر منتشر کر دیا گیا۔ اور ہسپانوی لشکرگاہوں پر شبخون مارنے شروع کر دیئے گئے۔

جنگ وادیٔ قرط

آخرکار جنرل سلوسٹر کو پیغام موت آپہنچا۔ قائدان ریف نے بسیادت سیدی عبدالکریم ایک تحریر مرتب کی جس میں یہ قرار دیا گیا کہ اہل ریف اپنی حفاظت اور اپنے نظام ملک کے خود ذمہ دار ہیں۔ اور اس امر کے متحمل نہیں ہو سکتے کہ حکومت ہسپانیہ اپنے ملک کی رعایا اور اپنے معاملات کو چھوڑ کر جو شدت سے اصلاح طلب ہیں عربانِ ریف کی درستی میں مصروف ہو اور پھر ایسے بدزبان اور بدمآل افسروں کے ذریعہ سے جیسے جنرل سلوسٹر۔ لہٰذا یہ جمعیت اسلامیہ محمدیہ "عمالانِ ریف" کو مطلع کرتی ہے کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو علاقہ ریف سے رخصت ہو جائیں اور اہل ریف کی قومی آزادی کی تکمیل میں حارج نہ ہوں۔ اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو حکومت ہسپانیہ کو اس

جہاد کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے جبکہ قبائل رلیف کے مرد و زن اپنے ناموس اور اپنے مذہب کے تحفظ کیلئے جان ہتھیلی پر رکھ کر قوت اختلال پر حملہ آور ہو گئے"۔

اس پیغام کے ملتے ہی جو بمنزلہ اعلانِ جنگ تھا۔ جنرل سلوسٹر نے ۲۵۰۰۰ کے لشکر جرار سے وادی القبیہ جو وادی القرط سے ۶ کیلومیٹر کے فاصلے پر ہے مجاہدین رلیف پر حملہ کر دیا۔ کمال نا عاقبت اندیشی سے کمیدان ہسپانیہ نے اپنے عساکر میدانی کا مرکز وادی القبیہ مقرر کیا تھا۔ جو بندرگاہ ملیلا سے ۲۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ ہسپانوی عسکر اپنے توپخانے کی آڑ میں وادی القرط کے سنگستانی علاقوں میں گھسا اور عربوں کی منتشر جمیعتوں سے زور آزما ہوا۔ عربوں نے ہسپانوی عسکر کو میدان دے کر سدّی ادریس کی تنگ وادی میں گھیر لیا اور چاروں طرف سے ہسپانوی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ ہسپانوی پریشانی کیحالت میں جدھر منہ اٹھا اٹھ بھاگے اور چار گھنٹے کی شدید لڑائی کے بعد ۲۵۰۰۰ ہزار میں سے دس ہزار مارے گئے۔ ۸۰۰۰ قید ہو گئے اور باقی زخمی یا فرار ہو گئے جب گولیوں کی بوچھاڑیں پڑ رہی تھیں تو کرنیل منیلا Manila نے جو ایک ڈویژن کا کمیدان تھا کمک طلب کی۔ جنرل سلوسٹر نے حالات کی نوعیت کو دیکھ کر واپسی کا حکم دیا اور خود ایک پہاڑی کی اوٹ میں مع اپنے سٹاف کے رک گیا تاکہ ہسپانوی سپاہی ترتیب کے ساتھ وادی میں سے نکل جائیں۔ عربوں نے سلوسٹر کی کمین گاہ کو دیکھ لیا اور جونہی بھاگنے والی فوج کا کثیر حصہ رخصت ہوا تو ایک جمیعت جرار کے ساتھ سلوسٹر اور اس کے سٹاف پر ٹوٹ پڑے اور سارے کے سارے افسروں کو گولی کا نشانہ بنایا۔ ۱۹۰۹ء میں جنرل پنٹوس کی فوج کی بھی یہی حالت ہوئی تھی۔ اور یہ دوسری دفعہ تھی کہ ہر قسم کے ساز و سامان سے آراستہ و پیراستہ ہونے کے باوجود یورپی فوج مجاہدین کی گولیوں

کی نذر ہو گئی ہسپانویوں کی اس شدید شکست کے بعد عالی حوصلہ مجاہدین کب آرام سے بیٹھنے والے تھے انھوں نے جبل قردر کی گھاٹیوں سے گذر کر خود محاذ ملیلا میں ہسپانویوں سے ہاتا پائی کی ٹھانی اور ہسپانویوں کو دھکیلتے ہوئے ملیلا تک پہنچا دیا اور رات کے وقت جنگی جہازوں کی توپوں کی زد میں ہسپانوی فوج کی بحری چوکیوں پر شبخون مارے ۔ اور اعلانِ جنگ کے چند روز کے اندر دشمنان ملک سے وہ سارا حصہ چھین کر جس پر وہ بعد صرف کثیر متصرف ہوئے تھے اور ساحل آب سے دو میل تک حکومت قومی کا سلسلہ پھیلا دیا۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ ہسپانویوں نے جزیرہ پنن دی ولاز Penon de Velaz جو ہسپانوی رلیف کے چھ اضلاع میں سے ایک تھا خالی کر دیا۔ اور ہسپانویوں سے چھینی ہوئی توپوں کے ریفی گولے "الفانسو" جنگی جہاز "جس پر حاکم ملیلا پناہ گزین تھا۔ چلائے گئے۔

اس واقع کے بعد چند ہفتوں تک جنگ رُک گئی مگر ستمبر کی ابتدا میں ریفیوں نے ہسپانوی پیشقدمی کا وادی القولہ میں کافی تدارک کر لیا ۔ اور ۲۰۰۰ کی جمعیت میں سے ۵۰۰ کو تہ تیغ کیا۔ علاوہ ازیں پلٹنوں کی مشینی توپوں اور گولہ بارود پر قبضہ کیا۔

اس کے ساتھ ہی دوسرے دن ہسپانوی سامان خوراک کے ایک قافلے کے جس کے باربرداری کے خچروں کی تعداد ۲۰۰ تھی ۵۰ سامان سے لدے ہوئے خچر پکڑ لئے ۔

ان ہوشربا سانحات کی خبریں ہسپانوی جمہور سے پوشیدہ رکھی گئیں۔ مگر غیر ہسپانوی اخبارات کی خبروں نے ہسپانوی کاروائی کی قلعی کھول دی ۔ اور ملک میں حکومت وقت کے خلاف شدید ہنگامے برپا ہوئے۔ وزیر جنگ

نے "کورٹیس" پارلیمنٹ ہسپانیہ میں بیان کیا کہ اجلاس پارلیمنٹ جنرل بارنگیر ہائی کمشنر رلیف کی طرف سے ایک پیغام آنے کی وجہ سے منعقد کیا گیا ہے۔ حالات میں سکون ضرور نہیں۔ مگر تشویش کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ اخبار ٹائمز لندن نے اپنی اشاعت ۲۸ ستمبر ۱۹۲۱ء میں اس "تشویش نہ ہونے" کی خوب دھجیاں اڑائیں۔

ہسپانوی فوج کے انگریز ملازموں کے مصائب

سب سے زیادہ دلچسپ امر جس کا شکست وادی القرط نے انکشاف کیا وہ ہسپانوی فوج کے انگریز رضا کاروں کا دُکھڑا تھا۔ اسکی ابتدا یوں ہوئی جنگ عظیم کے خاتمے پر جبکہ جنگ رلیف کا سلسلہ تقریباً شروع ہو چکا تھا۔ انگلستان میں جنگ سے واپس آئے ہوئے بے روزگاروں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ حکومت ہسپانیہ نے اس موقعہ سے فایدہ اُٹھانا چاہا اور میری ڈل وال Merry del Val سفیر ہسپانیہ متعینہ لندن نے سفارتخانے میں انگریز رضا کاروں کی بھرتی شروع کر دی۔ ان غریبوں کو بیش قرار تنخواہوں کا لالچ دیا گیا یعنی ۲۷ پونڈ بھرتی کے وقت اور تنخواہ بحساب ڈیڑھ روپیہ یومیہ راشن وردی اس کے علاوہ تھی۔ سینکڑوں سادہ لوح بھوکے جھٹ نام لکھوا ہسپانیہ جا پہنچے۔ چند روز ان کی خاطر مدارات کی گئی مگر جونہی وہ رلیف پہنچے تو ان کو قدر عافیت معلوم ہوئی۔ ان انگریزوں میں سے بعض پڑھے لکھے اور ہوشیار آدمی تھے اور انہیں میدان جنگ میں پہنچ کر معلوم ہو گیا کہ ہسپانوی فوج صحیح معنوں میں تو فوج ہی نہیں۔ افسر ہیں تو نالایق۔ سپاہی ہیں تو بزدل اور اس پر طرہ یہ کہ غیر ہسپانوی رضا کاروں سے جو خطیر تنخواہوں کے وعدوں پر بھرتی ہوئے تھے۔ حیوانوں کا سا سلوک کیا جاتا تھا۔ اور اگر وہ چوں چرا کرتے تو

انہیں سب سے اول صفِ جنگ میں رکھا جاتا تھا۔ راشن کی جگہ ان کو گالیوں۔ بوٹوں کے ٹھڈوں سے خبر لیجاتی تھی۔ آخر کار کئی سو کی جمعیت میں سے صرف چند ایک میدان جنگ کے خطروں موسم کی صعوبتوں اور ہسپانوی افسروں کے ٹھڈوں سے بچے اور بہزار دقت اپنا نام فوج میں سے کٹوا کر خستہ حال و خستہ جان ہو کر انگلستان کو لوٹے۔

اس زمانے میں مارکوئیس کاولکنتی Marquis Cavalcanti جو ہسپانیہ کے عساکر کا سالار اعظم تھا اور جس کے صیغے کی بدنظمی الفرط کی شدید شکست کا باعث ہوئی تھی۔ اپنے عہدے سے معزول کیا گیا۔ اور سالار جدید نے جنگ کی خبروں پر شدید وضح کا احتساب عائد کیا تاکہ ہمت کو پست کرنے والے واقعات بیرونی دنیا سے مخفی رہیں۔

اوائل ۱۹۲۲ء میں ہسپانوی فوج کی کچھ نہ کچھ تنظیم ہو سکی۔ اور ۱۰ جنوری کو قریہ ایابوت کے قریب ایک ریف جرگہ پر حملہ کیا گیا۔ ہسپانویوں کی جمعیت ایک ہزار تھی۔ مگر اس میں ۲۵۰ مقتول ہوئے۔ اور باقی بڑی مشکل سے عرب نشانہ بازوں سے پیچھا چھڑا سکے۔

اہل ریف کی جنگی کاروایاں کامیاب ہو چکی تھیں۔ ان کے قبائل جو پہلے ایک دوسرے کے حاسد تھے اب یکجان ہو کر بدکیش دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اور ریف کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ تھی۔ کہ ان کی قیادت ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں تھی جو نہ صرف عربی اور اسلامی غیرت کا مجسمہ تھا۔ بلکہ مغربی علوم وفنون کا ماہر۔ سیدی محمدؐ بن عبدالکریم نے فتح قرط کے بعد قبائل کی عمومی مجلس کا انعقاد کیا۔ اور اس میں جمعیت اسلامیہ محمدیہ کو جمہوریہ اسلامیہ ریف کے نام سے تبدیل کیا۔ امیر موصوف کو اس کا امیر مقرر کیا گیا۔ اور

Marfat.com

اُسے اور دیگر اراکین جمعیت انتظامیہ ریف کو اس امر کی اجازت دی گئی کہ نظام ملکی و حربی کے لئے جو تجاویز بہتر سمجھیں کام میں لائیں چنانچہ امیر محمد بن عبد الکریم نے ریف عرب کے حدود مقرر کر کے ان کی جغرافی تقسیم قبائل وار طریق سے کی۔ اور مقامی شیوخ کی کونسلیں منتخب کر کے ان پر قائد علاقہ کو افسر مقرر کیا۔ اونٹوں۔ گھوڑوں اور بکریوں پر ٹیکس مقرر کیا گیا۔ اور اندرونی ملک کی منڈیوں میں اشیا اور اجناس کی خرید و فروخت پہ مالیانہ لگایا۔ اس حساب سے ریف بیت المال میں ۵۰۰۰ پسیٹہ روزانہ داخل ہونے لگا اور ملک ریف مختلف قبائل کے بے تعلق مجموعہ کے دور سے نکل ایک مستقل جمہوریہ قرار پایا۔

اوائل ۱۹۲۳ء میں ہسپانیہ نے ایک جدید جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں انگلستان سے گولہ بارود اور مسلح گاڑیاں "ٹینک" خرید کر میدان ریف میں بھیجے۔ مگر جوں جوں ہسپانوی تیاریوں میں ترقی ہوتی رہی۔ ریفیوں کے عزم اور استقلال میں استواری پیدا ہوتی رہی۔ چنانچہ مارچ ۲۱ کو بنی سعید کے علاقے میں ایک شدید جنگ ہوئی۔ اور ہسپانوی بہ نقصان کثیر اپنے آپ کو بچا سکے۔ اس جنگ کے بعد عربوں نے جو ملیلا کے نہایت قریب آ گئے تھے۔ ہسپانیوں سے چھینی ہوئی توپوں سے ملیلا پر گولہ باری کی۔ اور شہر کے ایک حصّہ کو مسمار کر دیا۔ اور رات کے وقت ہسپانوی بحری بیڑے کے جہازوں پر گولے مارے۔ جن میں سے تین ایک جہاز کے مشین خانے میں لگے۔ اور جہاز غرق ہو گیا۔ اب ہسپانویوں کو ایک اور مصیبت سے دوچار ہونا پڑا۔ ریسولی جو کسی زمانے میں طنجہ کا گورنر تھا۔ اور بوجہ خودسری معزول کیا گیا تھا۔ اب قبائل شمالی ریف کا سردار بن کر حکومتِ ہسپانیہ سے برسر پرخاش ہوا۔ اس نے مندرجہ ذیل مضمون کا ایک مقاطعہ لکھ کر حکام ہسپانیہ کے پاس بھیجا:۔ (۱) کہ اسے مغربی ریف کے قبائل کی گورنری دیجائے۔ (۲)

Marfat.com

محل واقعہ ارضیلہ اور دیگر املاک جس پر ہسپانوی قابض ہیں واپس کی جائیں۔(۳) اس کی سابقہ تنخواہ کا بقایا جو کئی ملین پسیتہ ہوتا تھا ادا کیا جائے۔ ہسپانیہ کے لیئے اندریں حالات ان شرائط کا قبول کرنا نہایت مشکل نظر آتا تھا۔ مگر انہیں خوف تھا کہ رسولی جیسے عیار لیڈر سے بھی ان بن ہو گئی تو بڑی دقت کا سامنا ہو گا چنانچہ اسے ایک معقول رشوت دے کر ہسپانیہ کا طرفدار بنایا گیا۔ مگر یہ طرفداری محض بناوٹی تھی۔ رسولی ہسپانویوں کی دوستی کی حقیقت کو خوب سمجھتا تھا۔ اس کا تدبّر اور دور اندیشی اس کے ذاتی طور پر حاکم ملیلا کے سامنے جانے کی مانع ہوئی اور اس نے اپنے چھوٹے لڑکے کو ہسپانوی حکام کے پاس بھیجا۔ جہاں اس کی طرف سے تعاون اور خیرسگالی کے وعدے کئے گئے۔ رسولی کو اب مجبوراً اپنے ہمقوم عربوں کے خلاف کارروائی کرنی پڑی جس کو اس نے کئی مہینوں تک ٹالا آخر ایک سال کی پریشانی کے بعد عربانِ رلیف نے نہ صرف رسولی کو گرفتار کر لیا بلکہ سِدی وزیر ایک اور غدّار اور ملک فروش عرب کو بحالت جنگ قتل کر ڈالا۔ رسولی کی گرفتاری اور علاقہ رلیف میں عارضی قید کے دلچسپ حالات ایک امریکن نامہ نگار نے خوب لکھے ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ "جب میں رسولی سے ملا تو طنجہ کا سابق قزاق گورنر بڑی عاجزانہ شکل بنائے ہوئے تھا اسے افسوس تھا کہ وہ ہسپانیہ سے اپنی اعانت کے عوض کافی رقم حاصل نہیں کر سکا۔ ورنہ وہ روپیہ مجاہدین کے کام آتا۔ چند رلیفی قبائل جن کا وہ سردار تھا اور جو بروے شرائط اس کے ماتحت ہسپانیہ کے زیر فرمان رہنے کا اقرار کر چکے تھے اب امیر محمدؒ بن عبدالکریم کے ہوا خواہ بن گئے تھے اور انہیں کی سازش رسولی کی گرفتاری کا باعث ہوئی۔" رسولی کی زندگی کا راز شاید اس کی آزاد زندگی تھی۔ کیونکہ ستّر برس کی عمر میں شائد کوئی سال خالی گیا ہو۔ جبکہ

Marfat.com

اُس لئے کسی نہ کسی طریق سے میدان جنگ کی کھلی ہوا نہ کھائی ہو۔اس کی گرفتاری اس کا مرض الموت ثابت ہوئی اور چند ہفتوں کی نظر بندی کے بعد وہ راہی ملک بقا ہوا+

فصل چہارم۔آویزش ریف و فرانس

آویزش ریف و فرانس یورپی سیاست کا ایک ادنےٰ کرشمہ ہے۔ کہاں وہ دن جبکہ حکومت فرانس حکومت ہسپانیہ کی ریفی مشکلات پہ خوش ہوتی تھی۔ہسپانوی فوج کی ریفی شکستوں پر فرانسیسی اشاعات و اخبارات میں طعن وتشنیع کا غلغلہ بلند ہوتا تھا۔اور کہاں آج کہ خود فرانسیسی حکومت بعینہٖ انہیں مخمصوں میں گرفتار ہونے پر آمادہ ہے۔ناظرین فرانس کی ریفی تسخیر پر متعجب نہ ہوں کیونکہ قرارداد مابین فرانس و انگلستان و فرانس و ہسپانیہ کی اصل غایت یہ نہ تھی کہ مراکش کو تقسیم کر کے لئے ہسپانیہ اور فرانس کی جائداد قرار دیا جائے۔بلکہ یہ کہ حکومت فرانس ہسپانیہ کی مشکلات سے فائدہ اٹھا کر نہ صرف مراکش کی مالک بنے بلکہ اس کے ساتھ ہی ریف کی وارث قرار پائے ابتدائے جنگ ریف و ہسپانیہ میں بعض فرانسیسی حلقوں میں مجاہدین ریف سے نام نہاد ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔وہ ہمدردی اس لئے نہ تھی کہ خدانخواستہ اہل فرانس جنگی جوع الارض کسی دوسری مغربی قوم سے کم نہیں اہل ریف کی آزادی کے متمنی تھے۔بلکہ یہ کہ وہ اہل ہسپانیہ کو ریف پر قابض ہوتے دیکھ سکتے تھے۔حکومت فرانس جو الجزائر اور تیونس کی مختار کل ہے اور سلطنت

Marfat.com

مجاهدين مراقش

صفحه ٥٥

سيدي محمد عبدالكريم

الفانسو شاه هسپانيه

پريمو دي ريويرا صدر قابينه
هسپانيه

قائد رسولی

مراکش کو ایک فرانسیسی صوبے بنانے کی فکر میں ہے یہ کیسے گوارا کر سکتی ہے کہ شمالی افریقہ کی منفعت بخش تسخیر میں کوئی اور رقیب اس کا شریک ہو۔ اس میں کلام نہیں اگر حکومت ہسپانیہ قبضہ ریف کی مدعی نہ ہوتی تو فرانس نے کبھی کا اس پر ہاتھ صاف کر لیا ہوتا۔ مگر شکست ہسپانیہ کے پہلے اسے ایسا کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ اور جونہی ہسپانوی کھوکھلے پن کا راز افشا ہوا مارشل لایوتی ریذیڈنٹ جنرل مراکش نے کنایتاً مراکش کی مشرقی سرحدی چوکیوں کو مستحکم کرنے کے ارادے کا اظہار کیا۔ چنانچہ ارباب حکومت کے اشاروں پر فرانسیسی اخبارات میں سیدی محمد عبدالکریم کی فتح کو مراکشی قبائل کے "مفاد" کے منافی گردانا گیا اور عمالانِ فرانس سے پُر زور سفارش کی گئی کہ حدود ریف و مراکش کو مجاہدینِ ریف کی ریل پیل سے محفوظ رکھا جائے۔ اور اگر وہ فرانسیسی علاقہ میں داخل ہوں تو انہیں وہاں سے ہٹا دیا جائے۔ حقیقت یہ تھی۔ کہ عمالانِ فرانس امیر عبدالکریم کے انتظام اور اس کی حب الوطنی کے مقناطیسی اثرات سے خائف تھے اور پیشتر اس کے قبائل مراکش میں حریت ریف کا سا جذبہ رونما ہو۔ ہسپانوی شکست کی تلافی فرانسیسی لشکر کے عمل سے کرنا چاہتے تھے۔ جونہی فرانسیسی سرحدی مقامات کے استحکام کے لئے آگے بڑھے تازا کے جنوب میں سوق العربہ کے قریب ایک مراکشی قبیلے نے فرانسیسی چوکی پر حملہ کر دیا۔ اس حملے میں تین چھوٹے افسر اور ۲۷ سپاہی کام آئے۔ فرانسیسی حکام نے اسے امیر عبدالکریم کے اشارے کا نتیجہ گردانا۔ اور مارشل لایوتی نے امیر ریف سے اس معاملے پر گفت و شنید کئے بغیر ریف پر باقاعدہ حملے کی تیاریاں کر دیں۔ اس کارروائی نے کئی ایک اور مراکشی قبائل کو برانگیختہ کر دیا۔ اور جون ۱۹۲۵ء کے ابتدا میں ۵۰۰۰ اعراب فرانسیسی حملے کو رد کرنے کے لئے اٹھ

کھڑے ہوئے۔ اور فیض اور تازہ کی سڑک کو جو مراکش اور ریف کے درمیان تجارتی شاہراہ ہے بند کر دیا۔

اس کے ساتھ ہی قبائل وزان جو مراکش کے شمال میں وسطی اطلس کی وادیوں میں رہتے ہیں فرانسیسی حکومت سے منحرف ہو بیٹھے اور مارشل لایوتی کو اپنی خیر اسی میں نظر آئی کہ وزان کی چھاؤنی خالی کر کے فرانسیسی سپاہ کو مراکشی حدود کی مغربی طرف نکال لائے۔ چند ہفتے ہوئے جبکہ مراکشی قبائل کی سرکشی کی خبریں فرانس میں پہنچیں تو ایم پینلیو وزیر مستعمرات فرانس جلدی سے مراکش آیا۔ اور مارشل لایوتی اور اس کے افسران سٹاف کے ساتھ محاذ ریف کے معائینے کے لئے گیا۔ اس سے یہ مقصود نہ تھا کہ مجاہدین ریف سے کسی پُر امن سمجھوتے کا انتظام کیا جائے بلکہ صرف یہ کہ ٹیکس دہندگان فرانس کے سامنے ریفی خطرے کو اپنے عینی مشاہدات کا نتیجہ بیان کر کے جنگِ ریف کے لئے ایک بیش مقدار گرانٹ فرانسیسی پارلیمنٹ سے حاصل کی جائے۔ مگر اس کارروائی کا بھی کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ ایم۔ پینلیو مراکش سے رخصت ہو گیا اور اس کے رخصت ہوتے ہی کئی ہزار مراکشی قبائل نے حکومت فرانس کے خلاف جنگ کی ٹھان دی اب کیفیت یہ ہے کہ شہر فیض قریب قریب محصور ہے اور گذشتہ ایکماہ کی جنگ میں ۵۰۰۰ فرانسیسی سپاہی اور افسر نذرِ جنگ ہو چکے ہیں۔ ان قرائن سے یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ مثل ہسپانیہ فرانس کو بھی میدان ریف میں منہ کی کھانی پڑیگی۔ ہفتۂ جاریہ کی خبروں سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ مجاہدۂ ریف کا اختتام قریب ہے۔ حکومت ہسپانیہ نے طرف ریف سے دستبردار ہو کر اب معاملات کا انصرام حکومتِ فرانس کو سپرد کر چکی ہے ایم۔ مالوی وزیر خارجہ فرانس نے جولائی ۶ کو یہ بیان کیا کہ قضیہ ریف کے متعلق ہسپانوی فرانسیسی حکومتوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اور فرانسیسی قابینہ

Marfat.com

کے مشورہ سے ایک عہد نامہ مرتب کر کے اسے امیر محمد عبد الکریم کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ اس عہد نامہ کے رو سے ریف کا دعوی آزادی تسلیم کیا جائیگا مگر اس شرط پر کہ ریفی ریف پر سلطان مراکش کی سیادت تسلیم کریں۔ اخباری خبروں سے اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر عبد الکریم ان شرائط کو ماننے کے لئے تیار ہیں اور وہ مجاہدین کے اولیں مقصد "استقلال تام" یعنی کامل آزادی پر مصر ہیں۔ چنانچہ اسکی تصدیق میدان جنگ کے واقعات سے بھی ہوتی ہے۔ خبر جونہی اس فرانسیسی ہسپانوی منصوبے کی خبر شائع ہوئی مجاہدین نے وادی لبن پر جو تیزا کے قریب واقع ہے اور جہاں ہفتہ گذشتہ میں ایک خونریز جنگ فرانسیسی اور ریفی عساکر کے درمیان ہو چکی تھی۔ دوبارہ حملہ کر دیا۔ اور فیض شمالی صدر مقام حکومت مراکش اور عین عائشہ کے درمیانی سلسلے منقطع کر دیئے۔ فرانسیسی لشکر اب فیض کیطرف ہٹ آیا ہے اور شمالی مراکش کے قبائل کی ایک جمعیت جرار فرانس سے منحرف ہو کر مجاہدین ریف سے جا ملی ہے۔

فرانسیسیوں کا بیان ہے کہ مجاہدین ریف خندقوں۔ دمدموں اور زمین دوز کمین گاہوں کے فوائد سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ ان کے سپاہی نہایت ترتیب سے باقاعدہ افسروں کے ماتحت قواعد پریڈ کے قاعدوں سے لڑتے ہیں اور ان کے محفوظ مقامات کے گرد خاردار تاروں کے حلقے لگے ہوئے ہیں۔ اور حملے کے وقت توپوں کے گولوں کی بارش میں نہایت ثابت قدمی سے آگے بڑھتے ہیں اور نہایت بے جگری سے سنگینوں سے مسلح فرانسیسی سپاہیوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ان کی شجاعت بے نظیر ہے

بجائے اس کے فرانس جو مواعید جنگ کی ایک تحسین کرتی اب خود ان کے درپے آزار ہے۔ فرانس ہی اس پالیسی کو معاہدات ۱۹۰۴ء و ۱۹۱۲ء جنکے رو سے انگلستان نے فرانسیسی الحاق مراکش کا اعتراف کیا تھا۔ کی تکمیل مشہور کیا جا رہا ہے۔ اور یہ کہا جا رہا ہے کہ چونکہ حکومت ہسپانیہ جسے ریفی سیادت کا وثیقہ بخشا گیا تھا اپنا تصرف

قائم نہیں رکھ سکی اسکے بعد حکومت فرانس کو یہ حق پہنچتا ہے کہ ریفی قبائل کی "بغاوت کو فرو کر کے معاہدہ ۱۹۱۲ء کی دفعات کی تکمیل کرے اور سلطنت مراکش کے حصے بخرے نہ ہونے دے"۔ سبحان اللہ۔ کیا منطق ہے۔ گویا ریف جو کسی زمانے میں سلطنت مراکش کا حصہ تھا باوجود اس شدید جنگ کے اب بھی مراکش صوبہ رہے اور چونکہ فرانیسی مراکش کی قسمت کے مالک ہیں لہٰذا اہل ریف جو اجنبی اقتدار کے مخالف ہیں فرانس کے دعاوی کے مزاحم نہ ہوں۔ ان فرانیسیوں سے کوئی پوچھے یہ اہل ریف کون ہیں۔ کیا یہ کسی اجنبی طاقت کے نمائندے ہیں جن کا تعلق ریف سے کچھ نہیں۔ کیا ان کی جنگ آزادی ایک بے معنی قربانی ہے کہ ان کے کشتوں کے پشتے لگ جائیں مگر عہد نامہ ۱۹۱۲ء کو آنچ نہ آئے۔ مگر کیا اہل ریف اور کیا ان کے دیگر برادران ملت ان قرار دادوں کی حقیقت کو خوب جانتے ہیں۔ اسی قسم کا ایک عہد نامہ سیور بھی تھا جسے ترکی قوم کا نوشتہ تقدیر گردانا گیا تھا۔ مگر بیدار شدہ قوم نے اس کی پرواہ نہ کی اور اپنے حسن عمل اپنے جذبہ غیرت سے اس کی دھجیاں اڑا دیں کیا عجب ہے مراکشی قرار دادوں کا بھی یہی حشر ہو اور ایک نوزائیدہ اسلامی قوم کی حسّ ملی اور ان کی فوق العادہ شجاعت مغربی قوا کے من گھڑت سمجھوتوں کی تخریب اور اسلام افریقہ شمال کے احیا کا باعث ہو۔

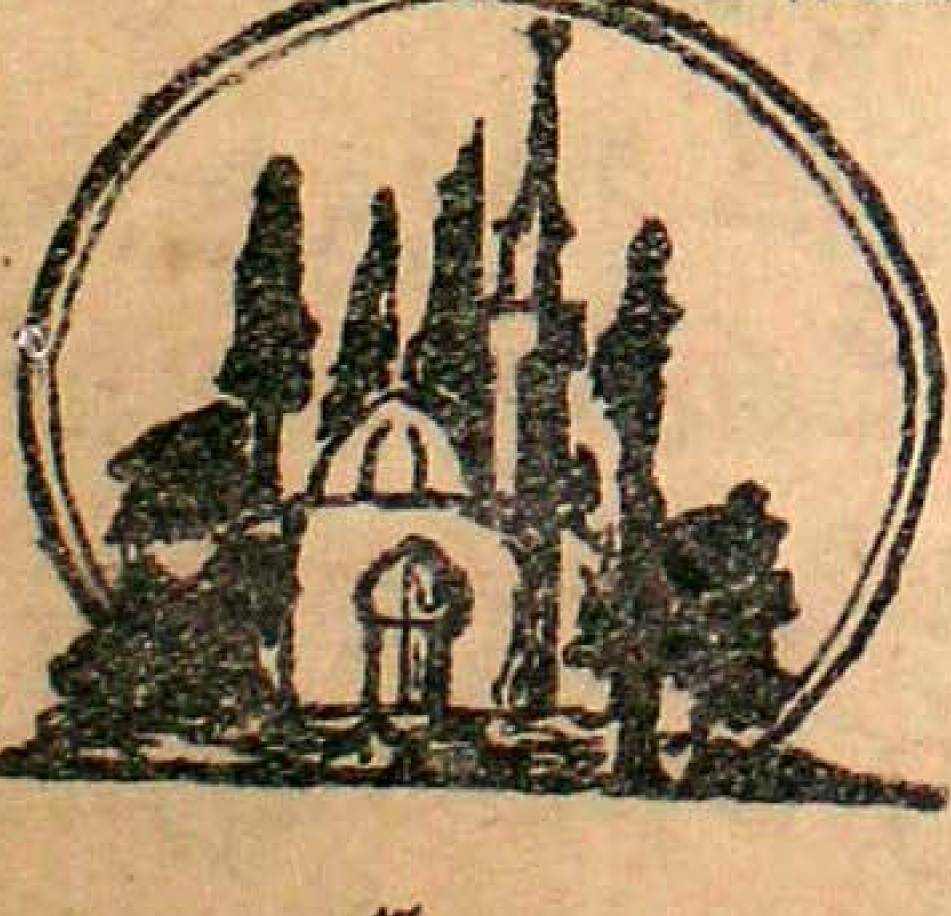

سِدی بالعباس

مجاہدین مراقش
صفحہ ۱۰۳

عرب اسیران جنگ شیوخ کے سر جو ہسپانویوں نے کاٹ کر ملیلہ کی دیواروں پر رکھے۔

Marfat.com

باب ششم

ورودِ وفد سیاسی ریف در لندن

فصل اول اسلامی آزادی کے متعلق مدبرین یورپ کے ارادے

آغازِ جنگ ہسپانیہ و ریف ۱۹۲۱ء کے بعد یورپی ممالک کے اخبارات میں بالعموم اور انگلستان کے اخبارات میں بالخصوص مجاہدین مراکش کے کارناموں سے سارا ملک گونج اٹھا۔ انگلستان کے اخبارات نے دبی زبان سے مگر فرانسیسی اخبارات نے علانیہ ہسپانویوں کی شکست کے راز کو افشا کر کے ہسپانوی حکومت اور ہسپانوی فوج اور ہسپانوی طریق حرب کے پوست کندہ حالات شائع کر کے مغربی ممالک کے جنگی اور سیاسی حلقوں کو مجاہدینِ ریف کے کارناموں پر محو حیرت کر دیا۔ بڑے بڑے نامور اہل قلم نے کارنامہ ریف کو اس امر کا ثبوت گردانا کہ پان اسلامزم کا خیال جس کی تردید دورانِ جنگ ترکی ہو چکی تھی۔ اس گئے گذرے زمانے میں بھی ایک زندہ حقیقت ہے۔ اور مغربی اقوام کو مسلمانانِ عالم سے خبردار رہنا چاہیئے جن کا سیاسی نظام خواہ کیسا ہی بھدا کیوں نہ ہو ان میں وہ جوہر ہے کہ درماندہ اور قلیل البضاعت جماعتوں کو مجبر العقول حسنِ عمل و تعاونِ باہمی کا اہل بنا سکتا ہے۔ ترکوں کے عمل ایثار

اور ریفیوں کی ظفر مندی کو اس امکان کا پیش خیمہ قرار دیا جاتا۔ جبکہ مابعد جنگ کی اتحادی قرار دادوں سے ہزار مسلمان کہیں پھر متحد ہو کر یورپ پر نہ چڑھ آئیں مگر یہ ڈراؤنے الفاظ بالعموم ایسے لوگوں کی زبان سے سُنے جاتے تھے۔ جنگی پالیسی صرف یہ تھی کہ مغربی دنیا کو مشرقی دنیا کے بھڑکایا جائے اور مشرقی قومی آزادی کی بچی کھچی یادگاریں بھی صفحۂ ہستی سے مفقود ہو جائیں۔ اس امر کے دہرانے کی ضرورت نہیں کہ اس خیال کے افراد بہت کثرت سے ہیں۔ ان کے برخلاف ایک قلیل التعداد محدود الوسعت اور محدود الاثر ایسی جماعت بھی تھی۔ جنہیں آئے دن کی یورپی چیرہ دستیاں ایک نظر نہ بھاتی تھیں۔ اور وہ اس امر کے مدعی تھے کہ وہ مشرقی جماعتیں اور ممالک جو نسلاً۔ مذہباً متحد ہیں انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے بلکہ جہاں کہیں ترقی اور اصلاح کا جذبہ رونما ہو۔ اس کو تقویت دینے کی کوشش کی جائے تاکہ مشرق اور مغرب کا بعد جو دن بدن ترقی پر ہے کم ہو اور اس امکان کی صورت پیدا نہ ہو جبکہ یورپی تاخت سے گھبرائی ہوئی مشرقی قومیں آخر کار ننگ آمد بجنگ آمد کے اصول پر مجبور ہوں چونکہ راقم الحروف کو دوران قیام یورپ وادارت مسلم سٹینڈرڈ و اخبارات اسلامیہ اس گروہ کے نیکدل افراد سے مختلف ممالک میں ملنے کا اتفاق ہوا لہٰذا بندہ نے یہ ضروری سمجھا کہ مجاہدین ریف جو منظم ہو کر اب ایک حکومتِ مستقلہ کے بانی ہو چکے تھے کا تعارف مغربی دنیا سے کرایا جائے تاکہ یورپ کے بعض خدا ترس اور انسانیت شناس بزرگ آویزش ہسپانیہ و ریف کے حل کرانے میں معاون ہوں اور اسلامِ افریقہ کا یہ ٹمٹماتا ہوا چراغ مغربی سیاست کی تیز و تند آندھیوں سے بجھ نہ جائے چنانچہ راقم نے سیدی امیر محمد بن عبدالکریم کو ایک مکتوب روانہ کیا اور مجاہدہ ریف کے متعلق معلومات

بھیجنے کا شکریہ ادا کرکے ان سے استدعا کی کہ یورپ میں ایک مشن سیاسی وفد روانہ کریں جن کا یہاں کے اکابر سے تعارف کرایا جائے اور اہل ریف جنکو یہاں کے اخبارات وحشی جنگی خیال کرتے ہیں کے دعاوی کے متعلق صحیح حقائق کی اشاعت سے یورپی دنیا کو اس غلط فہمی سے بچایا جائے جس میں جمہور تو خیر بڑے بڑے مدبرین ملکی و اہل سیاست مبتلا ہیں۔ امیر محمد بن عبدالکریم نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور ایک مشن مشتمل بر سدی عبدالکریم بن الحاج آلبقیوی و سدی محمد بن محماو الوجبار لندن کی طرف روانہ کیا۔ ان بزرگوں میں سے پہلے صاحب جو شیوخ ریف میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ اور ہسپانوی۔ فرانسیسی اور کسی قدر انگریزی زبانیں جانتے تھے۔ امیر وفد تھے۔ اور سدی محمد بن محما ایک عالی خیال نوجوان جو امیر محمد بن عبدالکریم کے رشتے کے بھائی تھے رکن ثانی تھے۔ یہ مشن اوائل مئی ۱۹۲۲ء میں لندن پہنچا اور ۴ ماہ کے قیام کے بعد ریف واپس گیا۔ گو بظاہر حکومت فرانس اور مراکش اہل ریف کی دوست اور حکومت ہسپانیہ کے خلاف تھی۔ مگر لندن پہنچنے پر اراکین وفد کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ مراکش اور فرانس میں مجاہدہ ریف کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور فرانسیسی عمال خائف ہیں مبادا قبائل مراکش اہل ریف کی نقل کرکے حکومت فرانس کو مشکلات میں مبتلا نہ کریں۔ بنابریں وفد ریف کو علاقہ مراکش میں بھیس بدل کر گذرنا پڑا۔ اور طنجہ اور جبل الطارق اور اس کے بعد تک ان کی حیثیت تاجرانہ سمجھی گئی۔ جیسا کہ مصلحتاً انہوں نے سرحدوں کو عبور کرتے وقت ظاہر کیا تھا +

فصل دوم۔ ادارہ استخبارات اسلامیہ لندن میں وفد ریف کا ورود

لندن میں ادارہ استخبارات اسلامیہ کو ان کی مہمانداری اور دوران قیام ان کے دعادی اور ان کے قومی مقاصد کی انگریزی سیاسی حلقوں میں تبلیغ کی سعادت نصیب ہوئی۔ وفدِ ریف کا ایک لائحہ عمل تیار کیا گیا جس کے مطابق ایک شعبہ استخبارات ایک شعبہ سیاسیات اور تیسرا شعبہ ملاقات قرار پایا۔ شعبہ استخبارات کے ماتحت اخبارات و رسائل میں مضامین لکھے گئے۔ مدیران جرائد و روز نامجات کو ذاتی ملاقات کے ذریعہ سے مجاہدۂ ریف کی حقیقت ذہن نشین کرائی گئی اور حکومت جمہوریہ اسلامیہ ریف کے نظام۔ قواعدِ عمل اور مقاصد کے متعلق ہر قسم کی توضیحات بہم پہنچائی گئیں۔ جب انگلستانی جرائد کو ان انکشافات کا علم ہوا تو ان کی حیرت کی حد نہ رہی اور انہوں نے تحریریں کم مگر زبانی اظہار خیالات میں عربانِ ریف کے تدبر ان کی جرأت اور لیاقت کا اعتراف کیا جس کے سبب میری ڈل وال ہسپانوی سفیر متعینہ لندن نے اخبارات میں تردیدی مضامین شائع کرائے۔ مگر ان کا اثر چنداں نہ ہوا۔ شعبہ سیاسیات کے باب میں تبلیغی اشاعات شائع کی گئیں جن میں قوار مغرب اور عربانِ مراکش و ریف کے سیاسی تعلقات عہد نامجات بین الاقوام و دیگر قرار دادہا اقتصادی و تجارتی کے حوالہ سے یہ ثابت کیا گیا کہ ان عہد نامجات کی ترتیب میں اہلِ ریف کا کوئی نمائندہ شریک نہیں ہوا۔ اور حکومت جمہوریہ اسلامیہ ریف ان کو تسلیم نہیں کرتی اور چونکہ بروئے معاہدہ مابین فرانس و سلطانِ سابق مولائے حفیظ خود مختار حکومت مخزن[۱] کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ حکومت ریفیہ ان مواعید کو قبول کرنے پر مجبور نہیں

---

[۱] حکومت مخزن یعنے حکومتِ مراکشیہ۔

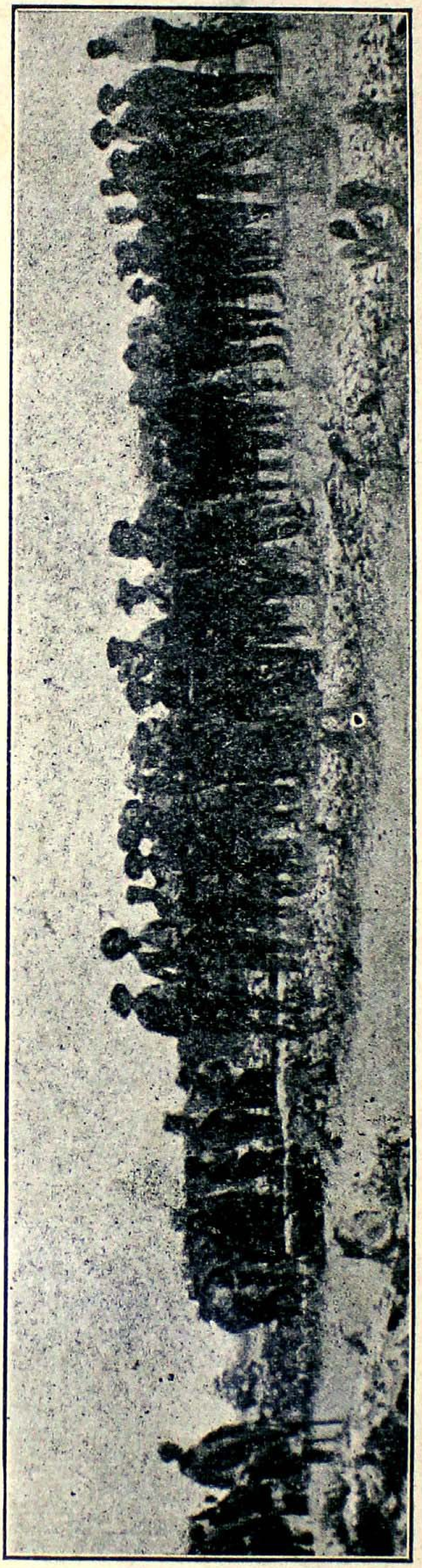

ہسپانوی اسیران جنگ کے ساتھ مجاہدین نے انسانیت کا سلوک کیا

Marfat.com

Marfat.com

شعبہ ملاقات کے ماتحت وفدِ رلیف کی ملاقاتیں نمائندگانِ رائے عامہ و دیگر باا اثر اہلِ سیاست سے کرائی گئیں تاکہ جہاں بعد از جنگ عظیم پولینڈ چیکوسلوواکیا، فن لینڈ اور لیتھونیہ جیسی چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی خود مختار حیثیت کو تسلیم کیا گیا ہے بروئے حق خود اختیاری ایجاد کردہ پریذیڈنٹ ولسن اہل رلیف کی آزادی کے قیام میں کسی قسم کی مخالفت مغربی جمہوریتوں کی طرف سے نہ کی جائے دورانِ قیام لندن وفدِ رلیف کے پاس انگریزی سرمایہ داروں اور تجارتی کمپنیوں کے نمائندے بتعداد کثیر آتے رہے اور ممثلانِ حکومتِ جمہوریہ رلیف کو اقتصادی خوشحالی کے سبز باغ دکھا کر تجارتوں رعایتوں اور کوئلے اور تانبے کی کانوں سے جلب منفعت حاصل کرنے کے اجاروں کے لئے کوششیں کرتے رہے۔ مگر نمائندگانِ رلیف نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ جبتک حکومتِ جمہوریہ کی خود مختار حیثیت کے متعلق دولِ یورپ بالخصوص حکومت انگلستان و فرانس سے کسی قسم کا تصفیہ نہ ہولے ان تجارتی رعائیتوں کے باب میں گفت و شنید کرنا وفدِ رلیف کے اختیارات سے باہر ہے۔ وفدِ رلیف کی بعض انگریز ارکینِ حکومت سے بھی غیر رسمی ملاقاتیں ہوئیں جس میں انہوں نے برملا حکومتِ جمہوریہ کے وجود کو تسلیم کرنے سے پہلو تہی کی۔ وجہ یہ تھی۔ کہ حکومت فرانس و برطانیہ کے بعض عہد نامے تھے جو اس قسم کے کسی اعتراف کے مانع تھے۔ اور حکومتِ ہسپانیہ اس امر کی منتظر تھی کہ برطانیہ کی طرف سے اس قسم کی کوئی گفتگو ہو اور وہ مسئلہ جبل الطارق کو معرض بحث میں لائے اور انگریزوں سے تخلیہ جبل الطارق اور رلیف کے ساحلی مقامات سے اس کے تبادلے کے لئے کوشش کرے جس کی اس کو آرزو تھی۔ مگر برطانیہ حصارِ جبل الطارق سے دستبردار ہونے اور ریفی ساحل سے اس کا تبادلہ کرنے کے

Marfat.com

تیار نہ تھی۔ بنا بریں وفدِ ریف کو اپنے اصلی مقاصد میں کامیابی نہ ہوئی۔ گو اغراض ثانویہ کسی قدر پوری ہوگئیں اور اکابر برطانیہ کو اس حقیقت کا کافی وشافی علم ہوگیا کہ اہلِ ریف بالکل وحشی تندخو لٹیرے نہیں بلکہ آزادی کے دلدادہ معاملات کو سمجھنے والے متحد و منظم افراد ہیں اور ان کا صدرِ جمہوریت ایک یورپی تعلیم یافتہ ماہر جنگ اور ماہر سیاست لیڈر ہے۔ وفدِ ریف انگلستان سے رخصت ہو کر فرانس جانا چاہتا تھا۔ مگر ہسپانوی سیاست کے خفیہ رشتے ایوان کے دوسائی یعنے نظارت خارجہ فرانس تک پھیل چکے تھے۔ ان کو فرانسیسی سرزمین پر قدم رکھنے کی اجازت نہ ملی۔ رخصت کے وقت نمائندگان ریف کی خدمت میں ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے مجروحین ریف کی اعانت کے لئے پانچ سو پونڈ کا ایک خریطہ عطیہ جمعیت مرکزیہ خلافت ہند پیش کیا گیا جسے انہوں نے باچشم تر قبول کیا اور دعا کی کہ پروردگار اخوتِ اسلامیہ کے نام لیواؤں کے جذبہ صدیقیہ میں ترقی دے اور اس ناچیز خادم اسلام راقم الحروف کو ریف ہمراہ لیجانے کے لئے اصرار کیا۔ مگر ادارت کی چند در چند ذمہ داریوں کے سبب اس دعوت کو قبول نہ کیا جاسکا۔ دوران قیام وفد ایک اعلان شایع کیا گیا جس میں مجاہدۂ ریف اصلی کی غرض وغایت اور اس کے بعض ہوشربا سانحات کی تفصیل بیان کی گئی۔ اور یورپی اور اسلامی پریس نے اسے شایع کیا۔ اس کے بعض حصے ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔

فصل سوم: اعلان مجاہدین ریف

"ہم عربانِ ریف سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اہلِ ریف ایک متمدن اور مہذب مغربی طاقت کی اطاعت سے کیوں گریز کرتے ہیں جس کا دعویٰ یہ ہے

کہ ریف میں سڑکیں تیار کی جائینگی۔ مدارس قائم کئے جائینگے اور لوگوں کو جہالت سے نکال کر مہذب اور شائستہ بنایا جائیگا۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ ساحل ریف پر اسوقت تک صدیاں ہوئیں حکومت ہسپانیہ قابض ہے مگر اس سے ملیلا سیوطہ طیطوان اور الحسیمس کے باشندوں میں قطعاً کوئی تغیر نہیں ہوا۔ نہ ان مقامات میں تہذیب ہے اور نہ صفائی۔ نہ تعلیم کا کوئی انتظام اور نہ باضابطہ حکومت چند ہزار ہسپانوی جو وہاں آباد ہیں نہایت غلیظ اور بے حیائی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہسپانوی چھاونیوں کے عین بیچ میں فحش خانے ہیں جو ہسپانوی "اخلاق" پر شاہد ہیں۔ ہسپانوی مکانات تنگ اور تاریک ہوتے ہیں جس میں یہ ننگ وطن اپنے بکریوں سؤروں اور مرغیوں سمیت رہتے ہیں۔ اور بے تحاشا شراب کا استعمال کرتے ہیں۔ عمالان حکومت میں رشوت خواری کا مرض عام ہے جس کے بغیر کوئی کام نہیں ہونے پاتا۔ ہم باز آئے ایسی تہذیب سے جو نہ مغربی ہے اور نہ مشرقی"۔

اس کے مقابل ہمارے عربوں کی بستیاں ملاحظہ ہوں جنکی صفائی اور سلیقہ محتاج بیان نہیں۔ عربوں میں صداقت ہے اور وہ لین دین کے نہایت کھرے ہیں۔ جتنے یورپی تاجر جن سے ہمارا واسطہ پڑا۔ ہماری خوش معاملگی کے مداح ہیں۔ جہاں کہیں حکومت ہسپانیہ کا دخل نہیں ہمارے قبائل کا نظام نہایت اعلےٰ ہے۔ ہمارے زن و مرد باحیا اور خوش اطوار ہیں۔ ہمارے ہاں نہ شراب خواری ہے اور نہ زنا۔ ان حالات میں ہم یہ کیسے گوارا کرسکتے ہیں کہ ہم ہسپانویوں کے زیر حکومت ہونے سے خوش ہوں۔ ہمارے اور ہسپانویوں کے درمیان ایک دائمی بُعد ہے جسے موت بھی دور نہیں کرسکتی اور ہم اس مغربی تمدن و تہذیب سے جسے ہسپانوی ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ حد درجہ متنفر و بیزار ہیں۔ علاوہ بریں ہسپانوی کاہل ہیں بزدل ہیں اور پرلے درجے کے غبی ہیں۔ ہم میں اور ان میں کسی قسم کا ارتباط نہیں

ہو سکتا۔ آج سے نہیں بلکہ ۲۰۰۰ سال سے ہمارا اور ان کا عناد ہے۔ ہم مولائے مراکش کے جو مسلمان اور نسلاً عرب ہے مطیع نہ ہو سکے تو ہسپانویوں کے کب ہونگے مراکش کا صرف ایک تاجدار حدود ریف میں داخل ہوا اور مولائے حسن نے جو دور اندیشی کے پتلے تھے اپنے لشکر کو ہمارے مقدس شہر شہشوان سے فاصلے پر خیمہ زن ہونے کا حکم دیا اور خود بہ نفس نفیس حضرت علی بن رشید بانی شہشوان اور اہل ریف کے مرجع عقیدت کے مزار پر فاتحہ خوانی کرنے آئے اور پھر رخصت ہو گئے۔ اہل ہسپانیہ میں تو اتنی بھی ملکداری نہیں پھر کس برتے پر ریف پر تصرّف پیدا کرنے کا خیال ہے۔ ہم ہمیشہ حکومت ہسپانیہ سے برسرپیکار رہے اور آج حکومت جمہوریہ کے ماتحت اور صدر جمہوریہ سیّدی امیر محمد بن عبدالکریم کی قیادت میں ہم نے ان کو ملک سے نکال باہر کیا۔ ہم آزاد ہیں اور انشاء اللہ آزاد رہینگے۔ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

فصل چہارم۔ وفد ریف کا جمعیت الاقوام کے نام محضر نامہ

دوران قیام لندن وفد ریف نے ایک محضر نامہ تیار کیا گیا جسے بوساطت رائٹ آنریبل سیّد امیر علی صاحب بالقابہ رکن پریوی کونسل ملک معظم سکرٹری جنرل "لیگ آف نیشنز" جمعیت الاقوام کے پاس بھیجا گیا اور اس کی متعدد نقول اراکین قابینہ برطانیہ۔ فرانس ہسپانیہ۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ۔ ایران۔ ترکی سوئٹزرلینڈ کی خدمت میں بھیجی گئیں یہ محضر نامہ قیام حکومت مستقلہ جمہوریہ اسلامیہ ریف کے متعلق دنیا کی آزاد قوموں کے نام گویا ایک اعلان تھا اور اس میں جمعیت اقوام سے استدعا کی گئی تھی کہ وہ نوزائیدہ حکومت ریف کو تسلیم کر کے اس کا خیر مقدم کریں۔ اسکی مختصر دفعات حسب ذیل ہیں:-

بنام معتمد عمومی جمیعۃ الاقوام۔ جنیوہ۔

ہرگاہ معتمد قبائل ریف نے حکومت ہسپانیہ حکومت فرانس و دیگر دول کے

عہد ناموجات متعلقہ مراکش میں کبھی شرکت نہیں کی انکے نمائندے علاقہ ریف پر حکومت ہسپانیہ کے دعاوی نظام استعماری کو مسترد کرتے ہیں۔

ہرگاہ بروئے نتائج جنگ عساکر ہسپانیہ علاقہ ریف سے نکال دیئے گئے ہیں اور عساکر ریف انکی جگہ ملک کے چپہ چپہ پر پھیل چکے ہیں متحدہ قبائل ریف حکومت ہسپانیہ کے زیر اثر نہیں رہے۔

ہرگاہ متحدہ قبائل نے ہبوط عساکر ہسپانیہ کے بعد علاقہ ریف میں ایک حکومت کی ابتدا کی ہے جس کا وثیقہ اسے جمہور ریف کی طرف سے حاصل ہے آئندہ علاقہ ریف پر کسی قسم کے خارجی اثر کے وجود کو تسلیم نہ کیا جائیگا۔

ہرگاہ اس حکومت مستقلہ کو بعنوان حکومت جمہوریہ اسلامیہ ریف قائم کرکے اہل ریف نے اپنی بیزاری از ہسپانیہ اور اپنے عزم متعلق استقلال متحدہ قبائل ریف کا ثبوت دیا ہے۔

ہم ممثلان حکومت ہذا و نمائندگان جمہور ریف اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ علاقہ ریف حدود مراکش سے جسکا سلطان اپنے اختیار اور آزادی سے محروم ہے علیحدہ سمجھا جائے اور اسپر ہر قسم کی سلطان سیادت کالعدم سمجھی جائے۔ نیز ہم ممثلان حکومت ریفیہ اس امر کے مدعی ہیں کہ حکومت ہائے شریک جمعیت الاقوام ہماری آزادی کا اعتراف کریں اور ہمارے علیحدہ وجود کو تسلیم کریں تاکہ جمعیت ہذا کے بلند پایہ دعاوی کی تصدیق ہو۔

اگر آزادی ریف کا دعوے ایوان جمعیت میں کامیابی کی سند حاصل کرسکا تو ہم اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ حکومت جمہوریہ ریف ان یورپی اقوام سے جو ہماری آزادی اور اختیار سے منکر نہ ہوں۔ ہر قسم کے تجارتی۔ اقتصادی۔ سیاسی اور مذہبی مراعات و رواداری کے مفاہمات کرنے کے لئے تیار ہے۔

جمہوریہ ریف کسی یورپی قوم نظام یا مذہب کے مخالف نہیں الا اس قوم کے جو ہمارے جائز حقوق سے منکر ہو۔

ممثلان جمہوریہ اسلامیہ ریف

عبدالکریم بن الحاج علی الیقبوی محمد بن محماد ابوجبار

از دفتر مسلم سٹینڈرڈ لندن۔

مجلس انتظامیہ ریف کا مکتوب شکریہ بنام مدیر مسلم سٹینڈرڈ

الحمد لله وحده صلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم تسليما

حضرة المحترم السيد عبد القيوم بعد التحية والاحترام نخبركم بأننا لا نستطيع
أن نعبر لكم عما حصل لنا من الاحترام والسرور عندما سمعنا..
بهذا الاتفاق من المساعدة والاستياء من بلادكم من أجل تسلطهم علينا وبما
بين إخواننا الهنود على العواطف الحبية والشعور الديني
والتبرع من الأعمال الخيرية والمساعدات المالية والأدوية نحو العالم الإسلامي
في ظروف متعددة وإرسالات تشريفية وسالكين مرور المؤمنين
وتجل علامة المسلمين على الامتنان والاعتراف بالجميل لهذا الإشعار العظيم
وعليه بالنيابة عنا وباسم الشعب الريفي نقدم محض تشكراتنا ومحض تحياتنا
جميع أعضاء جمعية الهلال الأحمر خصوصا وللإخوان الهنود
جميعا خالص تشكراتنا ودوام الثناء ونطلب الله تعالى أن يكلل
أعمالكم بالنجاح وينصركم على أعداء الإسلام حتى تقر به عيون
المسلمين في مشارق الأرض ومغاربها إنه على ما يشاء قدير وبالإجابة جدير

تحريرا بأجدير ۱۱ شعبان ۱۳۴۱

الكاتب المالية السيد ... المتصرف العام

نائب الملك
وزير الخارجية
محمد بن محمد أزرقان

أمين لدار الحكومة
محمد بوجي محمد
المتسم

معتمد السفارات الإنتياميه

محمد بن عبد الكريم الخطابي

عبد الكريم
وزير ...

مجلس انتظامیہ ریف کے مکتوب کا ترجمہ

الحمد للہ وحدہ صلے اللہ علے سیدنا محمد وآلہ و اصحابہ وسلم تسلیماً۔

سعادت المحترم السید عبد القیوم لک تحیتہ واکرام۔

ہم کو آپ کے حالات پہنچنے پر اور ان کے سُننے پر جو ہمارے سفرائنے ہم کو سنائے نہایت خوشی اور مسرت حاصل ہوئی۔ آپ نے ان کی حمایت کی اور دورانِ قیام (لندن) ان کی طرف خوب توجہ کی۔

ہم قربان ہوئے اپنے ہندی بھائیوں پر بوجہ ان کی زندگی بخش مہربانیوں کے دینی شعور کے۔ اور نیک اعمال کے۔ اور قلمے اور درمے مدد کرنے کے جو انہوں نے عالم اسلام کے متعلق کی متعدد چیزوں کے دیکھنے سے۔ اور زمانے کے شدید حالات کے سبب ہم نے مسلمانوں کی کوششوں کی خبروں کو احسانمندی اور کمال اعتراف کے جذبات کے ساتھ سنا تحقیق یہ بہت احسن شوق ہے اور تحقیق ہم اپنی طرف سے اور قوم ریف کی طرف سے آپ کی خدمت میں اور جملہ اراکین ہلال احمر بالخصوص اپنے ہندی بھائیوں کی خدمت میں خالص شکریے اور احسانمندی کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ اور پروردگار سے دعا کرتے ہیں کہ ذات باری تعالےٰ ان کو نیک کاموں اور رستگاری کی طرف پہنچائے۔ اور دشمنوں پر فتح دے۔ نیز دعا کرتے ہیں کہ پروردگار قادر و توانا مسلمانانِ شرق وغرب کی مدد ہم تک پہنچائے۔ والسلام۔ مجریہ ۱۱ شعبان ۱۳۴۱ھ

النائب السکان	المتصرف العام	نائب المکاتب الخارجیہ
محمد المعلم	محمود بن عبد الکریم	محمد بن محمد ازرقان
امین ذخائر حربیہ	معتمد شعائر اعتباریہ	محمد بن عبد الکریم۔
محمد بن حاج محمد	عبد الکریم بن البحر	الخطابی الریفی۔

Marfat.com

باب ہفتم

جمہوریہ ریف کا نظام اور اس کا مستقبل

فصل اول۔ جمہوریہ ریف کا نظام

ریسولی کی گرفتاری کے بعد گویا وہ تمام علاقہ جو مغربی ریف کہلاتا تھا اب حکومت جمہوریہ کے زیر نگین آچکا ہے اور معدودے چند مقامات ساحلی کے سوا ہسپانوی حکومت کے حدود قطعی طور پر معین ہو چکے ہیں۔ جہانتک جنگ کا تعلق ہے وادی القرط کی تاریخی اور فیصلہ کن لڑائی کے بعد فی الحقیقت ہسپانویوں کے قدم اُکھڑ چکے تھے۔ اور اب ان میں تاب نہ تھی کہ پھر اندر کا رُخ کریں اور امیر محمدؐ بن عبد الکریم نے اپنے جدید نظام کے ماتحت اگر ایک طرف ہسپانویوں کو اپنے ساحلی مقامات میں جنگی جہازوں کے گولوں کی زد تک رکھا تو دوسری طرف ملک کے عرض و طول میں دورے کر کے جمہور ریف کا ایک نہایت احسن اور جامعہ نظام تیار کیا جس کے ماتحت ملک کے مختلف قبائل اپنی اپنی حدود میں منقسم کئے گئے ہر ایک قریہ میں ایک مقامی مجلس قایم کی گئی جس کا مختار ایک شیخ مقرر کیا گیا اور پھر کئی ایک قریوں کا ایک دایرہ مقرر کر کے اس پر ایک قائد مقرر ہوا۔ اور ان سب ادارات پر بنی الزیال کی قیادت مقرر ہوئی۔ یہ قبیلہ ملک کا متمول ممتاز اور

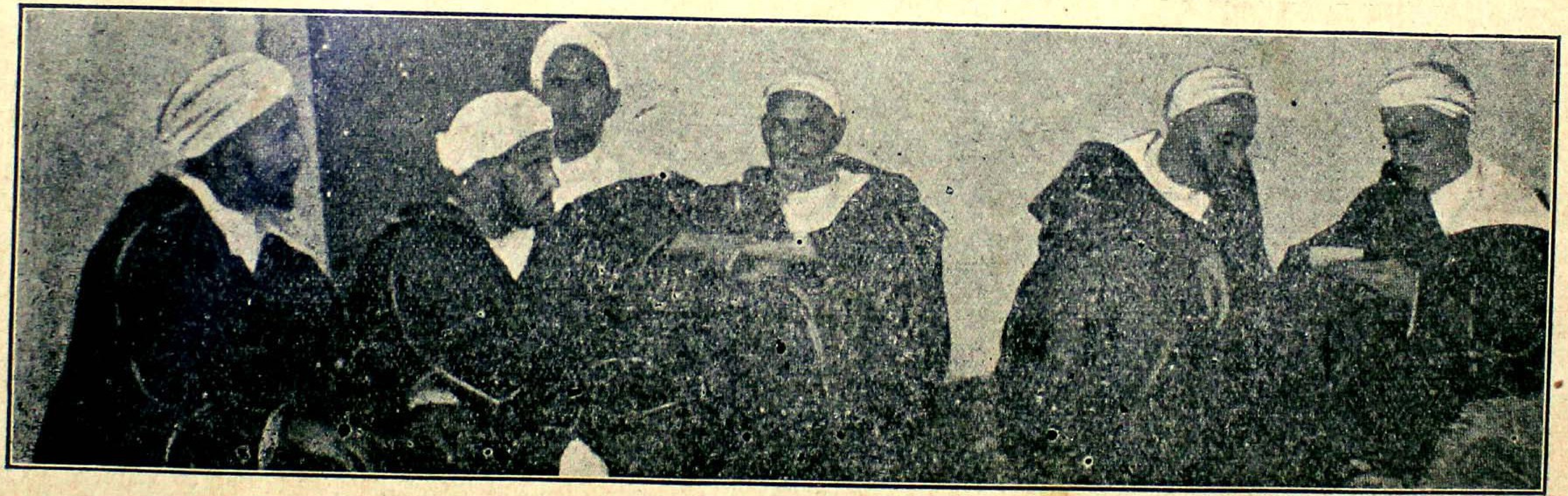

مجلس انتظاميه ريف

سدي محمود بن عبدالكريم   سدي محمد ازرقان   سدي عبدالكريم بن البحر   سدي بن هادي   سدي محمد المعلم

سدي محمد بن هاج

Marfat.com

Marfat.com

حکمران قبیلہ ہے اور امیر عبدالکریم خود اسی کے رکن ہیں۔ جب قبائل کی شیرازہ بندی ہو چکی تو جمعیت انتظامیہ نے تمام آبادی کے تین حصے مقرر کئے اور ایک حصہ کو زراعت کرنے اور غذا پیدا کرنے کا فرض سپرد کیا گیا تو دوسرے گروہ کو ملکی منڈیوں میں غلہ۔ اجناس۔ کپڑے۔ گھوڑوں۔ بکریوں۔ اونٹوں و دیگر مویشی کی خرید فروخت اور نسل بڑھانے کا کام دیا گیا۔ اور تیسرے گروہ کو ملکی حفاظت کا وظیفہ عطا ہوا بچے۔ بوڑھے اور خاص حالات میں عورتیں ان فرائض کی ادائیگی سے مستثنیٰ سمجھی گئیں ملک کی آبادی تقریباً ایک ملین یعنی دس لاکھ کے قریب ہے اور اس تقسیم کے مطابق جمہوریہ ریف کے عساکر جو میدان جنگ میں جا سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ ۵۰۰۰۰ اور کم سے کم ۲۰۰۰۰ کے قریب ہیں گو دشمنوں کے پاس نہ صرف دو لاکھ فوج بلکہ ایسا سامانِ حرب موجود ہے جسے ریفیوں نے پہلے کبھی دیکھا نہیں۔ جابجا مقامی ذخایر مقرر کئے گئے ہیں جس میں گرفتار شدہ مال غنیمت از قسم اسلاح۔ گولہ بارود۔ وغیرہ جمع کیا جاتا ہے اور پھر اسی میں سے مجاہدین کو دیا جاتا ہے تاکہ ہسپانوی عساکر کے خلاف استعمال کریں۔ ریفیوں کی بڑی کمی توپوں کے گولوں کی کمی ہے جو صرف یورپ سے آ سکتے ہیں۔ گو ہسپانیہ سے کافی ذخایر میدانِ جنگ میں آتے رہتے ہیں مگر اس میں سے نصف سے کم ریفیوں کے ہاتھ لگتا ہے۔ حال میں امیر محمد بن عبدالکریم نے ایک اعلان کے ذریعہ سے عساکر ریف کے حربی ساز و سامان کی فراہمی کے متعلق یہ شایع کیا۔ "یورپی اخبارات میں افواہ مشہور کی گئی ہیں کہ ہمیں انگلستان اور جرمنی سے سامان جنگ اور افسر بھیجے گئے۔ یہ قطعی غلط ہے۔ ہماری فوج میں کوئی اجنبی نہیں اور نہ ہمیں کسی مغربی طاقت سے کسی اعانت کی توقع ہے اور نہ ہم یہ مدد چاہتے ہی ہیں۔ ہم بندوقوں کی گولیاں اور بم خود تیار کرتے ہیں مگر توپوں کے گولوں کی شدت سے کمی ہے اور نہ ہمارے پاس لمبی مار کی توپیں ہیں اور ہوائی جہاز

Marfat.com

دو ہیں جو شکستہ اور ناکارہ ہیں۔

سب سے بڑی خدمت جو امیر محمد بن عبد الکریم نے کی وہ ملک میں اندرونی امن اور عدل کے قیام کے متعلق تھی۔ جابجا شرعی محکمے کھل چکے ہیں اور پہاڑی اور میدانوں گذروں اور راستوں پر ہر طرح کا امن ہے۔ ایسی حالت جنگ میں چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ قبائل جو پہلے ہمیشہ آپس کے عناد اور سرحدی پٹھانوں کی طرح جنگ و جدال میں مصروف رہتے تھے۔ اب زیادہ بے خطری کے ساتھ ایک دوسرے پر ڈاکے ڈالتے۔ مگر انتظام جمہوریہ کا سب سے درخشاں کارنامہ اہل ریف کا اتحاد اور قیام امنیت ہے اگر یہ حالات نہ ہوتے تو ساز و سامان سے آراستہ مسلح ہسپانیہ کے مقابل عربان ریف کے لئے ایک دن بھی ٹھہرنا ناممکن ہو جاتا۔ یہ جنگ یوں تو صدیوں سے جاری ہے مگر حال کی لڑائی جو ۱۹۱۹ئہ سے شروع ہے صرف اسی لئے کامیابی کے ساتھ جاری ہے کہ اہل ریف نہ صرف نہایت متحد، حوصلہ مند اور شجیع ہیں بلکہ نہایت منظم و متمدن ہیں۔ خود امیر محمد بن عبد الکریم کا دبدبہ اور اس کے متعلق عربان ریف کے مخلصانہ جذبات اس امر کی شہادت ہیں کہ صدر جمہوریہ نہ صرف جانفروش مجاہد ہے بلکہ ایک دور اندیش تعلیم یافتہ مدبر لیڈر اور ماہر جنگی افسر۔ مجاہدین نے ہسپانویوں سے کئی ایک موٹر کاریں چھینیں جن میں سے ایک صدر جمہوریہ کی سواری میں ہے۔ جس میں وہ روز خود ملیلہ کی دیواروں کے نیچے تک کی ریفی چوکیوں کا معائنہ کرنے جاتے ہیں۔ اور ایک موٹر کشتی پنین دی ولاز جزیرے کے سامنے ایک مقام میں پوشیدہ رکھی جاتی ہے جس میں وہ رات کے وقت ہسپانویوں کی برّی اور بحری اسلاح کے متعلق بہ نفس نفیس معلومات حاصل کرنے جاتے ہیں اور پھر ان کے مطابق اپنے عساکر کی نقل و حرکت کا انتظام فرماتے ہیں امیر اس خم ایک سڑک تیار کر رہے ہیں جو سارے ریف میں سے گھوم کر گذرےگی اور نہ صرف تجارت

Marfat.com

اور قبائل کی آمد و رفت کیلئے سہولت بہم پہنچائیگی بلکہ مجاہدین رلیف کی نقل و حرکت کیلئے
نہایت مفید ثابت ہوگی۔ اس تمام انتظام کی نگران ایک مجلس انتظامیہ ہے جس کے
اراکین ملک کے صاحب حیثیت۔ صاحب اثر ہوشمند اہل الرائے ہیں جو اپنے فرائض
کو نہایت دیانت داری اور دلدہی کے ساتھ سر انجام دے رہے ہیں۔ مشتے
نمونہ از خروارے جب مجھے لندن میں اراکین وفد رلیف کی مہمانداری کی سعادت
اور فخر نصیب ہوا تو میں نے ان نمائندگان حکومت جمہوریہ کو ان تمام صفات سے متصف
پایا جو کامیاب ہونے والی قوموں کے افراد کے لئے از بس لازمی ہیں۔ دورانِ جنگ
۱۹۱۹ء جنگ ہسپانوی اندرون ملک میں بڑھتے رہے اہلِ رلیف جو اس وقت
تک بھی منتشر قبائل کا مجموعہ تھے کسی قسم کے مستقل نظام سلطنت کو قائم نہ کر سکے
حالت یہ تھی کہ جہاں کہیں عساکر ہسپانیہ کے حملے ہوتے تھے مقامی اعراب اپنے
اپنے شیوخ کے ماتحت ان کی مدافعت کرتے تھے اور چونکہ ابتدائے جنگ میں
انہیں جبل قرور سے جنوبی سمت کی طرف ہٹ آنا پڑا تھا۔ یہ تمام قبائل ضلوان
کے جنوب کی طرف اُتر آئے اور مقامی مرکزوں میں جمع ہو کر ردِّ عمل کی تدابیر
سوچنے لگے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جنگ ۱۹۲۱ء کے شروع ہوتے ہی ہسپانوی ان
تمام مقامات سے چند ماہ کے اندر اندر نکال دیئے گئے اور سارے کے سارے
ملک پر جسے ہسپانویوں نے صرف کثیر اور شدید نقصان جان کے بعد تسخیر کیا تھا۔ مجاہدین
رلیف کا تصرف ہو گیا۔ اس تصرف کے ہوتے ہی سیدی امیر محمد بن عبد الکریم نے مستقل
جمہوریہ رلیف کا اعلان کر کے سارے ملک کے پانچ زاویے مقرر کیئے:۔

اوّل زاویہ ضلوان زاویہ ضلوان حدود رلیف کا ایک اہم حصہ ہے۔ جبلِ قرور جو
حصارِ ملیلا اور زاویہ ضلوان کی درمیانی حد فاصل ہے کے قریب ہونے کے سبب
ضلوان مجاہدین رلیف کا حربی مرکز ہے۔ اس مقام پر گولہ بارود کا وہ ذخیرہ جو ابتدا

Marfat.com

کی جنگوں میں ریفیوں کے ہاتھ لگا جمع ہے ۔ علاوہ بریں بندوقوں کی گولیوں کا مختصر سا کارخانہ ۔ گھوڑوں کی زینوں کا سراج خانہ ۔ مختلف حرکوں اور ان کے گھوڑوں کے لئے ذخیرہ خوراک ۔ وادی ضلوان کے چشموں کا پانی ۔ اور ساحل رلیف پر لڑنے والے مجاہدین کا ڈپو ہے ۔ قصبۂ ضلوان کی آبادی بحالت امن دس ہزار سے زائد نہیں ہوئی ۔ مگر جنگ ۱۹۱۹ء میں اسے بالکل خالی کر دیا گیا تھا ۔ جنگ ۱۹۲۱ء میں مجاہدین نے از سر نو اس کے شکستہ مکانوں کی تعمیر کرلی ۔ اور اسے عساکر ملی کا مرکز ہراول مقرر کیا ۔ زاویۂ ضلوان ملکی انتظام کے لحاظ سے ایک وکیل کے ماتحت ہے ۔ وکالت گویا ایک صوبے کی حیثیت رکھتی ہے اور وکیل اس حصے کا سول ناظم سمجھا جاتا ہے ۔ وکالت ضلوان کے ماتحت دو ادارے ہیں جنکے افسر کو مختار کہتے ہیں ۔ جو وکیل زاویہ کی نگرانی میں محاصل ملکی جمع کرنے ۔ تجارتی منڈیوں کے کاروبار کا انتظام کرنے ۔ سڑکوں پر امن قائم رکھنے اور قبائل کی بکریوں ۔ اونٹوں اور گھوڑوں کی تعداد کا حساب رکھنے کی خدمات سرانجام دیتے ہیں ۔ ان عاملوں کی کوئی تنخواہ مقرر نہیں ۔ اور انہیں یہ فرائض لبطور خادم ملک و ملت سرانجام دینا ہوتے ہیں ۔ ہر ایک مختار کا تقرر قبائلی دائرہ کے انتخاب سے عمل میں آتا ہے اور زاویۂ کے شیوخ ایک سربرآوردہ شیخ کو وکیل منتخب کرکے ناظم زاویہ مقرر کرتے ہیں ۔ قبائلی اور اسلامی روایات مساوات کی شدت سے پابندی کیجاتی ہے اور گو کہیں کہیں بعض شیوخ اپنی جماعتوں کے جدی شیخ ہیں ۔ مگر ملکی انتظام میں ممتاز حصہ لینے کے لئے انتخاب جمہور کی سند لازمی ہے ۔ ۱۹۲۲ء سے زاویہ ضلوان کے وکیل سدی موسٰے بن ادریس ہیں جو ایک زمانے میں حصار ملیلا میں ہسپانوی عساکر کے لئے سامان رسد پہنچایا کرتے تھے ۔ اور ہسپانوی اور فرانسیسی زبانوں سے واقف ہیں ۔ سدی موسٰے غذا کی فراہمی ۔ اس کی تقسیم اور ذخائر حرب کا اہتمام کرنے میں ید طولے رکھتے ہیں اسی بنا پر ان

کا انتخاب لبطور وکیل صنلوان عمل میں آیا اور سیدی موصوف ۱۹۲۱ء سے لیکر آج تک
نہایت کامیابی کیساتھ اپنے فرائض کی سرانجام دہی فرما رہے ہیں۔

دوسرا زاویہ الحیمس ہے۔ یہ زاویہ انتظام ملکی کے لیے نہیں قایم کیا گیا۔ بلکہ صرف زاویہ حرب ہے اور خلیج حیمس کے سامنے حصار ملیلا کے قریب واقع ہے۔ زاویہ حیمس کے تمام دہات اور قریے ہسپانویوں نے ابتدائی جنگوں ہیں جلاکر برباد کر دیئے اور تمام درختوں اور کھجوروں کے باغات کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اب نہ اس زاویہ ہیں ایک تنکا ہے اور نہ کوئی پختہ مکان۔ پہاڑوں کی وادیوں اور غاروں۔ اور ریت اور کنکروں کے میدانوں پر ہر طرف جنگی استحکامات یا ریت کی بوریوں کے دمدمے بنے ہوئے ہیں جنپر رات دن ہسپانوی عساکر کی ایکطرف اور دوسری طرف مجاہدین مراکش کی آتش باری ہوتی رہتی ہے۔ زاویہ الحیمس کے وکیل کا صرف ایک فرض ہے اور وہ یہ کہ ذخائر حرب اور سامان غذا کی جو اسکی تحویل ہیں دیا گیا ہو نگرانی کرے اور مختلف فوجوں اور حرکوں کے درمیان مقررہ قاعدوں کے مطابق اسے تقسیم کرے۔ زاویہ الحیمس کے وکیل کا نہایت شاندار وہ کارنامہ ہے جسکے رُو سے اُس نے ہسپانوی سامان جنگ کی ایک کثیر مقدار کو پے در پے ہسپانوی کوششوں کے باوجود محفوظ رکھا اور جو اور خشک کھجوروں کے انباروں کو زمین دوز غاروں میں بند کر کے کامل دو سال تک ایک ہسپانوی سپاہی کو ان کے قریب نہ آنے دیا۔ وکالت حیمس کے ماتحت کارتوسوں کو بھرنے کا ایک مختصر کارخانہ بھی ہے۔ جہاں ہسپانویوں اور ریفیوں کی مستعمل گولیوں کی ٹوپیاں کو میدان جنگ سے چن کر لایا جاتا ہے اور از سرِ نو انہیں گولیاں بنایا جاتا ہے مجاہدین کی کمال دور اندیشی اور ان کی جنگی مشکلات کی شدت کا صرف اسی امر سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ مجاہدین کو جبکہ وہ جنگ کے بعد آرام کرنے اور دم لینے کے مقامات کی طرف آتے ہیں تو اپنے ہمراہ جسقدر ممکن ہو چلی ہوئی گولیوں کی تانبے کی ٹوپیاں۔

اور راستوں پر ہر قسم کا گرا پڑا سامان اپنے ہمراہ لانا پڑتا ہے تاکہ ان کی مرمت اور تجدید ہو کر ان کو دوبارہ بلکہ سہ بارہ استعمال کیا جا سکے۔ اسی لئے زاویہ الحسیمس میں ہر ایک پہاڑی درے میں کثرت سے جنگی سامان کے ٹوٹے پھوٹے اجزا ملینگے جنہیں مجاہدین رلیف کے کاریگر ٹھوک ٹھاک کر استعمال کے قابل بناتے ہیں۔

تیسرا زاویہ محاذ ملیلا ہے جو ریف کی انتہائی مشرقی سمت میں واقعہ ہے۔ اس زاویے کی ملکی حیثیت بھی ہے اور جنگی بھی جنوب مشرق کی طرف سے آنے والے قافلے زاویہ ملیلا کی وکالت کے ماتحت اپنا کاروبار کرتے ہیں اور اس زاویہ میں سامانِ خورد و نوش کی کثیر مقدار جمع رکھی جاتی ہے۔ گو سیوطہ اور ملیلا کے درمیان کوئی باقاعدہ سڑک موجود نہیں۔ مگر قبائل نے جابجا وادیوں کے درمیان تنگ راستے بنا رکھے ہیں جو گھوڑوں کی ٹاپوں سے صاف اور فراخ ہو گئے ہیں۔ ملیلا کا محاذ جنگ رلیف میں محاذ الحسیمس سے دوسرے درجے کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر ہسپانوی بڑے کا مقام ہونے کے سبب مجاہدین رلیف نے دشمن کی بحری نقل و حرکت کی نگرانی کرنے کا خاص اہتمام کر رکھا ہے۔ اسی زاویے میں ایک پوشیدہ سمندری خلیج میں سیّدی عبدالکریم کی ایک موٹر کشتی ہے جس میں امیر رلیف و اراکین مجلس رلیف خفیہ طور پر رات کے وقت نکل کر ہسپانوی بڑے اور ذخائر حرب کے جہازوں کی نقل و حرکت کی جانچ پڑتال کرتے ہیں اور اہم معلومات حاصل کر کے عساکر ملی کی پوزیشن کے احکام صادر فرماتے ہیں۔ الحسیمس کی خلیج میں دو ہسپانوی جہازوں کے شکستہ اجزاء پڑے ہوئے ہیں۔ جنہیں مجاہدین نے ہسپانویوں سے چھینی ہوئی توپوں کی مدد سے غرق کیا جب سے ہسپانیہ نے شکست کھا کر تخلیہ رلیف کی تکمیل کی ہے محاذ ملیلا کی اہمیت دو چند بڑھ گئی ہے کیونکہ یہ مقام شمالِ مراکش کے قریب ہے اور فرانسیسی لشکر کا بسیرا ہے۔ اب لڑائی کا زور زیادہ تر اس طرف ہے۔

چوتھا زاویہ شہشوان ہے

جو ملک کا صدر زاویہ ہے اور ملکی انتظام کے اعتبار سے سارے ملک کی جان ہے۔ شہشوان ایک خاصہ آباد شہر ہے اور آج کل اسکی آبادی ۵۰،۰۰۰ ہزار نفوس سے کم نہیں۔ شہشوان کو آٹھویں صدی میں سدی حضرت مولائے علی بن رشید نے آباد کیا۔ چنانچہ ان کا مزار اہل رلیف کا مرجع عقیدت ہے اور ہر سال ہزاروں ریفی وہاں آکر فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔ جنگ ہسپانیہ و رلیف کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ مولائے عبدالعزیز سلطان مراکش کے عہد حکومت میں ہائی کمشنر ملیلا نے اپنا صدر مقام شہشوان میں بدلنے کی خواہش کی یہ بات اعراب رلیف کو نہایت ناگوار گذری کیونکہ وہ یہ گوارا نہ کر سکتے تھے کہ کوئی غیر مسلم اس دیار مقدس میں سکونت اختیار کرے۔ ایک مرتبہ ایک ہسپانوی یہودی تاجر بن کر ۱۸۵۹ء میں اس میں داخل ہوا۔ مگر راز افشا ہونے پر صدر قاضی شہشوان کی عدالت میں سے اسکی موت کا فتوے صادر ہوا شہشوان جدید حکومت رلیف کا صدر مقام ہے اور امیر محمد بن عبدالکریم اسی شہر میں رہتے ہیں شہر کے دو بڑے بازار ہیں جو شہر کے عین وسط میں سے ایک دوسرے کو کاٹتے ہوئے آر پار نکل جاتے ہیں۔ شہر کا بڑا چوک ایک وسیع میدان ہے۔ جس کے چاروں طرف عالیشان عمارات ہیں اور ایک طرف سدی علی بن رشید کی جامع اور ان کا مرقد مبارک ہے صنعتی اعتبار سے یہ جامع جس کے ساتھ ایک مدرسہ ملحق ہے عربی فن تعمیر کی عظیم الشان یادگار ہے زیادہ تر حصہ جبل قردر کے بھورے سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ مگر محرابیں اور ستون وادی اطلس کے نفیس چمکتے ہوئے مہاق البستر سے بنائے گئے ہیں اور اس پر رنگا رنگ کے پتھروں سے مینت کاری کی گئی ہے جسے دیکھ کر تاریخ اسلام کے اس زمانے کی تصویر آنکھوں کے سامنے سے پھر جاتی ہے جب تمدن اسلام کا جھنڈا تابان دیوار چین سے لے کر

Marfat.com

جنوب فرانس تک ضیا افگن تھا اور مسلمان بچہ بچہ علم ۔ دانش ۔ تجارت ۔ صنعت و حرفت سیاحت کا شائق تھا ۔ سیدی علی بن رشید کے بڑے دروازے کے پٹ تانبے کو ڈھال کر بنائے گئے ہیں اور ان پر عجیب و غریب اقلیدسی نقشے کندہ ہیں ۔ سیدی علی بن رشید کے مزار کے وسطی گنبد کا فانوس مسی اور آہنی شمعدانوں کی ایک پائدار صنعتی یادگار ہے ۔ اور اس میں سالانہ تقریبوں پر ۵۰۰ شمعیں روشن ہوتی ہیں ۔ شہشوان سے فاصلے پر لیکن حدود شہر میں شہر کا قصبہ یعنی قلعہ ہے ۔ جو اس وقت عمالان حکومت اور مجلس انتظامیہ رلیف کا مسکن ہے ۔ شہر کا قدیم ترین وہ حصہ ہے جسے تلہ کہتے ہیں جب یہودی یورپی عیسائیوں کے مظالم سے تنگ آ کر مراکش میں ہجرت کر آئے تو شہشوان کے یہودیوں نے تلہ اپنا مسکن بنایا اور ایک چھوٹا سا محلہ بنایا جس میں وہ صدیوں سے آباد ہیں اور اسلامی رواداری اور انصاف کے ماتحت چین سے اپنا کاروبار کرتے ہیں ۔ شہشوان کا شہر اطراف رلیف کی تجارتی منڈی ہے ۔ کیونکہ ضلوان ۔ سیوطہ ۔ وزان ۔ طنجہ اور وسطی اطلس کی وادیوں کے قافلے شہشوان میں جمع ہوتے ہیں ۔ اور ملکی اجناس اور اشیا کا تبادلہ کرتے ہیں ۔ حکومت ملی کے ماتحت شہشوان اب ایک خاصہ جنگی صدر مقام ہو گیا ہے ۔ جس کے بازاروں میں سے امیر عبدالکریم اور ان کے رفقا ہر روز جنگی انتظام کے فرائض ادا کرنے کے لئے ہسپانویوں سے چھینی ہوئی دو موٹر کاروں پر ادھر سے ادھر جاتے جاتے نظر آتے ہیں ۔ مرکز وکالت ہونے کے علاوہ شہشوان صدر قضاۃ ہے اور عربی سوداگروں کا مقام پنچایت ۔

پانچواں زاویہ جنوبی جو وسطی اطلس کی وادیوں کا مجموعہ ہے اور حکومت جمہوریہ رلیف کی فراہمی غلہ و مویشی کا ذخیرہ ۔ جنوبی زاویہ کے کئی ایک ادارے ہیں اور اس زاویے کا اہم فرض صرف یہ ہے کہ تجارتی شاہراہوں کی حفاظت کر کے ملکی خوشحالی و ثروت کو برقرار رکھے اور مجاہدین کے لئے آزوقہ کی معقول مقدار شمالی مرکزوں کی طرف

Marfat.com

روانہ کرتا ہے۔ اس وقت مجاہدین رلیف کی تعداد کسی طرح ۵۰۰۰۰ سے کم نہیں جو ایک غاصب دشمن سے زور آزما ہو رہے ہیں۔ ظاہر ہے اس قدر فوج کی غذا بہم پہنچانے اور صحت قائم رکھنے کے فرائض نہایت نازک اور اہم ہونگے۔ امیر مجاہدین کی فراست اور قابلیت انتظام کا یہ ادنےٰ کارنامہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف سرفروش مجاہدین کی جمعیت کو جمع کیا بلکہ ایک سنگلاخ ملک کی چٹانوں میں سے محض توکل علی اللہ سامان جنگ اور سامان غذا بہم پہنچایا۔ اور نتائج سے اس حسن انتظام کی تصدیق اور پروردگار کے مقدس وعدے یعنی "خدا اس کی مدد کرتا ہے جو اپنی آپ مدد کرتے ہیں" کی تکمیل ہو رہی ہے +

ناظمانِ ملکی کے علاوہ تمام ملک کے قبائل کے مختلف فرقے بصورت طلبی باری باری سے میدان جنگ میں آتے ہیں۔ ہر ایک فرقہ ایک قائد کے ماتحت ہوتا ہے جسکی حیثیت جنگی نظام میں ایسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ وکیل زادیہ کی ملکی نظام میں۔ ہر ایک فرقہ مختلف حرکوں میں منقسم ہوتا ہے جو اپنے اپنے شیوخ کی قیادت میں لڑتے ہیں۔ مجاہدین رلیف کا افسر اعلےٰ رئیس کہلاتا ہے جو آج کل سیدی محمود بن عبدالکریم برادر امیر رلیف ہیں اور ایک عالی حوصلہ نوجوان ہیں۔ عساکر کی سہولت کے لئے جابجا جنگی چوکیوں میں پانی فراہم رکھا جاتا ہے تاکہ آتے جاتے حرکے ان کو کام میں لائیں۔ میدانِ جنگ سے دور پانی کی فراہمی اور خشک روٹیاں پکانے کا کام مجاہدین کی عورتیں سرانجام دیتی ہیں۔ اور وفد رلیف کے قول کے مطابق مجاہدۂ رلیف میں عرب عورتوں کا حصہ مردوں سے کسی طرح کم نہیں۔ اوائل میں انہوں نے نہ صرف فراہمیٔ غذا کا انتظام اپنے ذمے لیا بلکہ میدان جنگ سے زخمیوں کو لانا اور ان کو آرام پہنچانا بھی ان کے ذمے تھا۔ عساکر ملی کے دیہات میں سے ہو کر گذرنے کے وقت عورتیں ان کا قومی گیت گا گا کر استقبال کرتی ہیں اور ناموس اور ملت کی

خاطر لڑنے کے جذبات سے ان کے دلوں کو اُبھارتی ہیں جنگ وادی القرط میں جبکہ مجاہدین کی جمعیت ایسی منظم نہ تھی جیسی کہ آج کل ہے۔ سیدی بن الحاج علی البقیوی رئیس وفد نے راقم سے فرمایا کہ شہدائے جنگ میں عرب عورتوں کا تناسب پانچ فیصدی تھا۔ اسوقت بھی زخمی مجاہدین ہزاروں کی تعداد میں جابجا عرب عورتوں کی نگرانی میں ہیں جو ان کی تیمارداری کرتی ہیں اور ان کو جو کا دلیہ، دودھ، پنیر اور یخنی پکا کر کھلاتی ہیں۔

فصل دوم۔ جمہوریہ اسلامیہ ریف کا مستقبل

ان حالات کی تفصیل کے بعد جو ابواب سابقہ میں درج ہو چکی ہے اور اس طویل جنگ کا لحاظ کرتے ہوئے جو آج سے نہیں بلکہ گذشتہ صدی کے وسط سے اعراب ریف اور حکومت ہسپانیہ و حکومت فرانس سے جاری ہے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ مجاہدین ریف کا عزم استقلال تام یعنی کامل آزادی کا دعوٰے ایک بے معنی دعوٰے نہیں بلکہ وہ مہتمم بالشان مقصد ہے جس کے لئے بے یار و مددگار قبائل محض توکل علے اللہ دنیا کی بہترین جنگی طاقتوں سے نبرد آزما ہوئے۔ اس میں کلام نہیں کہ نتائج جنگ خواہ کچھ ہی ہوں اس سے مجاہدین کے حوصلوں میں کمی نہ ہوگی اور وہ تا تکمیل حریت اس جنگ کی چند در چند مشکلات کی عقدہ کشائی میں لگے رہینگے۔ مجاہدین ریف کا دعوۂ آزادی محض اس لئے نہیں کہ وہ اپنے ملک کو ہسپانیہ جیسی نیم وحشی حکومت کے تصرف سے بچائیں بلکہ ہفتۂ جاریہ کی خبروں سے تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ کسی قسم کے خارجی اثر کو خواہ اس کا بانی سلطان مراکش ہو یا حکومت فرانس یا یورپ کی کوئی اور حکومت ہو۔ قبول کرنے کے لئے تیار

کرنیل الزرو

سدی محمود بن عبدالکریم
سالار مجاهدین

سدي محمد بن عبدالکریم
امیر ریف
هسپانوي اسیر جنرل نوارد

Marfat.com

نہیں۔ ان کا مقصد صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ رلیف جو صدیوں تک ایک مسلمان سلطنت کا نیم خود مختار صوبہ تھا اس سلطنت کے حین زوال اب اس کے نیم اقتدار سے آزاد ہو کر کاملاً و کلیتاً خود مختار ہو جائے تاکہ یورپی سیاسی غلامی کا منحوس سایہ جو گذشتہ پچاس سالوں سے افریقہ شمالی کی اسلامی ریاستوں پر چھا رہا ہے۔ علاقۂ رلیف پر نہ چھا جائے۔ خدا کی قدرت ہے جس کام کی توقع تیونس الجزائر اور اس سے بڑھ کر مراکش کے عربوں سے کیجا سکتی تھی وہ ایک کم بضاعت قلیل التعداد اور بے مایہ قوم سے سر انجام پا رہا ہے اور پھر ایسی حالت میں کہ اس کا مدّ مقابل نہ صرف ہسپانیہ ہے بلکہ فرانس اور اس سے بڑھ کر سارے کا سارا یورپ۔ ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ جنگ رلیف محض رلیفیوں اور فرانسیسیوں کی جنگ ہے بلکہ اس جنگ میں ان تمام قوائے یورپی کا حصہ ہے جنہوں نے کسی نہ کسی طریق سے تسخیر افریقہ شمالی میں شریک ہونا چاہا۔ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ حکومت ہائے مغرب کسی ایسے ملک کو جو ندہباً عیسائی نہ ہو انسانیت سے عاری سمجھتے ہیں اور ان سے حیوانوں کا سا سلوک کرنے سے محترز نہیں حال ہی کی خبر ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے بعض منچلے ہوا بازوں نے حکومت فرانس سے استدعا کی ہے کہ اگر اجازت ہو۔ تو وہ ہوائی جہازوں کا ایک دستہ لیکر مجاہدین رلیف کو نشانۂ مشق بنائیں۔ ان انسانیت سوز ہوا بازوں سے کوئی پوچھے کیا اہلِ رلیف کوئی خونخوار درندے ہیں۔ کیا یہ انسان نہیں۔ کیا ان میں روح نہیں۔ کیا ان کی مائیں بہنیں اور بال بچے نہیں کہ ان کو حلقۂ انسانیت سے خارج سمجھ کر ہزاروں میلوں کے فاصلے سے آئے ہوئے امریکن ہوا بازوں کی ہوائی چابک دستی کا معمول بنایا جاتا ہے حکومت فرانس کو اور کیا چاہیے تھا۔ سنا جاتا ہے کہ ان ہوا بازوں کو اجازت مل چکی ہے اور وہ عنقریب اپنے ہوائی بیڑے سمیت رلیف کا رُخ کرنے والے ہیں*

Marfat.com

اب خیال پیدا ہوتا ہے کہ ان لاتعداد دشواریوں کے باوجود مجاہدین ریف کے اس عظیم الشان کارنامے کا کیا حشر ہوگا۔ اس کا جواب راقم نہ دیگا۔ ان کا جواب تاریخ امم کے وہ زرین اوراق دینگے جن میں مذکور ہے کہ ہر طرف سے گھری ہوئی جماعتیں جن کی زندگی کا پیمانہ لبریز نظر آتا تھا۔ نہ صرف موت سے بچ گئیں بلکہ ایک طویل میعاد زندگی کی متمدی ہوئیں اور اسی تاریخ میں اپنے کارناموں کی ایک لازوال یادگار چھوڑ گئیں وہ کیوں؟ وہ اس لئے کہ ان میں جوہر نفتے جوان کی موت کے بالغ تھے۔ ان میں جذبۂ حریت تھا۔ ان میں عزم استوار تھا۔ ان کا استقلال اٹل تھا۔ اور پھر ان سب سے بڑھ کر ان میں اخوت تھی وہ ایک دوسرے کے معاون تھے باالفاظ دیگر وہ سچے مسلمان تھے۔ مجاہدین ریف کی کامرانی کا یہی ایک راز ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور سچے مسلمان ہیں۔ وہ سوت کے مضبوط رسے کی تاروں کی مانند ایکدوسرے سے یکجان ہیں اور اپنے چند ہزار سرفروش جانبازوں کے بل بوتے پر یورپی دنیا کی تباہ کن تاخت کے مقابل ثابت قدمی سے جمے ہوئے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ اہل ریف اس جنگ آزادی میں کامیاب ہونگے۔ حکومت جمہوریہ اسلامیہ ریف ایک آزاد اسلامی حکومت کی صورت میں قائم رہیگی۔ اور مجاہدین ریف کی حریت۔ ان کے شرف اور انکی خوشحالی کی موجب ہوگی۔ اور متحدہ یورپ کو ایک باہمت قوم کے سامنے گردن جھکانی پڑیگی اور ان کے دعوٰے آزادی کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ ولنصرٌ من اللہ وظفرٌ قریب۔

بلکہ اس سے ایک امکان یہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ مجاہدین ریف کی سرفروشانہ سعی کا اثر نیم خود مختار قبائل مراکش پر ایک طرف اور بادیہ نشینان صحرائے افریقہ پر دوسری طرف عجیب وغریب اور غیر متوقع حالات کا باعث ہوگا۔ یہ قدرتی امر ہے۔ کہ آزادی کے نام لیوا حکومت جمہوریہ اسلامیہ ریف کی طرف رجوع کرینگے

اور اس کے نظام۔ اسکی وقعت اور اسکے اقتدار سے اثر پذیر ہونگے ممثلانِ وفدِ ریف نے دورانِ قیام لندن یہ بھی فرمایا کہ اگر ان کا اولین مقصد حریت ریف ہے تو ثانوی مقصد افریقہ شمال کے کثیر التعداد قبائل کی شیرازہ بندی ہے تاکہ اسلامی شرف کے یہ بکھرے ہوئے موتی یورپی سیاسی تاخت اور تجارتی منفعت اندوزی کے شکار بن کر حقِ اسلامی بھی ہاتھ سے نہ کھو بیٹھیں۔ ایسی تحریکیں افریقہ میں صدی سابقہ وحال میں کئی دفعہ اٹھیں اور ایک حد تک کامیاب ہوئیں۔ تحریک مہدیہ سوڈان اسی احتجاج کی ایک لہر تھی۔ قیام سلسلہ سنوسیہ کا مقصد بھی یہی تھا۔ اخوانِ تیجانیہ تیونس کی غایت بھی یہی تھی۔ بغاوت مجاہدین شاویہ ۱۹۱۲ء اس غرض کو لئے ہوئی تھی اور اب مجاہدین ریف کی بانگ درا اسی اصولِ واحد کی صدائے بازگشت ہے جو ایک صدی سے زیادہ سرزمین بلال پر گونج رہی ہے۔ اس مقصدِ عظیم کی کامیابی کا صرف ایک راز ہے کہ مسلمان فرقہ بندیوں۔ تکفیر طرازیوں۔ دھڑہ بندیوں اور باہمی رقابتوں سے باز آئیں اور و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقو کے مقدس ارشاد پر عامل ہو کر دین برحق کے سچے نام لیوا ہو جائیں۔ علم حاصل کریں اور میدانِ عمل میں جاہد ہوں۔ ناظرین نے مجاہدین ریف کے تعاون ان کے ایثار کا معجزہ دیکھ لیا۔ اب اگر انہیں محرکات سے اسلامی برادری کے دیگر افراد اثر پذیر ہو جائیں تو کیا عجب ہے اسلامی حریت اور اسلامی شرف اور تنومندی کا مہر تاباں دنیائے مشرق و مغرب پر از سر نو ضیا افگن ہو۔ مجاہدہ ریف آیہ من اللہ ہے جو عالم اسلام کو باہمی تعاون و مناسباتِ اخوت کا پیغام دیتی ہے۔ اور مجاہدین ریف کی ظفرمندی کی بانگ دہل سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے

یا معشر المسلمین حیّ علی الفلاح حیّ علی النجاح وحی علی البقا۔

اسلامی قوموں کے نام اعلان کا ترجمہ

اے برادرانِ اسلامی! آپ کو معلوم ہو کہ ہم نے ہسپانوی لشکر پر غلبہ حاصل کیا ہے۔ ہم نے اپنی شکایات آپ کے پاس مختصر جملوں میں بھیجیں۔

یہ دوسرا مکتوب ہے جو ہم آپ کی طرف بھیجتے ہیں اور فریاد کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ یہ خط ہماری فریاد رسی کو پہنچیگا۔ اور ہماری مسرت کا باعث ہوگا اے ہمارے بھائیو جیسا کہ آپ جانتے ہیں میثاق الجزیرہ کی دفعات کے مطابق ہسپانیہ اس سے ۹ سال کے بعد ہمارے ملک پر ۹۰ ہزار لشکر لیکر حملہ کیا۔ اور ہمارے لوگوں کو قتل کیا اور ہمارے گھروں کو برباد کیا دس سال سے انکے فوجی افسروں نے وہ وہ مظالم اور وہ وحشیانہ حرکتیں ہم پر کیں کہ قلم ان کے بیان سے گریز کرتی ہے۔

انہوں نے ہمارے گھروں کو توڑا بچوں اور مردوں کو مارا۔ عورتوں کی بےحرمتی کی ہمارے دین کو پاؤں میں روندا۔ اور ہماری شدید بےعزتی کی۔ اور جہاں کہیں کسی مظلوم نے اس پر احتجاج کی تو اس پر ہنسی اڑائی۔ مگر ہم نے ان کا مقابلہ کیا۔ اور ان کو شکست دی۔ ان کے کثیر التعداد عساکر کو قتل کیا اور قید کیا۔ اور ہم اسوقت ملیلہ کی دیواروں سے ۱۸ کیلومیٹر کے فاصلے پر ہیں۔ اب ہماری بہت اچھی حالت ہے۔ ہمارے پاس لشکر جمع ہو رہا ہے۔ اور ہم مضبوط ہوتے جائینگے۔

دینی شرکت اور بشری غمخواری ہماری امداد کی مقتضی ہے۔ اور آپ کو ہمارے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیئے۔ اب جبکہ ہم نے ہسپانویوں کو ملک سے نکال دیا ہے۔ ہم دنیا کے مختلف حصوں کے برادرانِ اسلام سے فریاد کرتے ہیں کہ وہ متمدن دنیا کے سامنے ہماری اپیل برائے حیات قومی و آزادی کے لئے ہمارے حق میں کوشاں ہوں۔ اپنے مطالبہ استقلال کی شنوائی کے لئے ہم سید عبدالکریم بن الحاج علی اور سید محمد بن محمد ابوجبار کو وفد بنا کر ان مقاصد کی تائید کے لئے لندن بھیجتے ہیں۔

محمد عبدالکریم الخطابی
۸ شوال ۱۳۴۱ھ

مجاہدین مراقش

صفحہ ۱۲۸

اسلامی قوموں کے نام اعلان

(إلى الأمم الإسلامية)

في العام الماضي عقب انتصارنا على جنود الإسبان كنا رفعنا شكوانا إليكم في جمل وجيزة وعبارات قصيرة من تعدي هاته الأمة وتحامل رجالها العسكريين على وطننا واليوم نعود إلى الكتابة ثاني مرة مستصرخين إليكم مستنجدين بكم راجين عسى أن يصادف استصراخنا آذاناً صاغية وقلوباً تشفق وتحنو.

يا إخواننا بناء على ما تعلمونه من المعاهدة الدولية ونصوص مؤتمر الجزيرة الخضراء جاءت إسبانيا بدعوى الإصلاح في العام التاسع من هذا القرن المسيحي واشتعلت على وطننا الحرب وجردت على الريف حملة عسكرية تتألف من تسعين ألف مقاتل كاملة العدة والعدد واتخذت جميع الوسائط الفنية والمواد المهلكة لإفناء هاته الفئة القليلة من الريفيين وحاربتهم بهاته الكيفية وبهاته الوسائط المزدوجة مدة ثلاث عشرة سنة وقد أتى ضباط العسكرية من هاته الأمة العاتية خلال هاته المدة من ضروب التوحش وأنواع الفظيعة ما يتحاشى القلم عن ذكره وتمجه أسماع الإنسانية.

خربوا الديار ونهبوا الأملاك واستحلوا النساء وقتلوا الرجال واضطهدوا الدين وهتكوا الأعراض وساموا الأهالي من العذاب ألواناً وكلما حاول مظلوم منا أن يبلغ شكواه إلى المراجع العالية من هاته الدولة قوبل بالاستهزاء والسخرية هكذا أخضع الريف إلى الحرب الذي ما شرحناه لكم التي بها استقلال في دينه وحقوقه ثلاث عشرة سنة وصراخه دائماً كان صياحاً في واد حتى جن ومل واستهدف للاستشهاد وقام عن بكرة أبيه ليدافع عن حقوقه المهضومة وتحقق أن الهروب من الموت موت وأن لا نجاة إلا في تجريد السلاح ومقاومة هؤلاء الظلمة حتى أحرز الريف على ذلك الانتصار الذي رددت صداه جرائد المعمورة قاطبة وانكسر الإسبان إلى حدوده القريبة التي لا تبعد عن مليلية أكثر من أربع كيلومترات وترك في أيدينا ما لا يخفى عليكم من الذخائر الحربية والأسلحة الكثيرة والأسارى الذين لا يزالون في قبضتنا وتحت حكمنا والبرينا وقد جرد بعد ذلك مائة وخمسين ألفاً من المقاتلين وضاعف الاستعدادات الحربية والمواد المتفرقعة وعاد إلى قتالنا ولكن هؤلاء أبوا إلا أن يقصدوا الله تعالى على الباطل فلم يدهش الريف بل زاد قوة وبأساً واشتد ساعده ونشط ثاني مرة للقتال ووقف في وجه هذا الظالم فلم يستطع أن يتجاوز الحدود التي وقفت فيه جيوشنا بتاريخ هاته تلك الحالة إلى اليوم

نعم تعلمون يا إخواننا أن الدين من أقوى الروابط وأمتن علائق المواخاة.

ولا أخ للمرء إلا من يرحم أخاه ويشفق من حاله ويواسيه في الشدائد وخصوصاً في هذا العصر الزاهر الذي قد تأسست فيه الجمعيات الخيرية وانعقدت الشركات الدينية بل البشرية للمواساة ومساعدة المنكوبين.

وقد جرأنا على الاستصراخ إليكم ما يصلنا اليوم من نهضتكم المجيدة وانتعاش العالم الإسلامي وقيام المطالبة بحقوقه ومباراة الأمم المتمدنة في تنازع البقاء والأمر زعل مركزه في المجتمع الدولي عسى أن تعضدوا إخوانكم وتوجهوا معنا الصوت إلى ممالك أوربا العادلة وأنت كرمنا النيعظا الشكوى أيضاً.

نريد أن نصرح لكم أننا نطالب باستقلالنا وحريتنا وطننا استقلالاً لا نتعدى فيه الحدود التي تدير دفة العالم وهاولاء سفراؤنا المفوضون المتمسكون بهاته التشكيات السيد عبد الكريم بن حاج علي والسيد محمد بن حماد بعثناهم إلى سفرائكم بشخونزرة ليبينوا لكم شفاهياً ما لم نعيه هذه المسطورة والسلام - - - - - - -

٦ شوال عام ١٣٤٠

محمد عبد الكريم

الخطابي

Marfat.com

باب ہشتم

مراکش و ریف کے متعلق یورپی سلطنتوں کے خفیہ و دیگر معاہدات

فصل اول ۔ عہد نامہ میڈرڈ ۱۸۸۰ء مراکش کے متعلق پہلی بین الاقوامی قرارداد

۱ ۔ حدود مراکش میں صرف وہ افراد حفاظت کے مستحق ہونگے جنہیں بروئے معاہدہ جات یا بروئے میثاق ۱۸۶۳ء ترمیم شدہ یہ حق حاصل ہوگا ۔

۲ ۔ نمائندگان دول خارجہ اپنے ملازمین رعایا مراکش میں سے انتخاب کر سکتے ہیں ۔ جو ہر قسم کے ٹیکسوں کی ادائیگی سے مستثنا ہونگے ۔ ماسوا ان کے جن کا ذکر دفعات ۱۲ اور ۱۳ میں آچکا ہو ۔

۳ ۔ نمائندگان دول خارجہ رعائے مراکش میں سے ایک سپاہی ۔ دو ملازم اور ایک ترجمان ملازم رکھ سکتے ہیں جو ہر قسم کے ٹیکسوں کی ادائیگی سے مستثنے ہونگے ۔

۴ ۔ اگر کوئی شخص رعایا مراکش میں سے کسی مغربی سلطنت کا نمائندہ مقرر کیا جائے تو اس کے جان و مال و عیال و ملازمین کو وہی حقوق حفاظت و بریت از ادائیگی ٹیکس حاصل ہونگے جیسا کہ کسی اہلِ فرنگستان کو حاصل ہیں ۔

Marfat.com

۵۔ نمائندگان دول خارجہ کسی شیخ یا کسی ملازم سلطنت یا مفرور کو ملازم رکھنے کے مجاز نہ ہونگے۔ اگر کسی رعایا مراکش ملازم دول خارجہ کے خلاف دیوانی مقدمہ ہو تو وہ ابتدا ملازمت سے فسخ سمجھا جائیگا اور تعزیری مقدمے کے فیصلے اور سزایاب ہونے کے بعد اسے ملازم رکھا جائیگا۔

۶۔ صرف ملازم دول خارجہ اور اس کے قریبی رشتہ دار اور ان کی ذاتی املاک اس حفاظت کی مستحق ہونگی یہ حفاظت جدی ورثہ نہ سمجھی جائیگی۔ اگر سلطان مراکش کسی طاقت کو کوئی مزید رعایت دیں تو دیگر دول کو بھی ان کا حق حاصل ہوگا۔

۷۔ نمائندگان دول خارجہ اپنے ملازمین رعایا مراکش کی فہرست مقامی اور مرکزی حکومت کو بھیجتے رہینگے۔

۸۔ وزیر خارجہ مراکش ان ملازمین کی فہرست کو سفراء دول خارجہ کے پاس بھیج کر ان کی فہرست سے مقابلہ کرواتے رہینگے۔

۹۔ نمائندگان دول خارجہ کے ذاتی ملازمین یا ان ملازمین کے ملازمین حفاظت کے مستحق نہ ہونگے۔ مگر اس کے ساتھ ہی بصورت خلاف ورزی قانون مراکشی پولیس بلا استمزاج نمائندہ دول ان کو گرفتار کرنے کی مجاز نہ ہوگی۔

۱۰۔ دفعات متعلق مال۔ ادائیگی ٹیکس وحیثیت آڑھتیاں تجارت۔

۱۱۔ اجنبی رعایا کو مراکش میں املاک رکھنے کا حق حاصل ہوگا۔ مگر جائداد کے حقوق قوانین ملک کے ماتحت ہونگے اور ان کی اپیل وزیر خارجہ کے پاس ہوگی۔

۱۲۔ اجنبی رعایا ہر سال اپنی املاک کی فہرست مہیا کر کے اس پر مالیانہ ادا کریگی۔ بصورت جعل مالیانہ کی دوچند تعزیر ادا کرنی ہوگی۔

۱۳۔ اجنبی رعایا کے مویشی اور گھوڑوں پر ٹیکس کی شرح سفراء دول اور وزیر خارجہ کے مشورہ سے مقرر ہوگی۔

۱۴- نمایندگان دول خارجہ کی سفارش برائے حفاظت رعائے مراکش جن کا تعلق سفارت خانے سے نہ ہو۔ اوالذکر کی مصدقہ تحریر آنے پر قابل توجہ ہوگی۔

۱۵- ہر ایک رعایا مراکش جو بوجہ رہائش ملک غیر اس ملک کی رعایا ہو چکا ہو۔ بصورت واپسی مراکش میں صرف مراکشی رعایا کی حیثیت میں رہ سکتا ہے۔ مگر جو مراکشی آج تک اجنبی رعایا بن چکے ہیں وہ اجنبی سمجھے جائینگے۔

۱۶- کوئی رعایا مراکش بے قاعدہ کسی دول خارجہ کی حفاظت کا مستحق نہ ہوگا۔ ماسوا ان اشخاص کے جنہوں نے کسی غیر معمولی خدمت کی سرانجام وہی سے دول خارجہ کی حفاظت کے لئے التجا کی ہو۔ ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ ۱۲ ہوگی۔ مگر بعد استصواب بہ وزیر خارجہ بڑھ سکتی ہے۔

(ناظرین اس دفعہ پر غور کریں جس کے رو سے دول خارجہ نے تقریباً ساری کی ساری رعائے مراکش کو اپنے زیر حمایت لینے اور حکومت مراکش کے لئے مشکلات چند در چند کا سامان پیدا کر دیا۔ جو فی الحقیقت مراکش کی تخریب آزادی کا باعث ہوا۔)

۱۷- دول دستخط کنندگان عہد ہذا کو مراکش میں "دوست عزیز" کے حقوق حاصل ہونگے۔

(یہ دفعہ بھی اہم ہے۔ کیونکہ اسی کے ماتحت بعد میں فرانسیسیوں اور ہسپانویوں نے ملکی معاملات میں جا و بے جا دخل دینا اپنا حق سمجھا)

دستخط سیدی محمد ورقاص۔ نمایندہ دولت شریفیہ

و نمایندگان فرانس۔ ہسپانیہ۔ انگلستان۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ اطالیہ وغیرہ

فصل دوم عہدنامہ برطانیہ و فرانس قرار یافتہ اپریل ۱۹۰۴ء

۱۔ حکومت برطانیہ مصر کی موجودہ حیثیت کو بحال رکھیگی۔

حکومت فرانس مصر میں برطانیہ کے عمل کی مزاحم نہ ہوگی جو موخرالذکر قبضۂ مصر کے متعلق عمل میں لائے۔ آثار عتیقہ مصر کا ناظم فرانسیسی ہوگا۔ اور مصر میں فرانسیسیوں کے وہی حقوق ہونگے جو پہلے تھے۔

۲۔ فرانس مراکش کی موجودہ حیثیت کو بحال رکھیگا۔

حکومت برطانیہ فرانس کے عمل کی مزاحم نہ ہوگی جو موخرالذکر مراکش میں اقتصادی مالی اور جنگی اصلاح کے متعلق عمل میں لائے بلکہ اس کی معاون و مددگار ہوگی۔ مراکش میں انگریزوں کے وہی حقوق رہینگے جو پہلے تھے۔

۳۔ مصر میں فرانس کے تجارتی حقوق قائم رہینگے۔

۴۔ حکومتہائے فرانس و برطانیہ مصر اور مراکش میں تعمیرات عامہ و ریلوے و حقوق جہازرانی کے قاعدے باہمی مشورے سے طے کرینگی۔

۵۔ انگریز ملازمین حکومت مراکش و فرانسیسی ملازمین مصر کی حیثیت بحال رہیگی۔

۶۔ فرانسیسی حقوق نہر سویز بروے معاہدہ ۱۸۸۸ء بحال رہینگے۔

۷۔ جبل الطارق کے استحکامات کے ماسوا کسی حکومت کو حق حاصل نہ ہوگا کہ ہسپانوی یا مراکشی ساحل پر استحکامات تعمیر کرے۔

۸۔ حکومت ہسپانیہ کو ساحل ریف پر استحکامات تعمیر کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

۹۔ مندرجہ بالا قرار داد کو عملی صورت دینے کے لئے ہر دو حکومتیں ایک دوسرے کی معاون ہونگی۔

Marfat.com

مندرجہ بالا قرار داد کی خفیہ دفعات جو شائع نہیں کی گئیں۔

۱۔ اگر کسی وجہ سے قرارداد مذکورہ بالا پر عمل درآمد نہ ہو سکے تو اس کی دفعات ۴۔ ۶۔ ۷ برقرار رہینگی۔

۲۔ اگر مصر اور مراکش کے موجودہ نظام میں ردوبدل کی ضرورت پیش آئے تو ہر دو حکومتیں ایکدوسرے کی معاون ہونگی۔

۳۔ علاقہ ریف ہسپانیہ کی مقبوضہ سمجھا جائیگا۔ اور ہر دو حکومتیں اس علاقہ میں اپنا اثر پیدا کرنے سے محترز رہینگی بشرطیکہ حکومت ہسپانیہ ان خفیہ دفعات کو قبول کرے۔

۴۔ اگر حکومت ہسپانیہ قبول نہ کرے تو مصری اور مراکشی قرار داد میں تغیر نہ ہوگا۔

۵۔ اگر دیگر دول یورپ اس قرارداد کو تسلیم نہ کریں تو بین الاقوامی قرضوں کی ادائیگی کا انتظام بحال رہیگا۔

فصل سوم۔ قرار داد فرانس و ہسپانیہ قرار یافتہ ۳ اگست ۱۹۰۴ء

حکومت ہسپانیہ فرانس اور برطانیہ کے حقوق خصوصی کا جو دولتین کو مصر اور مراکش حاصل ہیں اعتراف کرتی ہے نیز اپنے حقوقِ خصوصی کا جو اسے ساحل مراکش پر حاصل ہیں ادعا کرتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی آزادی مراکش کے اصول کو تسلیم کرتی ہے۔

Marfat.com

مندرجہ بالا اقرار داد کی خفیہ دفعات جو شائع نہیں کیگئیں

۱۔ حکومت ہسپانیہ خفیہ قرار داد برطانیہ و فرانس کو تسلیم کرتی ہے۔

۲۔ حکومت ہسپانیہ اس امر کا اقرار کرتی ہے کہ تا وقتیکہ فرانس مراکش میں اپنے دعاوی کی تکمیل نہ کرلے اول الذکر پندرہ سال تک قبضہ ریف کے عمل سے محترز رہے اور اس قبضہ کی انتہائی صورت کے لئے فرانس کے مشورے کی طالب ہوگی۔

حکومت ہسپانیہ مندرجہ ذیل حدود ریف مجوزہ فرانس کو تسلیم کرتی ہے۔

حدِ فاصل وادی مولویہ سے شروع ہو کر وادی قرط۔ وادی عناون۔ وادی صبو۔ وادی ورغہ میں سے ہوتی ہوئی جبل مولائے بوشتا تک جائیگی اور پھر اس مقام سے شروع ہو کر فنیق سے ۲۸ کیلو میتر کے فاصلے پر القصر۔ وزان وادی الکس میں سے ہوتی ہوئی بحر ظلمات کی خلیج الزرقہ کو جا ملیگی۔

۳۔ اگر مستقبل میں کسی وجہ سے حکومت مراکش اپنا وجود قائم نہ رکھ سکے تو فرانس مراکش پر اور ہسپانیہ ریف پر قابض ہو جائیگا۔

۴۔ علاقہ افنی حدود ریف میں شمار ہوگا۔

۵۔ حکومت ہسپانیہ وادی ورعہ۔ وادی سوو۔ وادی موسے۔ وادی لون۔ وادی سوس اور وادی تزرلت پر فرانسیسی اختیار کو تسلیم کرتی ہے۔

۶۔ حکومت مراکش سے استمزاج کے بعد ہسپانیہ فوری قبضۂ ریف کی مجاز ہوگی۔

۷۔ ہسپانیہ حدود ریف کے کسی قطعہ کو بیع کرنے کی مجاز نہ ہوگی۔

۸۔ بصورت جنگ ہسپانیہ فرانس کو رسمی اطلاع دیگی۔

۹۔ طنجہ کی بین الاقوامی حیثیت برقرار رہیگی۔

۱۰۔ ہسپانیہ اور فرانس کو مراکش میں تعمیر عامہ و ریل کے حقوق حاصل ہونگے۔

Marfat.com

۱۱-۱۲- ہسپانوی مذہبی اماکن ۔ سکولوں ۔ اور علمی اداروں کو مراکش میں پوری آزادی حاصل ہوگی۔

۱۳- اگر مراکش میں درآمد اسلاح ممنوع قرار دیجائے تو دولتین اس امتناع کی معاون ہونگی۔

۱۴- فرانسیسی برطانوی قرارداد کے مطابق حدود فرانس ملیلا سے ۳۰ کیلو میٹر کے فاصلہ پر شروع ہونگی۔

۱۵- بحالت تنسیخ قرارداد انگلستان و برطانیہ ۔ فرانس اور ہسپانیہ کی قرارداد کی تجدید ہوگی۔

۱۶- یہ قرارداد باہمی مشورہ کے بعد شائع کی جائیگی اور فی الحال صیغہ راز میں رہیگی۔ مگر اسپر عمل فوراً ہوگا۔

(اس شر انگیز قرارداد کی اطلاع وزیر خارجہ انگلستان کو دی گئی)

فصل چہارم خفیہ عہدنامہ مابین برطانیہ و فرانس قرار یافتہ یکم ستمبر ۱۹۰۵ء

۱- مراکش کی دیسی فوج کی تنظیم اور کمان فرانس کے ہاتھ میں ہوگی۔ ریف میں اسی عمل کو ہسپانوی کرینگے۔ طنجہ کی پولیس کا انتظام ہسپانیہ اور فرانس کے ہاتھ میں ہوگا۔ مگر افسر اعلےٰ فرانسیسی ہوگا۔

۲- مراکش میں اسلاح کی درآمد کی روک تھام فرانس اور ہسپانیہ کے ہاتھ میں ہوگی۔ مگر بحری پولیس کا کمیدان فرانسیسی ہوگا۔

۳- ہسپانیہ ۔ فرانس اور برطانیہ ملکر ملکی تعمیرات اور ریل کے اجارے حاصل کرینگے

اور اگر مقامی حکومت کی طرف سے اس میں کچھ رکاوٹ ہو تو ملکر اسکا مقابلہ کرینگے

ہسپانوی سکہ سیم مراکش میں رائج رہیگا اور اسکے نرخ میں کمی بیشی نہ ہوگی

ہسپانوی اور فرانسیسی مراکش میں ایک سرکاری بنک کی ضرورت پر متفق ہیں جس کی صدارت فرانس کا حق ہوگی۔ اور اس میں حق شرکت بحصہ رسدی ہسپانیہ اور فرانس کو حاصل ہوگا۔ یہ سرکاری بنک مراکش میں عام مالی اور اقتصادی امور کا ذمہ دار ہوگا۔ اور سرکاری قرضوں کی کفالت لیگا۔

سم ہسپانیہ اور فرانس اصلاحات مراکش کی تعمیل کے لئے باہمی مل کر سلطان مراکش پر اپنا اثر ڈالینگے۔ اور اگر پُر امن طریق سے ان کی تکمیل نہ ہوسکی تو ہر ممکن ذرایعہ اپنی منشاء کے مطابق ان اصلاحات کو کامیاب بنانے کے لئے عمل میں لائینگے +

فصل پنجم۔ میثاق الجزیرہ

ابتدایہ از مولائے مراکش سلطان عبد العزیز بن حسن

باسم سبحانہٗ قیوم لایزال

بذریعہ اس منشور معلّیٰ کے مابدولت اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ میثاق الجزیرہ بتاریخ ۱۲ صفر ۱۳۲۴ھ ہجری کو بتعاون نمائندگانِ دول خارجہ و ممثلانِ حکومتِ شریفیہ مراکش یہ قرار پاکر مندرجہ ذیل مرکزی اصول کی تجدید کرتا ہے کہ مابدولت کا اختیار ملکی وشاہی بحال رہیگا۔ دولت مراکش کی کامل آزادی بحال رہیگی۔ حکومت مراکش کو ہر قسم کی اقتصادی آزادی کے اختیارات حاصل ہونگے

میثاق المذکور سات فصول اور ۱۲۳ دفعات پر مشتمل ہے اور مابدولت ان کے مطالعہ کے بعد برضا و رغبتِ خود ان کی تصدیق کر کے ان کو شایع کرتے ہیں۔

خاتم سلطانی

عبد العزیز بن حسن

مورخہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ

عبد الکریم بن سلیمان

وزیر خارجہ

(فصل پنجم) دفعات میثاق الجزیرہ:۔

نظام امن

۱۔ نظام امن کے متعلق ذیل کی قرارداد ہوگی۔
۲۔ پولیس مراکش مولائے مراکش کی شاہی سیادت میں مسلمین مراکش میں سے بھرتی کی جائیگی اور اس کے قائدان مسلمان ہونگے اور ان کو آٹھ تجارتی بندرگاہوں پر تقسیم کیا جائیگا۔
۳۔ ہسپانوی افسر و بے کمشن افسر و فرانسیسی افسر و بے کمشن افسر بروئے مشاورت مخزن (ارباب حکومت مراکش) اس پولیس کی تنظیم کرینگے۔ ہر دو حکومتیں ان کو واپس بلا لینے کی مجاز ہونگی۔
۴۔ جمیعت پولیس کے ہسپانوی و فرانسیسی ناظم اس میثاق سے ایک ماہ کے اس کی تنظیم۔ تربیت۔ تعلیم اور دیگر ضروری امور کے متعلق مفاہمت کر لینگے۔
۵۔ تعداد جمیعت ۲۰۰۰ سے ۲۵۰۰ تک ہوگی اور مقامی جمیعت ۱۵۰ سے ۶۰۰ تک ہوگی اور فرانسیسی افسر ۱۶ سے ۲۰ اور ہسپانوی ۳۰ سے ۴۰ کی نسبت سے ہونگے۔
۶۔ بنک شاہی اس جمیعت کے مصارف کے لیے تقریباً سوا لاکھ فرانک تک سالانہ کی کفالت لیگا۔
۷۔ اس جمیعت کا افسر اعلےٰ ایک انسپکٹر جنرل ہوگا جو سوئٹزرلینڈ کا باشندہ ہوگا۔ اور وہ پہلے پانچ سالوں کے اندر ہر سال جمیعت کی کارگذاری کی رپورٹ تیار کرکے مخزن کے سامنے پیش کریگا۔

۸- نیز اس رپورٹ کی نقول سفرائے دول کو بھیجی جائینگی تاکہ شرائط قرار داد کا مقابلہ کیا جائے۔

۹- ہر قسم کی شکایات متعلق انتظام پولیس بوساطت وزیر خارجہ انسپکٹر جنرل پولیس کے پاس بھیجی جائینگی تاکہ ان کا تدارک ہو سکے۔

۱۰- انسپکٹر جنرل کی تنخواہ ۶۶۰۰ فرانک سالانہ علاوہ سفر خرچ و کرایہ مکان۔

۱۱- انسپکٹر جنرل کی تقرری بصورت عہد نامہ ہوگی۔

۱۲- افسران و بے کمشن افسران پولیس کے ادارہ جات طیطوان۔ العرائش۔ رباط۔ اور کاسا بلنکا میں ہونگے۔

امتناع در آمد اسلاح

۱۳- مراکش میں ہر قسم کے اسلاح و سامان گولی۔ بارود وغیرہ کی در آمد

۱۴- لوازم عامہ و کار صنعت کے لئے ان میں سے خاص اشیا

۱۵- بہ اجازت وزارت مراکش صرف ملکی ضروریات کے لئے خاص میں در آمد اسلاح جائز ہوگی۔

۱۶- ذاتی استعمال کے لئے قلیل مقدار میں سامان آتشین کی اجازت

۱۷- در آمد سامان آتشیں برائے ضرورت ذات ۱۰۰۰ کارتوس اور ... بنانے کے لوازمات تک محدود ہوگی۔

۱۸- لائیسنسدار تاجران اسلاح تجارت سامان آتشین کے مجاز ہونگے اور وہ مقررہ قاعدوں کے پابند ہونگے۔

۱۹- ان قواعد کی خلاف ورزی کے لئے تعزیر مقرر ہوگی۔

۲۰- اس تعزیر کی تعداد ۲۰۰۰ پسیتا ہوگی نیز مال در آمد شدہ کی قیمت کا تگنا حصہ بافید جو ۵ یوم سے ایکسال تک ہوگی۔ (۱ پسیتا = ۱۰/)

Marfat.com

۲۱- مقررہ بندرگاہوں کے علاوہ کسی اور مقام پر خلاف قاعدہ درآمد کی بھی یہی سزا ہوگی۔

۲۲- بیقاعدہ خرید و فروخت کی بھی یہی سزا ہوگی۔

۲۳ اعانت درآمدگی اسلاح قابل تعزیر ہوگی۔

۲۴- ممنوع درآمد اسلاح کی تحقیقات نمائندگان دول بمعیت عمال مخزن کرینگے۔

۲۵- ادائیگی جرمانہ تک اسلاح ممنوع حکام کے قبضہ میں رہیگا۔

۲۶- اور ان کو بیچ کر قیمت مع کشتیوں کی قیمت کے جس میں یہ اشیاء لائی گئی ہوں خزانہ
عامرہ میں داخل ہوگی۔

۲۷- اسلاح کی خرید و فروخت سلطنت شریفیہ میں ممنوع ہوگی۔

۲۸- اطلاع دہندگان و گرفتار کنندگان کو ضبط شدہ مال کا ⅔ حصہ انعام دے کر
خزانہ شریفیہ میں داخل ہوگی۔

۲۹- اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں پر مقدمہ چلایا جائیگا۔

۳۰- سرحد الجزائر و مراکش پر اسلاح کی دیکھ بھال فرانسیسی اور مراکشی حکومتیں کرینگی

قیام بنک سرکاری

۔ بہ اجارہ چالیس سال ایک سرکاری بنک قائم کیا جائیگا۔

۳۱- اس بنک کے کاغذی سکے کی تعداد پہلے دو سالوں میں امانتی زر کے مقابلہ دگنی ہوگی

۳۳- یہ بنک ملک کا ساہوکار ہوگا۔ اور تمام مالی معاملات اور سرکاری قرضوں کا کفیل ہوگا

۳۴- نیز تمام قرضوں کے لینے دینے میں اور بنک ہائے خارجہ سے معاملات کرنے
میں حکومت کا وکیل ہوگا۔

۳۵- بنک حکومت کو ایک ایک لاکھ فرانک کی پیشگیاں بشرح سود ۷ فیصدی حسب
ضرورت دیتا رہیگا۔

۳۶- بنک قرضے کے حسابات علیحدہ علیحدہ رکھیگا۔

Marfat.com

۳۷۔ بنک میں ہسپانوی سکہ رسیم کی درآمد برآمد جائز ہوگی نیز بنک ملک کی ٹکسال ہوگا
۳۸۔ بنک کا صدر مقام طنجہ ہوگا اور اس کی شاخیں بڑے شہروں میں ہونگی۔
۳۹۔ صرف تعمیرات برائے بنک حکومت دیگی مگر ۴۰ سال کے بعد ان کی قیمت
اداکر کے ان کو واپس لے لیگی۔
۴۰۔ حکومت بنک کی ہبہ دار ہوگی۔
۴۱ بنک کی درآمد برآمد پر کوئی محصول نہ ہوگا۔
۴۲۔ ایک ہائی کمشنر بنک کا حاکم اعلےٰ ہوگا۔ اور ۲ ڈپٹی کمشنر اسکے معاون
بنک کے اندرونی معاملات میں اسے دخل دینے کا مجاز نہ ہوگا۔
انتظامیہ کے جلسوں میں شریک ہوسکیگا۔
۴۳۔ خاص قاعدے خاص کمیٹی بنائیگی۔
۴۴۔ بنک فرانس کے قانون کے مطابق لمیٹڈ کمپنی ہوگا۔
۴۵۔ بنک کے مقدمات کے لئے خاص عدالت ہوگی اور اس
اپیل سوئٹزرلینڈ کی ہائی کورٹ میں ہوگی۔
۴۶۔ نیز خارجی رعایا اور بنک کے مقدمے اسی عدالت میں سنے جا
۴۷۔ بنک کے قاعدے خاص مجلس مرتب کریگی۔
۴۸۔ بنک کے ناظم ہر شہر میں کمیٹی کرنے کے مجاز ہونگے۔
۴۹۔ بنک کے ڈائرکٹر اور ملازم حصہ دار حکومتوں کی قومیت کے ہونگے۔
۵۰۔ ڈائرکٹروں کے فرائض کے متعلق ہے۔
۵۱۔ جرمن بنک شاہی بنک انگلستان بنک ہسپانیہ و بنک فرانس ایک ایک نگران مقرر کریگا۔
۵۲۔ نگران اراکین کے فرائض کے متعلق ہے۔
۵۳۔ ان کے مصارف بنک دیگا۔

Marfat.com

۵۴۔ حصہ داروں کی ایک منتخب کمیٹی ہوگی اور وہ ماہواری رپورٹ کا مطالعہ کریگی۔

۵۵۔ بنک کا سرمایہ ۲۰ ملین فرانک ہوگا۔

۵۶۔ مندرجہ بالا خارجی بنکوں کے مناسب حصہ جات کے متعلق ہے۔

۵۷۔ حصہ جات کی فراہمی کے متعلق ہے۔

۵۸۔ قواعد بنک میں تغیر موجودہ ممبران کے ¾ کثرت آرا سے عمل میں آئیگی۔

محاصل ملکی

۵۹۔ قواعد ترتیب بعد فیصلہ نمائندگان خارجہ خارجی رعایا پر عاید کیئے جائینگے۔

انتقال ملکیت کے متعلق ہے۔ (ترتیب = مراکشی مالیانہ فصلی)

ٹیکس کی شرح مقرر کرنے کے متعلق ہے۔

حکومت مراکش "سخرا" و "معینہ" (عربی تحصیلداروں کا ماواجب) کا انتزاع کرتی ہے،

عایا "حبوس" اوقاف پر قبضہ نہ رکھیگی۔

عایا بالعوض میونسپل لگان دیگی۔

ت مخزن سٹامپ داخل خارج جائداد۔ منورات بحریہ۔ اور پاسپورٹ کی

فیس وصول کرنے کی مجاز ہوگی۔

تعمیرات عامہ کے متعلق انجنیروں کا تقرر اور ان کی کارگذاری کی نگرانی سفرائے

خارجہ کے مشورہ سے ہوگی۔

۶۷۔ حکومت مخزن مندرجہ ذیل شرح سے برآمد اجناس پر محصول لگائیگی:۔

۶۸۔ مٹر ۲۰ فیصدی + جوار ۲۰ فیصدی + باجرہ ۵۰ فیصدی + گندم ۳۴ فیصدی

۶۹۔ مواشی کا سلوتری معائنہ کرینگے اور ہر سال ۱۰,۰۰۰ راس مویشی ہر ایک طاقت برآمد کرسکیگی۔

۷۰۔ روزمرہ کے استعمال کی چھوٹی چھوٹی اشیا بغیر محصول بلاد غیر کو بھیجی جائینگی۔

۷۱۔ اجنبی جہازوں پر شرح محصول سفرائے دول مقرر کرینگے۔

۷۲ - قہوہ اور افیون کی در آمد سفرائے دول مقرر کرینگے۔

۷۳ - تمباکو کی تجارت کا انتظام سفرائے دول کرینگے۔

۷۴ - قہوہ۔ افیون اور تمباکو کے اجارے اجنبی سوداگر حاصل کر سکینگے۔

۷۵-۷۶ - ان قاعدوں میں رد و بدل حکومت مخزن سفرا کے مشورے سے کریگی۔

۷۷ لغایت ۱۰۴ + محصولات جنگی وخفیہ در آمد مال

خفیہ در آمد مال و محصولات جنگی کے قواعد۔ ان کی نگرانی او ضبط سفرائے دول کے

صیغہ تعمیرات عامہ و دیگر صیغہ جات کی تنظیم

۱۰۵ لغایت ۱۱۹ قواعد صیغہ جات تعمیرات و دیگر صیغہ جات کی تنظیم اور انکے حسابات کی نگرانی دول کے

دفعات عمومی

۱۲۰ - ان دفعات کے عمل کے لئے نئے قوانین پاس کئے جائینگے

۱۲۱ - ان دفعات کو یورپی حکومتیں اپنے اپنے نظام کے مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۰۶

۱۲۲ - اور اس تاریخ سے قبل ان قواعد پر عمل در آمد نہ ہوگا۔

۱۲۳ - اس قرار داد کے علاوہ تمام عہد ناموں مابین حکومت مخزن و دول خارجہ بر

کے جو اس قرار داد سے متضاد ہوں۔

امضا۔

الحاج محمد بن العربی الطارس۔ الحاج محمد عبد السلام المقری

الحاج محمد اسقفر۔ سدی عبد الرحمن بن نس نمائندگا

و نمائندگان جرمنی۔ آسٹریا۔ بلجیم۔ ہسپانیہ۔ امریکہ۔ فرانس برطانیہ۔ ا

پرتگال روس۔ سویڈن۔

امضا میثاق الجزیرہ کے بعد نمائندہ ممالک متحدہ امریکہ نے ایک تحریر

کو مطلع کیا کہ حکومت امریکہ اس عہد نامہ پر عمل در آمد کرانے کیلئے کسی قسم کی فوجی کاروائی میں

مقدس لاکٹ
اسی سائز کے لاکٹ میں
پوری سورۂ اخلاص لکھی گئی ہے

مقدس لاکٹ
اسی سائز کے لاکٹ میں
پوری الحمد شریف لکھی گئی ہے

مسلمانوں کا دور جدید
اور
ہندوستان کا مستقبل

یعنی

صدی سابقہ وحال کی اسلامی جدو جہد کا اصلی فوٹو۔ مشرق قریبہ میں
مغربی سیاست بعد از جنگ کی مفصل روئداد۔ ہندوستان کے سیاسی
اقتصادی۔ معاشرتی تغیرات کی دلچسپ کیفیت اور ان سب کی بناپر آنیوالے امکانات کا صحیح

مولفہ

ملک عبد القیوم بی ۔ اے ۔ بیرسٹرایٹ لا ۔ گوجرانوالہ

پبلشران :۔ شیخ عبد الرحمٰن حبیب الرحمٰن تاجران کتب بازار مائی سیواں امرتسر ۔

قومی ترقی کے تین راز

قومی ۔ حس مقابلہ یعنی بقائے قومی ۔ تنظیم قومی و تعلیم عمومی

یعنی

عبد القیوم کے لکچروں کا مجموعہ جو انہوں نے گذشتہ اجلاس
انجمن حمایت اسلام لاہور ۔ انجمن اسلامیہ سیالکوٹ وغیرہ میں دیئے

پبلشران :۔ حکیم بشیر احمد صاحب و حکیم عبد العزیز مالکان الشافی دواخانہ
سیالکوٹ صدر قیمت

تاریخ حریت ترکی ۔ تاریخ حریت ایران ۔ تاریخ حریت مصر

زیر طبع ہیں

ملنے کا پتہ
نور الٰہی صدیقی خوشنویس